Freebooks.pk
Free Notes • Past Papers • Guides for Students

اردو لازمی جماعت گیارہویں — پنجاب بورڈ (PECTAA)

اردو لازمی جماعت گیارہویں
مکمل نوٹس

تمام 22 اسباق — حمد و نعت، نثر، نظم اور غزل

Urdu Class 11 Complete Notes — All 22 Lessons

تعارف • تشریح • مرکزی خیال • اہم الفاظ • سوالات • MCQs

© freebooks.pk — Original educational content

Free notes: freebooks.pk

فہرستِ اسباق (Table of Contents)

سبق 1	حمد — حفیظ تائب	3
سبق 2	نعت — سید نفیس الحسینی	14
سبق 3	اخلاقِ نبوی ﷺ — شبلی نعمانی	25
سبق 4	فاقے میں روزہ — خواجہ حسن نظامی	36
سبق 5	مکاتیبِ غالب — مرزا غالب	47
سبق 6	ایک استاد عدالت کے کٹہرے میں — اشفاق احمد	57
سبق 7	چارپائی — رشید احمد صدیقی	68
سبق 8	اور پاکستان بن گیا — خدیجہ مستور	79
سبق 9	نیا قانون — سعادت حسن منٹو	90
سبق 10	دہلیز — امجد اسلام امجد	101
سبق 11	تاریخ کا کفن — امر جلیل	112
سبق 12	پاکستانی زبانیں اور ان کا باہمی رشتہ — ڈاکٹر ممتاز منگلوری	123
سبق 13	اے وادیِ لولاب ! — علامہ محمد اقبال	134
سبق 14	او دیس سے آنے والے بتا ! — اختر شیرانی	144
سبق 15	آزادی — احسان دانش	154
سبق 16	اخلاص — رحمان بابا	165
سبق 17	کھڑا ڈنر — سید محمد جعفری	175
سبق 18	غزل — میر تقی میر	185
سبق 19	غزل — فراق گورکھپوری	196
سبق 20	غزل — نیر نیازی	207
سبق 21	غزل — احمد فراز	217
سبق 22	غزل — پروین شاکر	227

یہ نوٹس Freebooks.pk نے طلبہ کی سہولت کے لیے اپنے الفاظ میں تیار کیے ہیں اور صرف تعلیمی، غیر تجارتی استعمال کے لیے مفت ہیں۔ بلا اجازت نقل یا تجارتی استعمال کی اجازت نہیں۔ صفحہ نمبر اس فائل کے مطابق ہیں۔

Internal reference: FBPK-URDU11-2026-11-FULLBOOK

سبق 1: حمد

Urdu Class 11 Lesson 1: Hamd (Hafeez Taib)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے پہلے سبق 'حمد' پر مبنی ہیں، جس کے شاعر حفیظ تائب ہیں۔ حفیظ تائب کو زیادہ تر ایک نعت گو شاعر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، مگر یہ حمد بھی ان کے فن کا عمدہ نمونہ ہے جس میں لفظوں کی تکرار (افق افق، چمن چمن، صدف صدف) نظم کا خاص حسن بن گئی ہے۔

ان نوٹس میں شاعر کا تعارف، حمد کی ہیئت اور فنی خوبیاں، ہر شعر کی آسان تشریح، مرکزی خیال، مشکل الفاظ کے معنی، اصنافِ شعری (حمد، نعت، منقبت، مناجات) کی وضاحت، اور امتحان کے لیے مختصر و تفصیلی سوالات اور معروضی سوالات شامل ہیں۔ تمام سوالات مشق کے لیے الگ سے لکھے گئے ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کی اسلامی معلومات اور دینی جذبے میں اضافہ کرنا۔
- زندگی میں اخلاقی اصولوں اور نیک اعمال کی اہمیت اجاگر کرنا۔
- حمدیہ شاعری کی روایت اور اس کی فنی خوبیوں (تکرارِ لفظی، ردیف و قافیہ) سے روشناس کرانا۔

شاعر کا تعارف

حفیظ تائب کا اصل نام عبدالحفیظ تھا، مگر وہ اپنے قلمی نام 'حفیظ تائب' سے اس قدر مشہور ہوئے کہ اصل نام پس منظر میں چلا گیا۔ وہ 14 فروری 1931ء کو پشاور میں پیدا ہوئے، جبکہ ان کا آبائی وطن ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل وزیر آباد کا قصبہ احمد نگر تھا۔ ان کے والد حاجی چراغ دین ایک نیک سیرت معلم اور امام و خطیب تھے۔

انھوں نے عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ میٹرک کے بعد کالج میں داخلہ لیا مگر طبیعت کا میلان شاعری کی طرف تھا، اس لیے باقاعدہ تعلیم ادھوری چھوڑ کر ملازمت اختیار کی۔ بعد میں نجی طور پر امتحانات دیے اور جامعہ پنجاب سے ایم اے پنجابی کیا، پھر جامعہ پنجاب کے شعبۂ پنجابی میں تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ ان کا انتقال 13 جون 2004ء کو لاہور میں ہوا۔

حفیظ تائب اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں حمد، نعت اور مناجات کہتے تھے اور پاکستان میں جدید نعت گوئی کے نمایاں ترین ناموں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے اردو نعتیہ مجموعے 'صلو علیہ وآلہ' اور 'وسلموا تسلیما' بہت مقبول ہوئے، اور یہ

Free notes: freebooks.pk

حمد بھی 'صلو علیہ وآلہ' سے لی گئی ہے۔ حکومتِ پاکستان نے ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں تمغۂ حسنِ کارکردگی دیا، اور لاہور کی ایک شاہراہ بھی ان کے نام سے منسوب ہے۔

اصنافِ شعری (موضوع کے اعتبار سے)

حمد
وہ نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، ربوبیت، یکتائی اور دوسری صفات کا بیان ہو۔

نعت
وہ نظم جس میں حضرت محمد ﷺ کی سیرت، شان، اوصاف اور کمالات بیان کیے جائیں۔

منقبت
وہ نظم جس میں اہلِ بیتِ اطہار، صحابۂ کرامؓ، اولیائے کرام یا بزرگانِ دین کے اوصاف بیان کیے جائیں۔

مناجات
وہ نظم جس میں شاعر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے عاجزی سے دعا اور التجا کرے۔

تکرارِ لفظی
ایک ہی لفظ کو دو بار ساتھ ساتھ لانا، جیسے افق افق، چمن چمن، نفس نفس۔ اس سے کلام میں زور، موسیقیت اور 'ہر جگہ' کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

ردیف اور قافیہ
ردیف وہ لفظ یا الفاظ ہیں جو ہر شعر کے آخر میں بار بار آئیں؛ اس حمد میں 'ہے افق افق' ردیف ہے۔ قافیہ ردیف سے پہلے آنے والے ہم آواز الفاظ ہیں، جیسے راہ نما، رہا، سجا، ضیا، وفا، پیا، نوا۔

حمد کا تعارف

یہ حمد غزل کی ہیئت میں لکھی گئی ہے: پہلے شعر (مطلع) کے دونوں مصرعے ہم ردیف و ہم قافیہ ہیں، باقی اشعار کے دوسرے مصرعے میں ردیف 'ہے افق افق' دہرائی جاتی ہے، اور آخری شعر (مقطع) میں شاعر کا تخلص 'تائب' آیا ہے۔

اس حمد کی سب سے بڑی خوبی سوالیہ انداز ہے۔ شاعر ہر مصرعے میں پوچھتا ہے کہ یہ نظام، یہ جلال، یہ جمال اور یہ رونق کس کی ہے؟ ان سوالوں کا جواب الگ سے نہیں دیا گیا، کیونکہ ہر قاری کا دل خود پکار اٹھتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ دوسری خوبی تکرارِ لفظی ہے، جس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی قدرت کسی ایک جگہ نہیں بلکہ ہر افق، ہر چمن اور ہر سانس میں موجود ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شعر وار تشریح

پہلا شعر (مطلع): کائنات کا نظام اور اس کی بقا

شاعر پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے جس کا نظام ہر افق پر رہنمائی کر رہا ہے اور جس کے ہمیشہ قائم رہنے کی گونج ہر سمت سنائی دیتی ہے؟ سورج، چاند اور ستاروں کی باقاعدہ گردش اور دن رات کا منظم آنا جانا اسی ذات کے بنائے ہوئے نظام کی گواہی ہے۔ ہر چیز فانی ہے، صرف وہی باقی رہنے والا ہے۔

دوسرا شعر: جلال اور جمال

اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات کا ذکر ہے: جلال (عظمت، ہیبت اور قوت) اور جمال (حسن و خوبصورتی)۔ شاعر کہتا ہے کہ کس کی شانِ جلال ہر سمت نمایاں ہے اور کس کے حسن کا رنگ ہر افق کو سجائے ہوئے ہے؟ اونچے پہاڑ اور طوفان اس کے جلال کا، اور صبح و شام کے رنگ اس کے جمال کا پتا دیتے ہیں۔

تیسرا شعر: ستاروں اور مشاہدے کی گواہی

شاعر ستاروں (نجم) اور کائنات کے مشاہدے (شہود) کا حوالہ دیتا ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ آسمان کا ہر ستارہ اسی کی عظمت کی علامت ہے اور کائنات کا ہر منظر انسان کے سامنے اسی کی پہچان کا دروازہ کھولتا ہے۔ جو آنکھ غور سے دیکھے، اسے ہر طرف اسی کی نشانیاں دکھائی دیتی ہیں۔

چوتھا شعر: صبا اور روشنی

شاعر سوال کرتا ہے کہ باغ باغ میں صبح کی ہوا (صبا) کس کے لیے چل رہی ہے اور افق افق روشنی (ضیا) کس کے لیے بکھری ہوئی ہے؟ یعنی فطرت کی ہر حرکت اور ہر چمک اپنے خالق کی تعریف میں مصروف ہے اور اسی کے حکم سے قائم ہے۔

پانچواں شعر: پوشیدہ کرم اور لکھی ہوئی وفا

شاعر کہتا ہے کہ ہر سیپ (صدف) میں کس کے کرم کی لہر چھپی ہوئی (مکتوم) ہے، اور ہر افق پر کس کی وفا کا حرف لکھا ہوا (مرقوم) ہے؟ سیپ کے اندر چھپا موتی اللہ کی پوشیدہ عنایت کی مثال ہے، اور کائنات کا ہر کنارہ گواہ ہے کہ اس کا وعدہ سچا ہے اور وہ اپنی مخلوق سے کبھی بے وفائی نہیں کرتا۔

چھٹا شعر: اہلِ محبت کی تڑپ

اس شعر میں شاعر عاشقانِ خدا کا ذکر کرتا ہے۔ کس کی طلب میں محبت کرنے والوں کے دل زخموں سے داغ داغ ہیں، اور کس کی شان و ادا نے ہر طرف ایک ہنگامہ (حشر) برپا کر رکھا ہے؟ یعنی اللہ کی محبت انسان کے دل میں ایسی تڑپ پیدا کرتی ہے کہ عاشق ہر حال میں اسی کو یاد کرتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

ساتواں شعر (مقطع): تائب کا سوز

مقطع میں شاعر اپنا تخلص 'تائب' لاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ کس کی یاد میں ہر سانس (نفس نفس) کے ساتھ جل رہا ہے، اور کس کی جدائی (فرقت) میں ہر افق شعلہ بیان بنا ہوا ہے؟ شاعر کی شعلہ نوائی کا سبب اللہ سے دوری کا احساس ہے؛ یہی جدائی اس کے کلام میں سوز اور اثر پیدا کرتی ہے۔

مرکزی خیال

اس حمد کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی قدرت، جلال اور جمال کی گواہ ہے۔ آسمان کے ستارے، افق کے رنگ، باغوں کی ہوا، سیپ کے موتی اور عاشقوں کے دل، سب اسی کی عظمت کا اعلان کر رہے ہیں۔ شاعر سوالیہ انداز اور لفظوں کی تکرار کے ذریعے قاری کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ خود اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ سب کچھ اسی ایک خالق کا ہے، اور انسان کو ہر سانس میں اسی کو یاد رکھنا چاہیے۔

اہم الفاظ کے معنی

افق

آسمان کا وہ کنارہ جہاں زمین اور آسمان ملتے دکھائی دیتے ہیں؛ 'افق افق' یعنی ہر سمت۔

دوام

ہمیشگی، ہمیشہ قائم رہنا۔

جلال

عظمت، دبدبہ اور ہیبت۔

جمال

حسن، خوبصورتی۔

عیاں

ظاہر، نمایاں۔

نجم

ستارہ (جمع: نجوم)۔

شہود

مشاہدہ، ظاہر اور حاضر ہونا۔

Free notes: freebooks.pk

صبا

صبح کے وقت چلنے والی نرم اور خوشگوار ہوا۔

ضیا

روشنی، چمک۔

صدف

سیپ، جس کے اندر موتی بنتا ہے۔

مکتوم

چھپا ہوا، پوشیدہ۔

مرقوم

لکھا ہوا، تحریر کیا ہوا۔

حشر

قیامت؛ مجازاً ہنگامہ اور شور۔

نفس

سانس؛ 'نفس نفس' یعنی ہر سانس میں۔

سوزاں

جلتا ہوا۔

فرقت

جدائی، دوری۔

شعلہ نوا

جس کی آواز یا کلام میں آگ جیسی تپش اور اثر ہو۔

خاکہ

حمد کے موضوعاتی نکات: یہ خاکہ دکھاتا ہے کہ حمد کے اشعار کائنات کے کن کن مظاہر میں اللہ تعالیٰ کی شان دکھاتے ہیں۔

حمد کے موضوعاتی نکات

نظام اور دوام (مطلع)
ہر افق پر اسی کا نظام رہنما ہے اور اسی کی بقا کی گونج ہے۔

↓

جلال و جمال
ہر طرف اس کی عظمت ظاہر ہے اور افق افق اس کے حسن کا رنگ ہے۔

↓

فطرت کے مظاہر
ستارے، صبا، روشنی اور سیپ کا موتی اسی کی نشانیاں ہیں۔

↓

اہلِ محبت اور تائب (مقطع)
عاشقوں کے دل داغ داغ ہیں اور شاعر ہر سانس میں اسی کی یاد میں جلتا ہے۔

freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

حفیظ تائب کا اصل نام کیا تھا؟

ان کا اصل نام عبدالحفیظ تھا؛ تائب ان کا تخلص ہے۔

حفیظ تائب کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

وہ 14 فروری 1931ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔

حفیظ تائب کی شہرت کس صنف کی وجہ سے ہے؟

ان کی شہرت بنیادی طور پر نعت گوئی کی وجہ سے ہے، اس کے علاوہ انھوں نے حمد اور مناجات بھی کہیں۔

حفیظ تائب کی شاعری کے بنیادی موضوعات کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبت، اور دعا و مناجات۔

یہ حمد کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

یہ حفیظ تائب کے مجموعے ‘صلو علیہ وآلہ’ سے لی گئی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

اس حمد کی ہیئت کیا ہے؟
یہ غزل کی ہیئت میں ہے: مطلع، مقطع، ردیف 'ہے افق افق' اور ہم آواز قوافی موجود ہیں۔

'شانِ جلال' اور 'رنگِ جمال' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
شانِ جلال سے اللہ کی عظمت و ہیبت اور رنگِ جمال سے اس کا حسن و خوبصورتی مراد ہے جو کائنات میں ہر طرف نظر آتے ہیں۔

'حرفِ وفا افق افق مرقوم ہے' کا کیا مطلب ہے؟
یعنی کائنات کے ہر کنارے پر اللہ کی وفا اور اس کے سچے وعدوں کی گواہی لکھی ہوئی ہے۔

شاعر کی شعلہ نوائی کا سبب کیا ہے؟
اللہ تعالیٰ سے جدائی (فرقت) کا احساس، جس کی یاد میں شاعر ہر سانس جلتا ہے۔

اس حمد میں تکرارِ لفظی کی تین مثالیں دیں۔
افق افق، چمن چمن، صدف صدف (اسی طرح داغ داغ اور نفس نفس)۔

حمد اور مناجات میں کیا فرق ہے؟
حمد میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و صفات بیان ہوتی ہیں، جبکہ مناجات میں شاعر عاجزی سے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے دعا مانگتا ہے۔

منقبت کسے کہتے ہیں؟
وہ نظم جس میں اہلِ بیت، صحابۂ کرامؓ یا اولیائے کرام کے اوصاف بیان کیے جائیں۔

تفصیلی سوالات و جوابات

حفیظ تائب کی شاعری کی خصوصیات بیان کریں۔

حفیظ تائب کا مقام کیا ہے؟
حفیظ تائب پاکستان میں جدید نعت کے نمایاں ترین شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے حمد و نعت کو محض روایتی عقیدت کے بجائے فنی پختگی اور سچے جذبے کے ساتھ پیش کیا۔

ان کے کلام کے موضوعات کیا ہیں؟
ان کے کلام کا مرکز اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اکرم ﷺ سے محبت، اور دعا و مناجات ہے۔ وہ اردو کے ساتھ پنجابی میں بھی نعت کہتے تھے۔

Free notes: freebooks.pk

ان کے اسلوب کی نمایاں خوبی کیا ہے؟

سادہ مگر پُراثر الفاظ، موسیقیت، اور تکرارِ لفظی ان کے اسلوب کی پہچان ہیں۔ زیرِ نصاب حمد میں افق افق اور نفس نفس جیسی تکرار نے کلام کو خاص شان دی ہے۔

ان کی خدمات کا اعتراف کیسے کیا گیا؟

حکومتِ پاکستان نے انھیں تمغۂ حسنِ کارکردگی دیا، ان کے مجموعوں کو ادبی انعامات ملے، اور لاہور کی ایک شاہراہ ان کے نام سے منسوب کی گئی۔

حمد کے مطلع اور دوسرے شعر کی تشریح حوالے کے ساتھ کریں۔

حوالہ کیسے لکھیں؟

یہ اشعار حفیظ تائب کی 'حمد' سے لیے گئے ہیں جو ان کے مجموعے 'صلو علیہ وآلہ' میں شامل ہے اور ہماری درسی کتاب اردو جماعت گیارہویں کا پہلا سبق ہے۔

مطلع کا مفہوم کیا ہے؟

شاعر سوال کرتا ہے کہ ہر افق پر کس کا نظام رہنمائی کر رہا ہے اور کس کی ہمیشگی کی گونج ہر طرف ہے؟ اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے جس نے کائنات کو ایک منظم قانون کے تحت چلایا اور جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

دوسرے شعر کا مفہوم کیا ہے؟

اس شعر میں جلال اور جمال کا ذکر ہے۔ کائنات میں اللہ کی عظمت و ہیبت بھی نمایاں ہے اور اس کے حسن کے رنگ بھی ہر افق کو سجائے ہوئے ہیں۔

ان اشعار کی فنی خوبی کیا ہے؟

سوالیہ انداز قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے، جلال و جمال کا تقابل حسن پیدا کرتا ہے، اور 'افق افق' کی تکرار 'ہر سمت' کا مفہوم دیتی ہے۔

اس حمد میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کون سی نشانیاں بیان ہوئی ہیں؟

آسمانی نشانیاں

کائنات کا منظم نظام، ستارے اور افق کی روشنی اللہ کی قدرت کی گواہی دیتے ہیں۔

زمینی نشانیاں

باغوں میں چلتی صبا اور سیپ کے اندر چھپا موتی اس کے کرم اور حکمت کی مثالیں ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

انسانی دل کی گواہی

اہلِ محبت کے داغ داغ دل اور شاعر کا سوز ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی محبت انسان کے باطن کو بھی بدل دیتی ہے۔

ان نشانیوں سے کیا سبق ملتا ہے؟

انسان کو کائنات پر غور کر کے اپنے خالق کو پہچاننا چاہیے، اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور زندگی اس کی رضا کے مطابق گزارنی چاہیے۔

اصنافِ شعری (حمد، نعت، منقبت، مناجات) کی وضاحت مثالوں سے کریں۔

حمد

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور صفات کا بیان؛ مثال: زیرِ نصاب حفیظ تائب کی حمد۔

نعت

حضور اکرم ﷺ کی سیرت و اوصاف کا بیان؛ مثال: اگلا سبق، سید نفیس الحسینی کی نعت۔

منقبت

اہلِ بیت، صحابۂ کرامؓ اور اولیائے کرام کی تعریف؛ اردو میں کئی شعرا نے خلفائے راشدینؓ اور اہلِ بیت کی منقبتیں لکھیں۔

مناجات

اللہ کے حضور عاجزی سے دعا اور گناہوں کا اعتراف؛ اس میں تعریف کے ساتھ التجا شامل ہوتی ہے، یہی اسے حمد سے الگ کرتی ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

حفیظ تائب کا اصل نام کیا تھا؟ (الف) عبدالحفیظ (ب) حفیظ اللہ (ج) محمد حفیظ (د) حفیظ الرحمٰن

درست جواب: (الف) عبدالحفیظ۔ تائب ان کا تخلص تھا۔

حفیظ تائب کس صنف کی وجہ سے سب سے زیادہ مشہور ہیں؟ (الف) غزل (ب) نعت (ج) مرثیہ (د) قصیدہ

درست جواب: (ب) نعت۔ وہ جدید نعت گوئی کا بڑا نام ہیں۔

افق افق راہ نما ہے: (الف) نظام (ب) دوام (ج) نام (د) جام

درست جواب: (الف) نظام۔ مطلع میں اللہ کے نظام کا ذکر ہے۔

افق افق کس کا رنگ سجا ہے؟ (الف) جلال (ب) کمال (ج) جمال (د) خیال

درست جواب: (ج) جمال۔ دوسرے شعر میں رنگِ جمال کا ذکر ہے۔

Free notes: freebooks.pk

حمد میں 'افق افق' کیا ہے؟ (الف) قافیہ (ب) ردیف کا حصہ (ج) تخلص (د) عنوان

درست جواب: (ب) ردیف کا حصہ۔ ہر شعر کے آخر میں دہرایا جاتا ہے۔

اللہ کی محبت میں داغ داغ ہیں: (الف) اہلِ عقیدت (ب) اہلِ محبت (ج) اہلِ ثروت (د) اہلِ شریعت

درست جواب: (ب) اہلِ محبت۔ چھٹے شعر میں اہلِ محبت کا ذکر ہے۔

شاعر کی شعلہ نوائی کا سبب ہے: (الف) محبت (ب) وصال (ج) فرقت (د) دیدار

درست جواب: (ج) فرقت۔ مقطع میں جدائی کا ذکر ہے۔

'مکتوم' کا مطلب ہے: (الف) لکھا ہوا (ب) چھپا ہوا (ج) بکھرا ہوا (د) ٹوٹا ہوا

درست جواب: (ب) چھپا ہوا۔ مکتوم یعنی پوشیدہ۔

'صدف' کسے کہتے ہیں؟ (الف) ستارہ (ب) سیپ (ج) پھول (د) پہاڑ

درست جواب: (ب) سیپ۔ جس میں موتی بنتا ہے۔

جس نظم میں اللہ کے حضور گناہوں کا اعتراف کر کے دعا کی جائے: (الف) حمد (ب) نعت (ج) منقبت (د) مناجات

درست جواب: (د) مناجات۔ یہی مناجات کی پہچان ہے۔

یہ حمد کس مجموعے سے ماخوذ ہے؟ (الف) صلو علیہ وآلہ (ب) بانگِ درا (ج) شامِ شہرِیاراں (د) خوشبو

درست جواب: (الف) صلو علیہ وآلہ۔ حفیظ تائب کا نعتیہ مجموعہ۔

مقطع میں شاعر کا تخلص ہے: (الف) حفیظ (ب) تائب (ج) منہاس (د) نفیس

درست جواب: (ب) تائب۔ تخلص تائب ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- حفیظ تائب (اصل نام عبدالحفیظ): پیدائش 14 فروری 1931ء پشاور، وفات 13 جون 2004ء لاہور؛ جدید نعت کا بڑا نام۔
- مجموعے: صلو علیہ وآلہ (یہ حمد اسی سے ہے)، وسلموا تسلیما؛ تمغۂ حسنِ کارکردگی۔
- ہیئت: غزل نما؛ ردیف 'ہے افق افق'؛ قوافی: راہ نما، رہا، سجا، ضیا، وفا، بپا، نوا؛ تخلص تائب۔
- اسلوب: سوالیہ انداز + تکرارِ لفظی (افق افق، چمن چمن، صدف صدف، داغ داغ، نفس نفس)۔
- موضوع: نظام و دوام، جلال و جمال، فطرت کی نشانیاں، اہلِ محبت کی تڑپ، فرقت میں شاعر کا سوز۔

Free notes: freebooks.pk

- اصناف: حمد (اللہ کی تعریف)، نعت (رسول ﷺ کی تعریف)، منقبت (اہلِ بیت / صحابہ / اولیا)، مناجات (دعا و التجا)۔

امتحانی نکات

- تشریح میں پہلے حوالہ (نظم، شاعر، کتاب) لکھیں، پھر مفہوم، پھر فنی خوبی بیان کریں۔
- مشکل الفاظ (مکتوم، مرقوم، شہود، فرقت) کے معنی ضرور یاد کریں؛ یہ معروضی سوالات میں آتے ہیں۔
- حمد، نعت، منقبت اور مناجات کی تعریفیں ایک ایک مثال کے ساتھ یاد رکھیں۔
- ہیئت کے سوال میں مطلع، مقطع، ردیف، قافیہ اور تخلص کی نشان دہی لازماً کریں۔
- اشعار ترنم اور درست تلفظ سے پڑھنے کی مشق کریں؛ زبانی امتحان اور مقابلوں میں کام آتی ہے۔

حقائق کی وضاحت

درسی کتاب کے تعارف میں سنِ وفات 2003ء پڑھا جاتا ہے، جبکہ دستیاب حوالوں (اردو ویکیپیڈیا) کے مطابق حفیظ تائب کا انتقال 13 جون 2004ء کو ہوا۔ امتحان میں درسی کتاب کا اندراج پیشِ نظر رکھیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 2: نعت

Urdu Class 11 Lesson 2: Naat (Syed Nafees-ul-Hussaini)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے دوسرے سبق 'نعت' پر مبنی ہیں، جس کے شاعر معروف خطاط اور صوفی بزرگ سید نفیس الحسینی نفیس ہیں۔ اس نعت کی پہچان اس کی ردیف 'تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں' ہے، جو ہر شعر میں حضور اکرم ﷺ کی بے مثال شان کا اعلان کرتی ہے۔

نوٹس میں شاعر کا تعارف، نعت کی ہیئت، شعر وار تشریح، تلمیحات کی وضاحت (سدرۃ المنتہیٰ، قابَ قوسین، لیلۃ القدر، معراج)، چار یارانِ نبی ﷺ کی صفات، اہم تراکیب اور قواعد کے نکات، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- نعت کے لغوی و اصطلاحی معنی بتاتے ہوئے اردو نعت گوئی کی روایت اور ارتقا کا جائزہ لینا۔
- طلبہ کو نبی کریم ﷺ کی سیرت اور سنت سے آگاہ کرنا۔
- سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اپنے کردار کو سنوارنے کی ترغیب دینا۔
- شاعر کے اسلوب اور نعت کی فنی خوبیوں (ہیئت، تلمیح، تکرار) سے روشناس کرانا۔

شاعر کا تعارف

سید نفیس الحسینی نفیس (1933ء تا 2008ء) کا اصل نام سید انور حسین تھا۔ وہ 'نفیس رقم' کے لقب سے بھی جانے جاتے ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسب پندرہ واسطوں سے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ گیسو دراز تک پہنچتا ہے۔ انھوں نے میٹرک لائل پور (فیصل آباد) سے، ایف اے گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے کیا اور اورینٹل کالج لاہور سے فاضل کا امتحان پاس کیا۔

خطاطی ان کا خاندانی فن تھا۔ بچپن میں وہ اپنے والد کے پاس بیٹھ کر انھیں کتابت کرتے دیکھتے، اسی لیے اسکول کے زمانے ہی سے ان کی تحریر سب سے خوب صورت تھی۔ انھوں نے خطِ نسخ، نستعلیق، دیوانی، ثلث، رقاع اور کوفی میں کمال حاصل کیا، زندگی میں سولہ مرتبہ قرآنِ پاک کی کتابت کی، اور کلامِ اقبال کو نستعلیق جلی میں ایسے دل کش انداز سے لکھا کہ وہ فن پارے ایوانِ اقبال لاہور میں آویزاں ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے 1986ء میں انھیں صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی (پرائیڈ آف پرفارمنس) دیا۔

Free notes: freebooks.pk

خطاطی کے ساتھ ساتھ انھیں جوانی ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ ان کے نعتیہ مجموعوں کی کتابت بھی انھوں نے خود کی۔ ان مجموعوں کا سارا کلام عشقِ رسول ﷺ اور عقیدت کے جذبات سے بھرا ہوا ہے۔ زیرِ نصاب نعت ان کے مجموعے 'برگِ گل' سے لی گئی ہے۔

اہم اصطلاحات اور قواعد

نعت

لغوی معنی تعریف و توصیف؛ اصطلاح میں وہ نظم جس میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت، اوصاف اور کمالات بیان کیے جائیں۔

تلمیح

کلام میں کسی قرآنی، تاریخی یا مذہبی واقعے کی طرف چند لفظوں میں ایسا اشارہ کرنا کہ پورا واقعہ ذہن میں تازہ ہو جائے، جیسے غالب کے ہاں 'ابنِ مریم' اور حالی کے ہاں 'چاہِ یوسف'۔

غزل کی ہیئت

تمام اشعار ہم قافیہ ہوتے ہیں؛ پہلا شعر مطلع (دونوں مصرعے ہم قافیہ) اور آخری شعر جس میں تخلص ہو، مقطع کہلاتا ہے۔ زیرِ نصاب نعت اسی ہیئت میں ہے۔

مخمس

ایسی نظم جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں۔

مسدس

ایسی نظم جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں، جیسے اقبال کی 'جوابِ شکوہ' کے نعتیہ بند۔

صنعتِ تکرار

کسی لفظ یا ٹکڑے کو بار بار لانا؛ اس نعت میں 'تجھ سا کوئی نہیں' کی تکرار نمایاں ہے۔

مرکبِ توصیفی

اسم اور اس کی صفت سے بننے والا مرکب، جیسے رسولِ امین (امانت دار رسول)، جانِ حزیں (غمگین جان)۔

محاورہ

دو یا زیادہ الفاظ کا وہ مجموعہ جو اپنے لغوی کے بجائے خاص مجازی معنی دے، جیسے 'یارا نہ ہونا' یعنی ہمت یا طاقت نہ ہونا۔

Free notes: freebooks.pk

نعت کا تعارف

یہ نعت غزل کی ہیئت میں ہے اور اس کی ردیف 'تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں' ہے۔ قوافی ایں، یقیں، ثمیں، آخریں، قریں، جبیں، جانشیں اور حزیں جیسے ہم آواز الفاظ ہیں۔ مصرعوں کے اندر بھی ہم آواز الفاظ (لقب، نسب، حسب) لائے گئے ہیں جس سے نعت میں موسیقیت اور روانی پیدا ہوئی ہے۔

شاعر نے حضور ﷺ کے القاب، خاندانی شرافت، کائنات میں آپ ﷺ کی آمد، واقعۂ معراج، آپ ﷺ کے حسن، اپنی عاجزی، خلفائے راشدینؓ کی شان اور آخر میں اپنی تڑپ کا ذکر کیا ہے۔ ہر شعر کے آخر میں ایک ہی نتیجہ دہرایا گیا ہے کہ آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں۔

شعر وار تشریح

پہلا شعر (مطلع): رسولِ امین اور خاتم المرسلین

شاعر حضور اکرم ﷺ کو 'رسولِ امین' (امانت دار رسول) اور 'خاتم المرسلین' (آخری رسول) کہہ کر مخاطب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا پختہ عقیدہ اور یقین ہے کہ آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں۔ اس شعر میں ختمِ نبوت کا عقیدہ بھی واضح طور پر بیان ہوا ہے۔

دوسرا شعر: عالی نسب اور خوش لقب

شاعر آپ ﷺ کی خاندانی شرافت بیان کرتا ہے: آپ ﷺ حضرت ابراہیمؑ کی نسل اور بنو ہاشم سے ہیں، آپ ﷺ کے لقب خوب صورت، نسب عالی اور حسب بلند ہے۔ آپ ﷺ قریش کے خاندان کے قیمتی موتی (دُرِّ ثمیں) ہیں۔

تیسرا شعر: بزمِ کونین کی سجاوٹ

شاعر کہتا ہے کہ پہلے دونوں جہانوں کی محفل سجائی گئی، پھر آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو اس منظر پر لایا گیا؛ یعنی کائنات آپ ﷺ ہی کے لیے آراستہ کی گئی۔ آپ ﷺ پہلوں اور پچھلوں سب کے سردار (سید الاولین و الآخرین) ہیں۔

چوتھا شعر: معراج کی تلمیح

اس شعر میں واقعۂ معراج کی تلمیح ہے۔ 'سدرۃ المنتہیٰ' (ساتویں آسمان پر بیری کا وہ درخت جس سے آگے فرشتے بھی نہیں جا سکتے) آپ ﷺ کے راستے کی ایک منزل تھا، اور 'قابَ قوسین' (دو کمانوں کے برابر فاصلہ، یعنی اللہ تعالیٰ سے انتہائی قرب) آپ ﷺ کے سفر کی گرد تھا۔ آپ ﷺ اللہ کے قریب ہیں اور اللہ آپ ﷺ کے قریب ہے۔

Free notes: freebooks.pk

پانچواں شعر: حسن و جمال

شاعر آپ ﷺ کے حسن کو کائنات کی روشن ترین چیزوں سے نسبت دیتا ہے: کہکشاں آپ ﷺ کے ابدی تاج کی چمک ہے، معراج کی حسین رات آپ ﷺ کی روشن زلفوں جیسی ہے، اور لیلۃ القدر آپ ﷺ کی منور پیشانی کی مانند ہے۔

چھٹا شعر: شاعر کی عاجزی

شاعر اعتراف کرتا ہے کہ اے مصطفیٰ و مجتبیٰ ﷺ ! آپ کی تعریف کا حق ادا کرنا میرے بس اور اختیار میں نہیں۔ نہ دل میں اتنی ہمت ہے اور نہ زبان میں اتنی طاقت (یارا) کہ آپ ﷺ کی شان بیان کر سکے۔ یہ عاجزی دراصل آپ ﷺ کی عظمت کا اعتراف ہے۔

ساتواں شعر: چار یار

اس شعر میں چار یارانِ نبی ﷺ، یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی شان بیان ہوئی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے جانشین ہیں اور ان کی زندگیاں عدل و انصاف کی گواہ ہیں۔

آٹھواں شعر (مقطع): جانِ حزیں کی تلاش

مقطع میں شاعر اپنا تخلص 'نفیس' لاتا ہے اور آپ ﷺ کو دونوں جہانوں کی سب سے نفیس ہستی، محبوبوں کے سردار اور عاشقوں کے محبوب کہہ کر پکارتا ہے۔ آخر میں کہتا ہے کہ میری غمگین جان ہر دم آپ ﷺ ہی کو ڈھونڈتی ہے۔

مرکزی خیال

اس نعت کا مرکزی خیال حضور اکرم ﷺ کی بے مثال عظمت ہے۔ شاعر آپ ﷺ کے القاب، عالی نسب، کائنات میں آپ ﷺ کے مقام، معراج کے بلند مرتبے اور آپ ﷺ کے حسن کا ذکر کرتا ہے، پھر عاجزی سے مان لیتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعریف کا حق ادا کرنا ممکن نہیں۔ ردیف 'تجھ سا کوئی نہیں' کی تکرار ہر شعر میں یہی عقیدہ دہراتی ہے کہ آپ ﷺ جیسا نہ کوئی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا۔

اہم الفاظ کے معنی

رسولِ امین

امانت دار رسول؛ حضور ﷺ کا لقب 'الامین' تھا۔

خاتم المرسلین

رسولوں کو ختم کرنے والے، یعنی آخری رسول ﷺ۔

Free notes: freebooks.pk

بہ صدقِ یقیں
سچے یقین کے ساتھ۔

خوش لقب
اچھے اور خوب صورت لقب والا۔

نسب / حسب
نسب: خاندان اور باپ دادا کا سلسلہ؛ حسب: ذاتی خوبیاں اور خاندانی عزت۔

دُرِّ ثمیں
قیمتی موتی۔

بزمِ کونین
دونوں جہانوں کی محفل، یعنی ساری کائنات۔

سدرۃ المنتہیٰ
ساتویں آسمان پر بیری کا درخت، جہاں تک جبرائیلؑ کی رسائی ہے۔

قابَ قوسین
دو کمانوں کے برابر فاصلہ؛ معراج کی رات اللہ سے انتہائی قرب کی طرف اشارہ۔

قریں
قریب، نزدیک۔

کہکشاں
آسمان پر ستاروں کا روشن راستہ۔

سرمدی
ہمیشہ رہنے والا، ابدی۔

لیلۃ القدر
رمضان کی وہ مبارک رات جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یارا نہ ہونا
ہمت یا طاقت نہ ہونا (محاورہ)۔

Free notes: freebooks.pk

جانِ حزیں
غمگین جان۔

خاکہ
نعت کے موضوعات ایک نظر میں: یہ خاکہ نعت کے اشعار کو چار بڑے موضوعات میں تقسیم کر کے دکھاتا ہے۔



مختصر سوالات و جوابات
رسولِ امین اور خاتم المرسلین کس ہستی کو کہا گیا ہے؟
حضرت محمد ﷺ کو؛ آپ ﷺ امانت دار بھی ہیں اور آخری رسول بھی۔

سدرۃ المنتہیٰ اور قابَ قوسین سے کیا مراد ہے؟
سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر بیری کا درخت ہے اور قابَ قوسین معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے انتہائی قرب کا استعارہ ہے۔

آپ ﷺ کے نسب کے بارے میں شاعر نے کیا کہا ہے؟
آپ ﷺ ابراہیمی و ہاشمی ہیں، عالی نسب اور والا حسب ہیں، اور قریش کے خاندان کے قیمتی موتی ہیں۔

freebooks.pk

شاعر نے رسول ﷺ کے کس سفر کی طرف اشارہ کیا ہے؟
واقعۂ معراج کی طرف۔

اس نعت کی ردیف کیا ہے؟
'تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں'۔

نعت میں استعمال ہونے والے چند قوافی لکھیں۔
ایں، یقیں، ثمیں، آخریں، قریں، جبیں، جانشیں، حزیں۔

یہ نعت کس ہیئت میں ہے؟
غزل کی ہیئت میں۔

تلمیح کسے کہتے ہیں؟
کسی قرآنی، تاریخی یا مذہبی واقعے کی طرف چند لفظوں میں ایسا اشارہ جس سے پورا واقعہ یاد آ جائے۔

اس نعت میں کون سی تلمیحات آئی ہیں؟
سدرۃ المنتہیٰ، قابَ قوسین، معراج اور لیلۃ القدر۔

چار یارانِ نبی ﷺ کون ہیں؟
حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ۔

مخمس اور مسدس میں کیا فرق ہے؟
مخمس کے ہر بند میں پانچ اور مسدس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔

سید نفیس الحسینی کو پرائیڈ آف پرفارمنس کب ملا؟
1986ء میں، ان کی خطاطی کے اعتراف میں۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سید نفیس الحسینی کی شخصیت اور فن پر نوٹ لکھیں۔

ابتدائی حالات

اصل نام سید انور حسین، لقب نفیس رقم؛ 1933ء میں پیدا ہوئے اور 2008ء میں انتقال ہوا۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت خواجہ گیسو دراز تک پہنچتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

بطور خطاط

خطاطی ان کا خاندانی فن تھا۔ انھوں نے تمام بڑے خطوں میں مہارت حاصل کی، سولہ بار قرآنِ پاک لکھا اور کلامِ اقبال کے فن پارے ایوانِ اقبال میں آویزاں ہیں۔

اعزاز

حکومتِ پاکستان نے 1986ء میں انھیں پرائیڈ آف پرفارمنس سے نوازا۔

بطور شاعر

ان کے نعتیہ مجموعے عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہیں؛ زیرِ نصاب نعت 'برگِ گل' سے لی گئی ہے۔

نعت کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

آغاز

شاعر حضور ﷺ کو رسولِ امین اور خاتم المرسلین کہہ کر پکارتا ہے اور آپ ﷺ کے عالی نسب کا ذکر کرتا ہے۔

درمیانی حصہ

کائنات آپ ﷺ کے لیے سجائی گئی؛ معراج میں آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے قابَ قوسین تک پہنچے؛ کہکشاں، معراج کی رات اور لیلۃ القدر آپ ﷺ کے حسن کی مثالیں ہیں۔

عاجزی اور خلفا

شاعر کہتا ہے کہ آپ ﷺ کی مدح اس کے بس میں نہیں، پھر چار یاروں کی شان بیان کرتا ہے۔

اختتام

مقطع میں شاعر کی جان آپ ﷺ کی تلاش میں بے قرار ہے، اور ہر شعر کی طرح یہاں بھی یہی اعلان ہے کہ آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں۔

نعت میں استعمال ہونے والی تلمیحات کی وضاحت کریں۔

معراج

وہ مبارک سفر جس میں حضور ﷺ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ اور پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

سدرۃ المنتہیٰ

ساتویں آسمان پر بیری کا درخت، جس سے آگے حضرت جبرائیلؑ بھی نہیں جا سکے، مگر حضور ﷺ آگے تشریف لے گئے۔

Free notes: freebooks.pk

قابَ قوسین

سورۃ النجم کی طرف اشارہ: دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ، یعنی اللہ تعالیٰ سے انتہائی قرب۔

لیلۃ القدر

رمضان المبارک کی بابرکت رات جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے؛ شاعر نے آپ ﷺ کی پیشانی کو اس جیسا منور کہا ہے۔

چار یارانِ نبی ﷺ کی خصوصی صفات بیان کریں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ

سب سے پہلے ایمان لانے والے بالغ مرد، سچائی اور تصدیق کی وجہ سے 'صدیق' کہلائے؛ پہلے خلیفہ۔

حضرت عمر فاروقؓ

حق اور باطل میں فرق کرنے والے، عدل و انصاف کی مثال؛ دوسرے خلیفہ۔

حضرت عثمان غنیؓ

سخاوت اور حیا کے پیکر؛ قرآنِ پاک کو ایک قراءت پر جمع کروایا؛ تیسرے خلیفہ۔

حضرت علیؓ

شجاعت اور علم کی علامت، 'باب العلم' کہلائے؛ چوتھے خلیفہ۔

معروضی سوالات (MCQs)

یہ نعت کس ہیئت میں لکھی گئی ہے؟ (الف) غزل (ب) مخمس (ج) مسدس (د) مثنوی

درست جواب: (الف) غزل۔ مطلع اور ردیف و قافیہ موجود ہیں۔

نعت کے اشعار میں کون سی صنعت نمایاں ہے؟ (الف) صنعتِ تضمین (ب) صنعتِ مراعاۃ النظیر (ج) صنعتِ تکرار (د) صنعتِ لف و نشر

درست جواب: (ج) صنعتِ تکرار۔ 'تجھ سا کوئی نہیں' کی تکرار۔

'یارانہ ہونا' قواعد کی رو سے ہے: (الف) ضرب المثل (ب) روزمرہ (ج) محاورہ (د) کنایہ

درست جواب: (ج) محاورہ۔ مجازی معنی: ہمت نہ ہونا۔

'رسولِ امین' قواعد کی رو سے ہے: (الف) مرکبِ عطفی (ب) مرکبِ اضافی (ج) مرکبِ توصیفی (د) مرکبِ عددی

درست جواب: (ج) مرکبِ توصیفی۔ امین صفت ہے۔

Free notes: freebooks.pk

نعت کے چوتھے شعر میں کون سی صنعت ہے؟ (الف) صنعتِ تجنیس (ب) صنعتِ تضاد (ج) صنعتِ تلمیح (د) صنعتِ حسنِ تعلیل

درست جواب: (ج) صنعتِ تلمیح۔ معراج کی تلمیح۔

یہ نعت شاعر کے کس مجموعے سے لی گئی ہے؟ (الف) گلہائے نعت (ب) صلو علیہ وآلہ (ج) برگِ گل (د) بانگِ درا

درست جواب: (ج) برگِ گل۔ برگِ گل۔

سید نفیس الحسینی کا اصل نام تھا: (الف) سید انور حسین (ب) سید نفیس احمد (ج) سید محمد حسین (د) سید انور علی

درست جواب: (الف) سید انور حسین۔ نفیس ان کا تخلص ہے۔

سید نفیس الحسینی کس فن کی وجہ سے مشہور تھے؟ (الف) مصوری (ب) خطاطی (ج) موسیقی (د) سنگ تراشی

درست جواب: (ب) خطاطی۔ نفیس رقم کہلاتے تھے۔

انھوں نے زندگی میں کتنی بار قرآنِ پاک کی کتابت کی؟ (الف) دس (ب) بارہ (ج) سولہ (د) بیس

درست جواب: (ج) سولہ۔ درسی کتاب کے مطابق سولہ مرتبہ۔

'دُرِّ ثمیں' کا مطلب ہے: (الف) قیمتی موتی (ب) روشن ستارہ (ج) پرانا خزانہ (د) سفید پھول

درست جواب: (الف) قیمتی موتی۔ ثمیں یعنی قیمتی۔

جس نظم کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں: (الف) مخمس (ب) مسدس (ج) مثنوی (د) رباعی

درست جواب: (ب) مسدس۔ مسدس۔

'قابَ قوسین' کا تعلق کس واقعے سے ہے؟ (الف) ہجرت (ب) معراج (ج) فتحِ مکہ (د) غزوۂ بدر

درست جواب: (ب) معراج۔ معراج کی رات کا قرب۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- سید نفیس الحسینی (سید انور حسین، نفیس رقم) 1933ء تا 2008ء؛ مشہور خطاط، سولہ بار قرآن کی کتابت، پرائیڈ آف پرفارمنس 1986ء۔
- نعت مجموعہ 'برگِ گل' سے؛ ہیئت غزل؛ ردیف 'تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں'۔
- تلمیحات: معراج، سدرۃ المنتہیٰ، قابَ قوسین، لیلۃ القدر۔
- موضوعات: القاب و نسب، کائنات کی سجاوٹ، معراج، حسن، شاعر کی عاجزی، چار یار، جانِ حزیں کی تڑپ۔

Free notes: freebooks.pk

- قواعد: رسولِ امین = مرکبِ توصیفی؛ یارا نہ ہونا = محاورہ؛ نمایاں صنعت = تکرار۔
- ہیئتیں: غزل، مخمس (5 مصرعے فی بند)، مسدس (6 مصرعے فی بند)۔

امتحانی نکات

- تلمیح کی تعریف کے ساتھ اس نعت کی کم از کم دو تلمیحات اور غالب/حالی کی مثالیں یاد رکھیں۔
- تشریح میں ہر شعر کا حوالہ، مفہوم اور فنی خوبی (تکرار، تلمیح، مراعاۃ النظیر) الگ الگ لکھیں۔
- چار یارانِ نبی ﷺ کی ایک ایک نمایاں صفت ضرور یاد کریں؛ یہ سوال اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- مرکبِ توصیفی، اضافی اور عطفی کا فرق مثالوں سے سمجھیں۔
- مشکل الفاظ کا تلفظ اعراب کے ساتھ (عقیدہ، لقب، حسب، قوسین، کہکشاں) لکھنے کی مشق کریں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 3: اخلاقِ نبوی ﷺ

Urdu Class 11 Lesson 3: Akhlaq-e-Nabawi (Shibli Nomani)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے تیسرے سبق 'اخلاقِ نبوی ﷺ' پر مبنی ہیں۔ یہ سبق علامہ شبلی نعمانی کی مشہور کتاب 'سیرت النبی ﷺ' سے لیا گیا ہے اور اس میں حضور اکرم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے مختلف پہلو سچے واقعات کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔

نوٹس میں مصنف کا تعارف، سبق کے ہر عنوان (مداومتِ عمل، حسنِ خلق، ایثار، تواضع، بچوں پر شفقت، لطفِ طبع اور اولاد سے محبت) کا خلاصہ، مرکزی خیال، مشکل الفاظ کے معنی، فعل لازم اور فعل متعدی کی وضاحت، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو مولانا شبلی نعمانی کی سیرت نگاری اور اسلامی تاریخ و ثقافت کے اہم پہلوؤں سے روشناس کرانا۔
- سیرت نگاری کے اصول اور شبلی کے طریقۂ کار سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کی اخلاقی تربیت کرنا اور ان کے دینی شعور میں اضافہ کرنا۔
- فعل لازم اور فعل متعدی کی پہچان کرانا۔

مصنف کا تعارف

علامہ شبلی نعمانی کا اصل نام محمد شبلی تھا۔ وہ 1857ء میں ضلع اعظم گڑھ (ہندوستان) کے ایک گاؤں بندول میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ حبیب اللہ وکیل تھے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں پائی، پھر اعظم گڑھ، غازی پور، سہارن پور اور لاہور میں تعلیم مکمل کی۔ وکالت کا امتحان بھی پاس کیا مگر اس پیشے میں دل نہ لگا۔

سر سید احمد خاں نے انھیں علی گڑھ کالج میں عربی اور فارسی کا استاد مقرر کیا جہاں وہ تقریباً سولہ برس پڑھاتے رہے۔ یہیں پروفیسر تھامس آرنلڈ سے انھوں نے فرانسیسی سیکھی اور انھیں عربی سکھائی۔ سر سید کی وفات کے بعد وہ حیدر آباد دکن چلے گئے اور کچھ عرصہ ناظمِ تعلیمات رہے، پھر لکھنؤ آ کر دارالعلوم ندوۃ العلما سے وابستہ ہوئے۔ آخر میں اعظم گڑھ میں 'دارالمصنفین' کے نام سے ایک علمی ادارہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا۔

شبلی ایک جامع شخصیت تھے: مؤرخ، سیرت نگار، نقاد، مفکر، شاعر اور عالم۔ ان کی اہم کتابوں میں 'المامون'، 'سیرۃ النعمان'، 'الفاروق'، 'الغزالی'، 'موازنۂ انیس و دبیر' اور 'شعر العجم' شامل ہیں۔ زندگی کے آخری حصے میں انھوں نے

Free notes: freebooks.pk

‘سیرت النبی ﷺ’ لکھنا شروع کی، مگر ابتدائی دو جلدیں ہی مکمل کر پائے تھے کہ انتقال ہو گیا؛ باقی جلدیں ان کے جمع کردہ مواد سے ان کے شاگردِ خاص سید سلیمان ندوی نے مکمل کیں۔

شبلی کا اسلوب شگفتہ، رواں اور مدلل ہے۔ ان کی تحریر میں جوش اور حسن بھی ہے اور فکر کی گہرائی بھی۔ وہ عربی و فارسی الفاظ اور تراکیب کثرت سے لاتے ہیں مگر ایسے سلیقے سے کہ عبارت مشکل ہونے کے بجائے خوب صورت ہو جاتی ہے۔

اہم اصطلاحات اور قواعد

سیرت نگاری

کسی شخصیت، خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کی زندگی، اخلاق اور کارناموں کو مستند حوالوں کے ساتھ بیان کرنا۔

مداومتِ عمل

کسی اچھے کام کو اختیار کر کے اس پر ہمیشہ اور مسلسل قائم رہنا۔

استقامتِ حال

اپنی حالت اور طریقے پر ثابت قدم رہنا، ڈگمگانا نہیں۔

فطرتِ ثانیہ

وہ عادت جو اتنی پختہ ہو جائے کہ گویا انسان کی دوسری فطرت بن جائے۔

سنت

وہ عمل جس پر حضور ﷺ نے ہمیشگی فرمائی اور کسی رکاوٹ کے باوجود اسے ترک نہ کیا۔

فعل لازم

وہ فعل جو صرف فاعل سے پورا مفہوم دے، مفعول کی ضرورت نہ ہو؛ جیسے: احمد آیا، بچہ سویا۔

فعل متعدی

وہ فعل جس کا مفہوم فاعل کے ساتھ مفعول کے بغیر پورا نہ ہو؛ جیسے: علی نے خط لکھا، بلی نے چوہا پکڑا۔

سبق کا تعارف

‘اخلاقِ نبوی ﷺ’ سیرت النبی ﷺ کا ایک حصہ ہے جس میں شبلی نعمانی نے حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کو چھوٹے چھوٹے عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ ہر عنوان کے تحت پہلے اصول بیان ہوتا ہے، پھر احادیث اور صحابہؓ کی روایات سے سچے واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ اس طرح بات دلیل کے ساتھ دل میں اترتی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

سبق کے عنوانات یہ ہیں: مداومتِ عمل، حسنِ خلق، ایثار، تواضع، بچوں پر شفقت، لطفِ طبع (خوش مزاجی) اور اولاد سے محبت۔ آخر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا دل بے حد نرم تھا اور غم کے موقع پر آنسو بہانا رحمت کی علامت ہے۔

اقتباس وار خلاصہ

مداومتِ عمل

شبلی کے نزدیک اخلاق کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ انسان جو اچھا کام اختیار کرے اس پر اتنی پابندی سے قائم رہے کہ وہ اس کی فطرتِ ثانیہ بن جائے اور لوگ یقین کر لیں کہ اس شخص سے اس کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا، جیسے سورج سے روشنی اور پھول سے خوشبو الگ نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ جو کام جس طریقے سے شروع فرماتے، ہمیشہ اسی پر قائم رہتے؛ شریعت میں ‘سنت’ کا تصور اسی اصول سے پیدا ہوا۔

حسنِ خلق

آپ ﷺ ملاقات میں ہمیشہ پہلے سلام کرتے، بات کرنے والے سے اس وقت تک منہ نہ موڑتے جب تک وہ خود نہ ہٹ جائے، اور مصافحہ میں اپنا ہاتھ پہلے نہ کھینچتے۔ مجلس میں ناگوار بات برداشت کرتے؛ کسی کی غلطی پر نام لے کر نہیں ٹوکتے بلکہ عمومی انداز میں فرماتے کہ ‘لوگ ایسا کرتے ہیں’، تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ جگہ کم ہوتی تو آنے والے کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے۔

ایثار

آپ ﷺ کے اخلاق میں سب سے نمایاں وصف ایثار تھا۔ حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کو بے حد عزیز تھیں، مگر گھر کا سارا کام خود کرتی تھیں اور چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کی طرف سے ایک کنیز کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی اصحابِ صفہ (غریب صحابہ) کا انتظام نہیں ہوا، جب تک ان کا بندوبست نہ ہو، میں کسی اور کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

تواضع

آپ ﷺ گھر کا کام خود کرتے: کپڑوں میں پیوند لگاتے، جھاڑو دیتے، بازار سے سودا لاتے اور جوتا خود گانٹھ لیتے۔ غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے، غریب بیمار کی عیادت کو جاتے، اور مجلس میں جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ لوگوں کو تعظیم کے لیے کھڑا ہونے سے منع فرمایا۔ ایک شخص رعب سے کانپنے لگا تو فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، میں بادشاہ نہیں، ایک ایسی قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھاتی تھی۔

Free notes: freebooks.pk

بچوں پر شفقت

سفر سے واپسی پر راستے کے بچوں کو سواری پر بٹھالیتے اور بچوں کو خود سلام کرتے۔ حبشہ میں پیدا ہونے والی ایک ننھی بچی کے سرخ کرتے کی تعریف حبشی زبان کے لفظ سے فرمائی۔ موسم کا نیا پھل آتا تو سب سے کم عمر بچے کو دیتے۔ ایک غزوہ میں مشرکین کے چند بچے مارے گئے تو بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ بچوں کو قتل نہ کرو، ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کو پیار نہ کرنے والے بدو سے فرمایا کہ اگر اللہ نے تمھارے دل سے رحم نکال لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

لطفِ طبع (خوش طبعی)

آپ ﷺ کبھی کبھی ایسا مزاح فرماتے جو سچا بھی ہوتا اور اس میں کوئی نکتہ بھی ہوتا۔ حضرت انسؓ کو پیار سے 'دو کان والے' کہا کیونکہ وہ ہر بات توجہ سے سنتے تھے۔ سواری مانگنے والے سے فرمایا کہ اونٹنی کا بچہ دوں گا، اور جب وہ حیران ہوا تو سمجھایا کہ ہر اونٹ کسی اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے۔ ایک بوڑھی خاتون سے فرمایا کہ بوڑھیاں جنت میں نہیں جائیں گی، پھر وضاحت کی کہ وہ جوان ہو کر جائیں گی۔ دیہاتی صحابی حضرت زاہرؓ کو پیچھے سے پکڑ کر محبت سے فرمایا کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے، اور جب انھوں نے اپنی کم قدری کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ کے ہاں تمھاری قیمت زیادہ ہے۔

اولاد سے محبت

سفر پر جاتے وقت سب سے آخر میں اور واپسی پر سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملتے۔ ایک بار انھوں نے گھر میں پردے لٹکائے اور بچوں کو چاندی کے کنگن پہنائے تو آپ ﷺ گھر تشریف نہ لائے؛ انھوں نے فوراً یہ چیزیں اتار کر بھیج دیں اور آپ ﷺ نے انھیں صدقہ کر کے بچوں کے لیے سادہ چیز لانے کو کہا۔ حسنین کریمینؓ کو اپنے گلدستے کہتے، انھیں چومتے اور سینے سے لگاتے۔ حضرت زینبؓ نے اپنے قیدی شوہر کے فدیے میں والدہ حضرت خدیجہؓ کا دیا ہوا ہار بھیجا تو آپ ﷺ آب دیدہ ہو گئے اور صحابہؓ کی رضامندی سے ہار واپس کر دیا۔

رحم دلی اور آنسو

ایک نواسی کے آخری لمحات اور صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے؛ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے، مگر زبان سے وہی بات نکلے گی جو اللہ کو پسند ہو۔

مرکزی خیال

اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اخلاقِ حسنہ کا کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نیک کاموں پر ہمیشگی، نرمی، دوسروں کی عزتِ نفس کا خیال، ایثار، عاجزی، بچوں پر شفقت، سچی خوش طبعی اور اولاد سے بے پناہ محبت کے پیکر تھے۔ شبلی نعمانی سچے واقعات کے ذریعے یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہمیں سیرتِ طیبہ کو اپنی روزمرہ زندگی میں اپنانا چاہیے۔

Free notes: freebooks.pk

اہم الفاظ کے معنی

مداومت
ہمیشگی، کسی کام کو مسلسل کرنا۔

استقامت
ثابت قدمی۔

دقیق
باریک، گہرا (نکتہ)۔

متبرک
برکت والا۔

ایثار
دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینا۔

عسرت / تنگ دستی
غربت، مالی تنگی۔

اصحابِ صفہ
وہ غریب صحابہؓ جو مسجدِ نبوی کے چبوترے (صفہ) پر رہ کر دین سیکھتے تھے۔

تواضع
عاجزی و انکساری۔

عیادت
بیمار کا حال پوچھنے جانا۔

لطفِ طبع
خوش مزاجی، ظرافت۔

ظرافت
مزاح، خوش طبعی کی بات۔

فدیہ
قیدی کو چھڑانے کے لیے دیا جانے والا مال۔

آب دیدہ
آنکھوں میں آنسو آ جانا۔

حالتِ نزع
موت سے پہلے کی آخری حالت۔

خاکہ
اخلاقِ نبوی ﷺ کے پہلو: یہ خاکہ سبق کے سات عنوانات اور ہر ایک کی ایک نمایاں مثال ایک نظر میں دکھاتا ہے۔



مختصر سوالات و جوابات
مداومتِ عمل سے کیا مراد ہے؟
کسی اچھے کام کو اختیار کر کے اس پر اتنی پابندی سے قائم رہنا کہ وہ فطرتِ ثانیہ بن جائے۔

freebooks.pk

Free notes: freebooks.pk

شریعت میں سنت کا لفظ کس اصول سے پیدا ہوا؟

مداومتِ عمل اور استقامتِ حال کے اصول سے، یعنی جس کام پر حضور ﷺ نے ہمیشگی فرمائی۔

آپ ﷺ کے اخلاق میں سب سے نمایاں وصف کون سا تھا؟

ایثار۔

حضرت فاطمہؓ کی تنگ دستی کا حال کس نے آپ ﷺ کے سامنے بیان کیا؟

حضرت علیؓ نے، اور ایک کنیز کی درخواست کی۔

آپ ﷺ نے کنیز دینے سے کیوں معذرت فرمائی؟

کیونکہ ابھی اصحابِ صفہ کا انتظام نہیں ہوا تھا۔

آپ ﷺ کسی کی غلطی پر کس انداز میں نصیحت فرماتے تھے؟

نام لیے بغیر عمومی انداز میں، تاکہ اس کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

‘یہ رحمت ہے جو اللہ نے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے’ کس موقع پر فرمایا؟

جب ایک نواسی حالتِ نزع میں تھیں اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور حضرت سعدؓ نے سوال کیا۔

‘اللہ کے نزدیک تمھاری قیمت زیادہ ہے’ کس صحابی کے لیے فرمایا؟

حضرت زاہرؓ کے لیے۔

آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو کیا کہہ کر پکارا اور کیوں؟

‘دو کان والے’، کیونکہ وہ آپ ﷺ کی ہر بات توجہ سے سنتے تھے۔

موسم کا نیا پھل آپ ﷺ کس کو عطا فرماتے؟

حاضرین میں سب سے کم عمر بچے کو۔

فعل لازم کی تعریف مثال سے کریں۔

جو فعل صرف فاعل سے مکمل مفہوم دے؛ جیسے: وہ مدرسے گیا۔

فعل متعدی کی تعریف مثال سے کریں۔

جس فعل کو مفعول کی ضرورت ہو؛ جیسے: میں نے کتاب پڑھی۔

Free notes: freebooks.pk

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'اخلاقِ نبوی ﷺ' کا خلاصہ لکھیں۔

مداومتِ عمل اور حسنِ خلق

حضور ﷺ جس نیک کام کو شروع فرماتے اس پر ہمیشہ قائم رہتے؛ سنت اسی سے ہے۔ ملاقات میں پہل کرتے، ناگوار بات برداشت کرتے اور نام لیے بغیر نصیحت فرماتے۔

ایثار اور تواضع

اپنی بیٹی پر اصحابِ صفہ کو ترجیح دی۔ گھر کا کام خود کرتے، غریبوں کے ساتھ بیٹھتے اور خود کو قریشی عورت کا بیٹا کہہ کر ڈرے ہوئے شخص کو تسلی دی۔

بچوں پر شفقت اور لطفِ طبع

بچوں کو سلام کرتے، سواری پر بٹھاتے، نیا پھل دیتے؛ مشرکین کے بچوں کے قتل سے بھی منع فرمایا۔ سچا مزاح فرماتے جیسے اونٹنی کے بچے اور بوڑھی خاتون کا واقعہ۔

اولاد سے محبت

حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ سے بے حد محبت کرتے، مگر سادگی کی تعلیم دیتے۔ غم میں آنسو بہائے اور فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔

حضور ﷺ کی بچوں اور اولاد سے محبت کو سبق کی روشنی میں بیان کریں۔

عام بچوں سے سلوک

آپ ﷺ بچوں کو خود سلام کرتے، سواری پر آگے پیچھے بٹھاتے اور نیا پھل سب سے چھوٹے بچے کو دیتے۔

مشرکین کے بچے

غزوہ میں مشرکین کے بچوں کی موت پر رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، بچوں کو قتل نہ کرو۔

حضرت فاطمہؓ

ان کے آنے پر کھڑے ہو جاتے، پیشانی چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے؛ سفر سے پہلے اور بعد انھی سے ملتے۔

حسنین کریمینؓ اور حضرت زینبؓ

حسنینؓ کو گلدستے کہتے اور سینے سے لگاتے؛ حضرت زینبؓ کا ہار دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے۔

Free notes: freebooks.pk

سبق کی روشنی میں حضور ﷺ کی تواضع اور ایثار پر نوٹ لکھیں۔

گھر کے کام

آپ ﷺ کپڑوں میں پیوند لگاتے، جھاڑو دیتے، سودا لاتے اور جوتا خود گانٹھ لیتے۔

غریبوں سے میل جول

غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ کھانا کھاتے، غریب بیمار کی عیادت کرتے اور مجلس میں امتیازی جگہ نہ لیتے۔

تعظیم سے منع کرنا

لوگوں کو اپنے لیے کھڑا ہونے سے روکا اور ڈرے ہوئے شخص کو بتایا کہ میں بادشاہ نہیں۔

ایثار کی مثال

حضرت فاطمہؓ کی مشقت کے باوجود کنیز دینے کے بجائے اصحابِ صفہ کی ضرورت کو مقدم رکھا۔

شبلی نعمانی کی حالاتِ زندگی اور اسلوبِ تحریر بیان کریں۔

ابتدائی زندگی

اصل نام محمد شبلی؛ 1857ء میں اعظم گڑھ کے گاؤں بندول میں پیدا ہوئے؛ والد شیخ حبیب اللہ وکیل تھے۔

علمی سفر

علی گڑھ میں سولہ برس عربی و فارسی پڑھائی، حیدر آباد میں ناظمِ تعلیمات رہے، ندوۃ العلما لکھنؤ سے وابستہ ہوئے اور آخر میں اعظم گڑھ میں دارالمصنفین کی بنیاد رکھی۔

تصانیف

المامون، الفاروق، الغزالی، موازنۂ انیس و دبیر، شعر العجم اور سیرت النبی ﷺ، جسے سید سلیمان ندوی نے مکمل کیا۔

اسلوب

شگفتہ، رواں اور مدلل؛ عربی فارسی تراکیب کا خوب صورت استعمال؛ اصول کے بعد واقعات سے دلیل۔

معروضی سوالات (MCQs)

سبق ‘اخلاقِ نبوی ﷺ’ کس کتاب سے لیا گیا ہے؟ (الف) الفاروق (ب) سیرت النبی ﷺ (ج) شعر العجم (د) المامون

درست جواب: (ب) سیرت النبی ﷺ۔ شبلی کی سیرت النبی ﷺ۔

Free notes: freebooks.pk

کسی کام پر مسلسل قائم رہنے سے بننے والی پختہ عادت کہلاتی ہے: (الف) جہالت (ب) عادت (ج) فطرتِ ثانیہ (د) فطرت

درست جواب: (ج) فطرتِ ثانیہ۔ گویا دوسری فطرت بن جائے۔

سفر سے واپسی پر آپ ﷺ راستے میں کن کو سواری پر بٹھالیتے؟ (الف) بچوں کو (ب) نوجوانوں کو (ج) بزرگوں کو (د) مسافروں کو

درست جواب: (الف) بچوں کو۔ بچوں پر شفقت۔

'اللہ کے نزدیک تمھاری قیمت زیادہ ہے' کس کے لیے فرمایا؟ (الف) حضرت انسؓ (ب) حضرت زاہرؓ (ج) حضرت بلالؓ (د) حضرت سعدؓ

درست جواب: (ب) حضرت زاہرؓ۔ دیہاتی صحابی۔

آپ ﷺ کے اخلاق میں سب سے نمایاں وصف: (الف) سخاوت (ب) ایثار (ج) شجاعت (د) حلم

درست جواب: (ب) ایثار۔ شبلی کے مطابق ایثار۔

شبلی نعمانی نے علی گڑھ میں کتنے برس پڑھایا؟ (الف) دس (ب) بارہ (ج) سولہ (د) بیس

درست جواب: (ج) سولہ۔ تقریباً سولہ برس۔

شبلی نے کس سے فرانسیسی سیکھی؟ (الف) سر سید (ب) تھامس آرنلڈ (ج) حالی (د) نذیر احمد

درست جواب: (ب) تھامس آرنلڈ۔ بدلے میں انھیں عربی سکھائی۔

سیرت النبی ﷺ کی باقی جلدیں کس نے مکمل کیں؟ (الف) الطاف حسین حالی (ب) سید سلیمان ندوی (ج) مولوی عبدالحق (د) ابوالکلام آزاد

درست جواب: (ب) سید سلیمان ندوی۔ شبلی کے شاگردِ خاص۔

حضور ﷺ نے کسے 'دو کان والے' کہا؟ (الف) حضرت انسؓ (ب) حضرت ابوہریرہؓ (ج) حضرت زاہرؓ (د) حضرت علیؓ

درست جواب: (الف) حضرت انسؓ۔ ہمہ تن گوش رہنے کی وجہ سے۔

'وہ مدرسے گیا' میں فعل ہے: (الف) فعل متعدی (ب) فعل لازم (ج) فعل امر (د) فعل نہی

درست جواب: (ب) فعل لازم۔ مفعول کی ضرورت نہیں۔

'میں نے کتاب پڑھی' میں فعل ہے: (الف) فعل لازم (ب) فعل متعدی (ج) فعل مضارع (د) فعل ناقص

درست جواب: (ب) فعل متعدی۔ کتاب مفعول ہے۔

Free notes: freebooks.pk

‘اصحابِ صفہ’ سے مراد ہیں: (الف) امیر تاجر (ب) مسجدِ نبوی کے چبوترے پر رہنے والے غریب صحابہؓ (ج) انصارِ مدینہ (د) اہلِ بیت

درست جواب: (ب) مسجدِ نبوی کے چبوترے پر رہنے والے غریب صحابہؓ۔ صفہ یعنی چبوترہ۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شبلی نعمانی (محمد شبلی)، پیدائش 1857ء بندول، اعظم گڑھ؛ علی گڑھ میں سولہ برس استاد؛ ندوہ؛ دارالمصنفین۔
- سبق ‘سیرت النبی ﷺ’ سے؛ کتاب کی باقی جلدیں سید سلیمان ندوی نے مکمل کیں۔
- عنوانات: مداومتِ عمل، حسنِ خلق، ایثار، تواضع، بچوں پر شفقت، لطفِ طبع، اولاد سے محبت۔
- سب سے نمایاں وصف: ایثار (اصحابِ صفہ کو ترجیح)۔
- اہم واقعات: حضرت زاہرؓ، حضرت انسؓ ‘دو کان والے’، اونٹنی کا بچہ، بوڑھی خاتون، حضرت زینبؓ کا ہار۔
- قواعد: فعل لازم (صرف فاعل) اور فعل متعدی (فاعل + مفعول)۔

امتحانی نکات

- خلاصہ لکھتے وقت ہر عنوان کا ایک اصول اور ایک واقعہ ضرور لکھیں؛ اس سے جواب مدلل لگتا ہے۔
- ‘کس نے کس سے کہا’ والے سوالات کے لیے حضرت زاہرؓ، حضرت انسؓ، حضرت علیؓ اور حضرت سعدؓ کے واقعات یاد رکھیں۔
- فعل لازم و متعدی پہچاننے کے لیے فعل سے پہلے ‘کیا؟’ یا ‘کس کو؟’ پوچھیں؛ جواب ملے تو فعل متعدی ہے۔
- اقتباس کی تشریح میں سیاق و سباق، مصنف اور سبق کا نام ضرور لکھیں۔
- مصنف کی کتابوں کے نام درست املا کے ساتھ لکھنے کی مشق کریں (الفاروق، موازنۂ انیس و دبیر، شعر العجم)۔

حقائق کی وضاحت

درسی کتاب میں شبلی نعمانی کا سنِ وفات 1913ء درج ہے، جبکہ عام طور پر مستند حوالوں (مثلاً دائرۃ المعارف اور ویکیپیڈیا) میں ان کی وفات 18 نومبر 1914ء بتائی جاتی ہے۔ امتحان میں درسی کتاب کا سن لکھنا محفوظ ہے۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 4: فاقے میں روزہ

Urdu Class 11 Lesson 4: Faqay Mein Roza (Khwaja Hasan Nizami)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے چوتھے سبق 'فاقے میں روزہ' پر مبنی ہیں۔ یہ خواجہ حسن نظامی کی کتاب 'بیگمات کے آنسو' سے لیا گیا ایک سچا اور درد ناک واقعہ ہے جس میں 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مغل شاہی خاندان کے ایک شہزادے اور اس کے گھر والوں کی بربادی بیان کی گئی ہے۔

نوٹس میں مصنف کا تعارف، کہانی کا مرحلہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، کرداروں کا جائزہ، مشکل الفاظ کے معنی، مبتدا اور خبر کی وضاحت، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کے ادبی ذوق کی تربیت کرنا۔
- طلبہ کے سماجی، سیاسی اور اخلاقی شعور میں اضافہ کرنا۔
- سماجی مسائل اور غربت کی حالت بیان کرنے والے ایسے مضامین سے مصنف کے مقصدِ تحریر کو سمجھنا۔
- طلبہ میں ہمدردی اور دوسروں کے ساتھ احسان کا جذبہ پیدا کرنا۔

مصنف کا تعارف

خواجہ حسن نظامی کا اصل نام سید علی حسن تھا۔ درسی کتاب کے مطابق وہ 1879ء میں پیدا ہوئے اور 1955ء میں فوت ہوئے۔ ان کا تعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی ہمشیرہ کی اولاد سے تھا اور انھوں نے ساری زندگی دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی درگاہ کے سائے میں گزاری، جہاں وہ درگاہ کے متولی بھی تھے۔

انھوں نے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ کتب بینی کے شوق اور اپنی محنت سے علم حاصل کیا۔ شروع میں کتابیں بیچیں، پھر خود کتابیں لکھیں، رسالوں کے مدیر بنے اور ساری زندگی لکھنے لکھانے میں گزاری۔ ان کے موضوعات بے حد متنوع ہیں: روحانیت و مذہب سے لے کر عملی زندگی تک، مگر 1857ء کی جنگِ آزادی اور مغلیہ خاندان کی بربادی ان کے خاص موضوعات تھے۔ 'سی پارۂ دل'، 'غدرِ دہلی کے افسانے'، 'بیگمات کے آنسو' اور 'مضامینِ حسن نظامی' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

خواجہ حسن نظامی کو صاحب طرز انشا پرداز مانا جاتا ہے۔ ان کی تحریر میں سادگی، روانی اور تاثیر ہے۔ وہ دہلی کی صاف ستھری بول چال کی زبان لکھتے ہیں اور معمولی سی چیز کو موضوع بنا کر اس میں نئے نئے پہلو پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کا انداز ایک کھلے دل اور وسیع نظر رکھنے والے صوفی کا ہے، اور ان کی تحریروں میں سوز و گداز نمایاں ہوتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

اہم اصطلاحات اور قواعد

انشا پرداز

وہ ادیب جس کی نثر اپنے خاص دل کش انداز کی وجہ سے پہچانی جائے۔

سوز و گداز

تحریر کی وہ کیفیت جو پڑھنے والے کے دل میں درد اور ہمدردی پیدا کرے۔

غدر / جنگِ آزادی 1857ء

انگریزوں کے خلاف 1857ء کی جنگ جس کے بعد دہلی اجڑی اور مغل سلطنت ختم ہو گئی۔

مبتدا

جملے کا وہ پہلا جز جس میں کسی شخص یا چیز کا ذکر کیا جائے؛ جیسے 'اچھا آدمی' اچھی بات کہے گا۔

خبر

جملے کا وہ دوسرا جز جو مبتدا کے بارے میں کچھ بتائے؛ جیسے اچھا آدمی 'اچھی بات کہے گا'۔

سبق کا تعارف

یہ سبق ایک سچی کہانی ہے جو دو زمانوں کا موازنہ کرتی ہے: ایک وہ زمانہ جب دہلی آباد تھی، لال قلعے پر مغلوں کا جھنڈا لہراتا تھا اور رمضان میں جامع مسجد میں سیکڑوں خوان افطاری کے آتے تھے؛ اور دوسرا وہ زمانہ جب 1857ء کے بعد یہی شاہی خاندان دربدر ہو گیا اور اسے فاقے میں روزے رکھنے پڑے۔

کہانی کا بڑا حصہ ایک شہزادے، مرزا شہزور کی زبانی ہے جو بادشاہ کے بھائی مرزا سلیم کے بھانجے تھے۔ وہ اپنی بوڑھی والدہ، کم سن بہن اور بیوی کے ساتھ دہلی سے نکلے، راستے میں لٹے، ایک گاؤں میں پناہ لی اور وہاں غربت، بیماری، سیلاب اور فاقوں کا سامنا کیا۔ آخر میں والدہ کی خودداری اس کہانی کا سب سے مؤثر لمحہ ہے۔

اقتباس وار خلاصہ

دہلی کا عروج اور مرزا سلیم

جب دہلی آباد تھی تو بادشاہ ابو ظفر بہادر شاہ کے بھائی مرزا سلیم اپنے دوستوں میں بیٹھے تھے کہ اندر سے بلاوا آیا۔ واپس آئے تو اداس تھے: ان کی والدہ نے حکم دیا تھا کہ رمضان میں گانے بجانے کی محفلیں بند کی جائیں۔ مرزا نے ادب سے مان تو لیا مگر پریشان تھے کہ باقی دن کیسے گزریں گے۔ ایک مصاحب نے مشورہ دیا کہ افطار سے پہلے جامع مسجد چلا کریں جہاں ایک الگ ہی بہار ہوتی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

جامع مسجد میں رمضان کی رونق

مسجد میں ہر طرف اللہ والوں کا ہجوم تھا: کہیں قرآن کا دور، کہیں علما کی فقہی بحث، کہیں ذکر و مراقبہ۔ افطار کے وقت شاہی محل، بیگمات اور امرا کی طرف سے سیکڑوں سجے ہوئے خوان آتے اور روزہ داروں میں تقسیم ہوتے۔ ہر امیر کی کوشش ہوتی کہ اس کا خوان سب سے بڑھ کر ہو۔ مرزا کو یہ منظر اتنا پسند آیا کہ وہ روز مسجد جانے لگے۔

زمانے کا الٹ پھیر

مرزا سلیم کے بھانجے مرزا شہزور (کہانی کے راوی) بتاتے ہیں کہ پھر وہ وقت آیا جب دہلی زیر و زبر ہو گئی، قلعہ برباد ہوا، امیروں کو پھانسیاں ملیں اور مسلمانوں کی شان و شوکت لٹ گئی۔ بعد میں رمضان میں جامع مسجد گئے تو وہاں فوجی روٹیاں پکا رہے تھے۔ مسجد واگزار ہونے کے بعد پھر گئے تو چند غریب مسلمان پیوند لگے کپڑوں میں بیٹھے تھے اور افطار میں صرف کھجوریں اور چنے تھے۔

دہلی سے ہجرت اور لوٹ مار

مرزا شہزور بیان کرتے ہیں کہ جب انگریزوں نے تخت و تاج چھین لیا اور بادشاہ قلعہ چھوڑ کر نکل گئے تو وہ بھی اپنی بوڑھی والدہ، کم سن بہن اور بیوی کو لے کر دو رتھوں میں نکلے۔ راستے بدلتے ہوئے قطب صاحب پہنچے، پھر آگے بڑھے تو گوجروں نے سارا سامان لوٹ لیا۔ جنگل میں تینوں عورتیں بے حال تھیں اور والدہ اپنے شاہی خاندان کی عظمت یاد کر کے روتی تھیں کہ آج زمین بھی ہمیں ٹھکانا نہیں دیتی۔

گاؤں میں پناہ اور محنت مزدوری

ایک گاؤں کے مسلمان کسانوں نے انھیں اپنی چوپال میں ٹھہرایا، مگر کچھ دن بعد کام کرنے کو کہا۔ شہزادے نے بتایا کہ وہ سپاہی زادے ہیں، تلوار اور بندوق چلانا جانتے ہیں، ہل چلانا یا گھاس کھودنا نہیں آتا؛ یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ گاؤں والوں نے ترس کھا کر انھیں کھیت کی رکھوالی دے دی اور عورتوں کو کپڑے سینے کا کام، جس کے بدلے فصل پر اناج ملنا تھا۔

بیماری، سیلاب اور بیوی کی موت

برسات میں سارا گاؤں بخار میں مبتلا ہوا؛ پھر ایک رات سیلابی پانی گھروں میں گھس آیا، اناج اور کپڑے بھیگ گئے۔ اسی اندھیری، ٹھنڈی رات میں راوی کی بیوی کو زچگی کا درد شروع ہوا اور بخار بھی چڑھ آیا۔ کوئی انتظام ممکن نہ تھا، اور یہ صدمہ آخرکار ان کی جان لے گیا۔ گاؤں والوں نے کفن دفن کا انتظام کیا۔

Free notes: freebooks.pk

فاقے میں روزہ

اناج سڑ چکا تھا اور مانگنے میں شرم آتی تھی۔ گاؤں کے چودھری نے ایک روپے کا آٹا منگوا دیا جو آدھا ختم ہوا تھا کہ رمضان آ گیا۔ چند دن بعد آٹا ختم ہو گیا اور گھر والوں نے صرف پانی سے روزہ کھولا اور اگلا روزہ بھی فاقے میں رکھا۔ سحری کے وقت والدہ نے دردناک دعا کی کہ جس گھر سے رمضان میں سیکڑوں لوگوں کو کھانا ملتا تھا، آج وہ خود دانے دانے کو محتاج ہے۔

خودداری کا امتحان

شام کو چودھری کا آدمی نیاز کا کھانا اور زکوٰۃ کے پانچ روپے لایا۔ راوی خوشی خوشی والدہ کو بتانے لگے تو والدہ کا رنگ بدل گیا اور انھوں نے غیرت دلائی کہ ہم تلوار کے زور سے روٹی لینے والے ہیں، صدقہ لینا ہمارا شیوہ نہیں۔ راوی شرم سے پانی پانی ہو گئے، مگر والدہ نے یہ کہہ کر چیزیں رکھ لیں کہ اللہ کی یہی مرضی ہے۔ اسی رقم سے رمضان گزرا؛ بعد میں دہلی آ کر والدہ کا انتقال ہوا اور سرکار نے پانچ روپے ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔

مرکزی خیال

اس سبق کا مرکزی خیال زمانے کی بے ثباتی اور خودداری ہے۔ جو شاہی خاندان رمضان میں سیکڑوں لوگوں کو افطار کراتا تھا، 1857ء کے بعد وہی فاقے میں روزے رکھنے پر مجبور ہو گیا۔ مصنف یہ پیغام دیتے ہیں کہ دولت اور اقتدار ہمیشہ نہیں رہتے، مصیبت میں صبر اور عزتِ نفس کو قائم رکھنا چاہیے، اور غریبوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور احسان کرنا چاہیے۔

اہم الفاظ کے معنی

تیموری

امیر تیمور کی نسل؛ مغل بادشاہ اسی خاندان سے تھے۔

مصاحب / ندیم

ساتھ بیٹھنے والا، دوست، درباری ساتھی۔

خیر باشد

خیر ہو؛ خیریت دریافت کرنے کا انداز۔

مکدر

رنجیدہ، ناخوش۔

Free notes: freebooks.pk

خوان / خوان پوش
کھانے کا بڑا طشت / اسے ڈھانپنے کا کپڑا۔

زیر و زبر
تہ و بالا، تباہ و برباد۔

تاراج
لوٹ مار، بربادی۔

واگزار
قبضے سے چھڑا کر واپس کرنا۔

رتھ
بیلوں یا گھوڑوں سے کھینچی جانے والی بند سواری۔

چوپال
گاؤں کی مشترکہ بیٹھک۔

سپاہی زادہ
سپاہی کا بیٹا؛ جنگجو خاندان کا فرد۔

ناتوانی
کمزوری۔

نیاز
اللہ کے نام پر بانٹا جانے والا کھانا۔

شیوہ
طریقہ، عادت۔

وظیفہ / پنشن
ماہانہ مقرر رقم۔

خاکہ
کہانی کے مراحل: عروج سے زوال تک: یہ خاکہ سبق کے واقعات کو ترتیب وار دکھاتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

کہانی کے مراحل: عروج سے زوال تک



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

'جب دہلی زندہ تھی' سے کیا مراد ہے؟

وہ زمانہ جب دہلی آباد اور خوش حال تھی اور لال قلعے پر مغل بادشاہت قائم تھی، یعنی 1857ء سے پہلے کا دور۔

کہانی کا راوی کون ہے اور اس کا مرزا سلیم سے کیا رشتہ ہے؟

مرزا شہزور؛ وہ مرزا سلیم کے بھانجے ہیں۔

مرزا سلیم کیوں اداس تھے؟

ان کی والدہ نے رمضان میں گانے بجانے کی محفلیں بند کرنے کا حکم دیا تھا۔

مصاحب نے مرزا سلیم کو کیا مشورہ دیا؟

افطار سے پہلے جامع مسجد جانے کا، جہاں رمضان کی رونق دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔

جامع مسجد میں مرزا نے کیا منظر دیکھا؟

قرآن کے دور، علما کی بحثیں، ذکر و مراقبہ کے حلقے اور افطار کے سیکڑوں سجے ہوئے خوان۔

مرزا روزانہ مسجد کیوں جانے لگے؟
انھیں وہاں کی روحانی رونق اور افطار کا شاندار منظر بہت پسند آیا۔

قلعہ چھوڑتے وقت مرزا شہزور کے ساتھ کون تھا؟
بوڑھی والدہ، کم سن بہن اور بیوی۔

گاؤں والوں نے راوی کو کیا کام دیا؟
کھیت کی رکھوالی، اور گھر کی عورتوں کو کپڑے سینے کا کام۔

مرزا شہزور کی والدہ کس بات پر ناراض ہوئیں؟
نیاز کا کھانا اور زکوٰۃ کے روپے لے کر خوش ہونے پر؛ انھوں نے کہا کہ صدقہ لینا ہمارا شیوہ نہیں۔

یہ سبق کس کتاب سے لیا گیا ہے؟
خواجہ حسن نظامی کی 'بیگمات کے آنسو' سے۔

خواجہ حسن نظامی کے خاص موضوعات کیا تھے؟
1857ء کی جنگِ آزادی اور مغلیہ خاندان کی بربادی۔

مبتدا اور خبر کسے کہتے ہیں؟
جملے کا پہلا جز جس کا ذکر ہو مبتدا، اور دوسرا جز جو اس کے بارے میں بتائے خبر کہلاتا ہے۔

'والدہ نے دعا مانگی' میں مبتدا اور خبر بتائیں۔
مبتدا: والدہ؛ خبر: نے دعا مانگی۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'فاقے میں روزہ' کا خلاصہ لکھیں۔
دہلی کا عروج

مرزا سلیم مصاحب کے مشورے پر رمضان میں جامع مسجد جانے لگے جہاں عبادت کی رونق اور شاہی خوانوں کی افطاری کا شاندار منظر تھا۔

1857ء کی تباہی

غدر کے بعد قلعہ برباد ہوا؛ مرزا سلیم کے بھانجے مرزا شہزور اپنی والدہ، بہن اور بیوی کے ساتھ دہلی سے نکلے اور راستے میں لٹ گئے۔

Free notes: freebooks.pk

گاؤں کی مشکلات

ایک گاؤں میں کھیت کی رکھوالی کی؛ بیماری اور سیلاب آیا اور زچگی کے دوران بیوی کا انتقال ہو گیا۔

فاقہ اور خودداری

رمضان میں آٹا ختم ہوا تو پانی سے روزہ کھولا۔ چودھری نے زکوٰۃ بھیجی تو والدہ نے غیرت دلائی مگر مجبوری میں قبول کیا۔

راوی کی والدہ کے کردار پر نوٹ لکھیں۔

خاندانی وقار

وہ شاہی خاندان کی عظمت کو کبھی نہیں بھولتیں اور مصیبت میں بھی اپنی نسل کا ذکر فخر سے کرتی ہیں۔

حساس دل

رمضان کا چاند دیکھ کر پچھلا زمانہ یاد آتا ہے تو آب دیدہ ہو جاتی ہیں۔

دعا اور صبر

فاقے کی حالت میں بھی وہ شکوہ کے بجائے اللہ سے دعا کرتی ہیں اور معصوم بیٹی کے لیے رحم مانگتی ہیں۔

خودداری

زکوٰۃ لینے پر بیٹے کو غیرت دلاتی ہیں، لیکن حالات کو اللہ کی مرضی سمجھ کر قبول بھی کر لیتی ہیں۔

سبق کی روشنی میں 1857ء کے بعد مغل خاندان کی حالت بیان کریں۔

اقتدار کا خاتمہ

انگریزوں نے تخت و تاج چھین لیا، بادشاہ قلعہ چھوڑ کر نکل گئے اور امیروں کو پھانسیاں ملیں۔

دربدری

پردے میں رہنے والی خواتین سڑکوں پر آ گئیں اور شہزادے جنگلوں اور دیہات میں پناہ ڈھونڈنے لگے۔

غربت

جو گھر سیکڑوں لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے، وہ خود فاقوں اور دوسروں کی مدد کے محتاج ہو گئے۔

جامع مسجد کی حالت

شاہی رونق کی جگہ فوجیوں کا قبضہ اور پھر چند غریب نمازیوں کی سادہ افطاری رہ گئی۔

Free notes: freebooks.pk

خواجہ حسن نظامی کے حالاتِ زندگی اور اسلوب پر روشنی ڈالیں۔

حالاتِ زندگی

اصل نام سید علی حسن؛ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی درگاہ کے متولی؛ باقاعدہ تعلیم کے بغیر شوق سے علم حاصل کیا۔

صحافت اور تصنیف

کتب فروشی سے آغاز کیا، رسالوں کے مدیر رہے اور بے شمار مضامین اور کتابیں لکھیں۔

اہم کتابیں

سی پارۂ دل، غدرِ دہلی کے افسانے،بیگمات کے آنسو اور مضامینِ حسن نظامی۔

اسلوب

سادہ، رواں اور پُر تاثیر؛ دہلی کی بول چال کی زبان؛ معمولی موضوع میں نئے پہلو پیدا کرنا اور سوز و گداز۔

معروضی سوالات (MCQs)

سبق 'فاقے میں روزہ' کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ (الف) غدرِ دہلی کے افسانے (ب) سی پارۂ دل (ج)بیگمات کے آنسو (د) مضامین حسن نظامی

درست جواب: (ج)بیگمات کے آنسو۔بیگمات کے آنسو۔

خواجہ حسن نظامی کا اصل نام تھا: (الف) سید علی حسن (ب) سید حسن علی (ج) خواجہ نظام الدین (د) سید حسن احمد

درست جواب: (الف) سید علی حسن۔ سید علی حسن۔

مرزا سلیم بادشاہ ابو ظفر بہادر شاہ کے تھے: (الف) بھتیجے (ب) بھانجے (ج) بھائی (د) بیٹے

درست جواب: (ج) بھائی۔ متن کے مطابق بادشاہ کے بھائی۔

متن کے مطابق جامع مسجد دہلی کس نے بنوائی؟ (الف) شاہ جہاں (ب) اورنگ زیب (ج) بہادر شاہ ظفر (د) اکبر

درست جواب: (الف) شاہ جہاں۔ والدہ کے بیان میں شاہ جہاں کا ذکر۔

قلعہ چھوڑتے وقت مرزا شہزور کے ساتھ تھیں: (الف) ماں، بہن اور بیوی (ب)بیٹی، بہن اور بیوی (ج) ماں، بیٹی اور بیوی (د) ماں، بہن اور بیٹی

درست جواب: (الف) ماں، بہن اور بیوی۔ تین عورتیں۔

Free notes: freebooks.pk

راوی اور ان کا خاندان کس سواری میں نکلے؟ (الف) گھوڑوں پر (ب) دو رتھوں میں (ج) بیل گاڑی میں (د) پیدل

درست جواب: (ب) دو رتھوں میں۔ دو رتھ۔

راستے میں سامان کس نے لوٹا؟ (الف) انگریز فوج نے (ب) گوجروں نے (ج) گاؤں والوں نے (د) ڈاکوؤں کے سردار نے

درست جواب: (ب) گوجروں نے۔ چھترپور کے قریب۔

گاؤں میں راوی کو کون سا کام ملا؟ (الف) ہل چلانا (ب) گھاس کھودنا (ج) کھیت کی رکھوالی (د) سپاہ گری

درست جواب: (ج) کھیت کی رکھوالی۔ پرندے اڑانا اور نگرانی۔

چودھری کا آدمی زکوٰۃ میں کتنے روپے لایا؟ (الف) ایک (ب) دو (ج) پانچ (د) دس

درست جواب: (ج) پانچ۔ پانچ روپے۔

بعد میں سرکار نے کتنا ماہوار وظیفہ مقرر کیا؟ (الف) دو روپے (ب) پانچ روپے (ج) دس روپے (د) بیس روپے

درست جواب: (ب) پانچ روپے۔ پانچ روپے ماہوار۔

‘اچھا آدمی اچھی بات کہے گا’ میں ‘اچھا آدمی’ ہے: (الف) خبر (ب) مبتدا (ج) فعل (د) مفعول

درست جواب: (ب) مبتدا۔ جس کا ذکر ہو۔

مرزا شہزور، مرزا سلیم کے تھے: (الف) بھتیجے (ب) بھانجے (ج) بیٹے (د) بھائی

درست جواب: (ب) بھانجے۔ متن کے مطابق بھانجے۔

خواجہ حسن نظامی کس بزرگ کی درگاہ کے متولی تھے؟ (الف) خواجہ معین الدین چشتی (ب) خواجہ نظام الدین اولیاء (ج) بابا فرید (د) داتا گنج بخش

درست جواب: (ب) خواجہ نظام الدین اولیاء۔ دہلی میں۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مصنف: خواجہ حسن نظامی (سید علی حسن)، درسی کتاب کے مطابق 1879ء تا 1955ء؛ درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے متولی۔
- ماخذ: ‘بیگمات کے آنسو’؛ موضوع: 1857ء کے بعد مغل خاندان کی بربادی۔

Free notes: freebooks.pk

- کردار: مرزا سلیم (بادشاہ کے بھائی)، ان کے بھانجے مرزا شہزور (راوی)، راوی کی والدہ، بہن اور بیوی، گاؤں کا چودھری۔
- اہم واقعات: جامع مسجد کی افطاری، ہجرت، گوجروں کی لوٹ، گاؤں کی چوپال، سیلاب، بیوی کی موت، پانی سے افطار، زکوٰۃ کے پانچ روپے۔
- مرکزی خیال: زمانے کی بے ثباتی، صبر اور خودداری، اور ہمدردی۔
- قواعد: جملے کے اجزا = مبتدا (جس کا ذکر) + خبر (اس کے بارے میں بات)۔

امتحانی نکات

- خلاصے میں 'عروج' اور 'زوال' کے دو حصے الگ الگ واضح کریں؛ ممتحن یہی تقابل دیکھنا چاہتا ہے۔
- کرداروں کے رشتے (بادشاہ ← بھائی مرزا سلیم ← بھانجے مرزا شہزور، راوی) اچھی طرح یاد رکھیں؛ MCQs میں اکثر آتے ہیں۔
- اعداد یاد رکھیں: دو رتھ، ایک روپے کا آٹا، زکوٰۃ کے پانچ روپے، پانچ روپے ماہوار وظیفہ۔
- مبتدا و خبر کی پہچان کے لیے پوچھیں: 'کس کے بارے میں بات ہو رہی ہے؟' (مبتدا) اور 'اس کے بارے میں کیا کہا گیا؟' (خبر)۔
- اقتباس کی تشریح میں 1857ء کا تاریخی پس منظر ایک دو جملوں میں ضرور لکھیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 5: مکاتیبِ غالب

Urdu Class 11 Lesson 5: Makateeb-e-Ghalib (Mirza Ghalib)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے پانچویں سبق 'مکاتیبِ غالب' پر مبنی ہیں۔ اس سبق میں مرزا اسد اللہ خاں غالب کے دو خط شامل ہیں: ایک اپنے عزیز علاء الدین احمد خاں علائی کے نام اور دوسرا اپنے شاگرد مرزا ہرگوپال تفتہ کے نام۔ یہ خط مولانا غلام رسول مہر کی مرتبہ کتاب 'خطوطِ غالب' سے لیے گئے ہیں۔

نوٹس میں غالب کا تعارف، ان کی خطوط نگاری کی خصوصیات، دونوں خطوں کا خلاصہ اور علامتی مفہوم، مشکل الفاظ کے معنی، علامتِ ندائیہ اور فجائیہ کی وضاحت، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کے علمی اور ادبی ذوق کی تربیت کرنا۔
- غالب کے خطوط سے ان کے عہد کے تاریخی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی حالات کے بارے میں جاننا۔
- مکاتیبِ غالب کے ذریعے غالب کے ذہنی و فکری افق اور خیالات کو سمجھنا۔
- طلبہ کی تحریری صلاحیت بڑھانا اور یہ بتانا کہ غالب نے خطوط نویسی میں ایک منفرد اسلوب کی بنیاد رکھی۔

مصنف کا تعارف

مرزا اسد اللہ خاں غالب (1797ء تا 1869ء) آگرہ میں پیدا ہوئے۔ گھر میں انھیں 'مرزا نوشہ' کہا جاتا تھا۔ پہلے 'اسد' اور پھر 'غالب' تخلص اختیار کیا۔ نسلاً ترک تھے۔ والد عبداللہ بیگ سپاہی پیشہ تھے جو غالب کے بچپن ہی میں ایک لڑائی میں مارے گئے۔ پھر چچا نے پرورش کی، مگر چند برس بعد وہ بھی فوت ہو گئے اور غالب ننھیال کی نگرانی میں آ گئے۔

غالب بنیادی طور پر شاعر تھے اور اپنی فارسی شاعری پر فخر کرتے تھے۔ شروع میں خط بھی فارسی میں لکھتے تھے، مگر بعد میں بڑھتی عمر اور جدت پسندی کی وجہ سے اردو میں خط لکھنے لگے۔ ان کے اردو خطوط کے مجموعے 'عودِ ہندی' اور 'اردوئے معلیٰ' ان کی زندگی ہی میں مرتب ہو گئے تھے۔

غالب کے خطوط کی سب سے بڑی خوبی ان کا اسلوب ہے: بے ساختگی، بے تکلفی، طنز و مزاح، تازگی اور شوخی۔ زبان سادہ مگر پُرکار ہے۔ خود غالب کا دعویٰ تھا کہ انھوں نے خط کو بات چیت کا روپ دے دیا ہے، یعنی 'مراسلے کو مکالمہ' بنا دیا ہے۔ پڑھنے والے کو لگتا ہے کہ دو بے تکلف دوست آمنے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں، مگر اس سادگی کے باوجود ان میں علمی و ادبی شان بھی موجود ہے۔

Free notes: freebooks.pk

اہم اصطلاحات، مکتوب الیہ اور قواعد

مکتوب / مکاتیب

خط / خطوط؛ 'مکاتیبِ غالب' یعنی غالب کے خط۔

مکتوب نگار / مکتوب الیہ

خط لکھنے والا / جسے خط لکھا جائے۔

مراسلے کو مکالمہ بنانا

خط کو ایسی بے تکلف گفتگو بنا دینا جیسے آمنے سامنے بات ہو رہی ہو؛ غالب کی خطوط نگاری کی پہچان۔

علاء الدین احمد خاں علائی

غالب کے عزیز (لوہارو کے والی امین الدین احمد خاں کے بیٹے)؛ فارسی و اردو کے شاعر، ترکی زبان بھی جانتے تھے؛ غالب انھیں اپنا جانشین سمجھتے تھے۔

مرزا ہرگوپال تفتہ

غالب کے نہایت فرماں بردار شاگرد؛ غالب انھیں پیار سے 'مرزا تفتہ' کہتے تھے۔

علامتِ ندائیہ (!)

کسی کو پکارنے یا مخاطب کرنے کے لفظ کے بعد لگائی جاتی ہے؛ جیسے: حضرات ! ایک ضروری اعلان سنیے۔

علامتِ فجائیہ (!)

افسوس، حیرت، نفرت، خوف، تمنا یا تحسین جیسے جذبات ظاہر کرنے والے لفظ کے بعد؛ جیسے: افسوس ! ، سبحان اللہ ! ، کاش ! ، واہ !

سبق کا تعارف

پہلا خط علاء الدین علائی کے نام ہے جنھوں نے غالب کو لوہارو آنے کی دعوت دی تھی۔ غالب معذوری ظاہر کرتے ہیں اور اپنی پوری زندگی کو ایک قیدی کی کہانی کی صورت میں بیان کرتے ہیں: دنیا قید خانہ ہے، شادی بیڑی ہے، دہلی زنداں ہے اور دو لے پالک بچے ہتھکڑیاں ہیں۔ یہ خط غالب کے طنز، ظرافت اور علامتی انداز کی بہترین مثال ہے۔

دوسرا خط مرزا ہرگوپال تفتہ کے نام ہے جو اپنے قصائد اصلاح کے لیے بھیج چکے تھے۔ غالب تاخیر کی وجہ بتاتے ہیں کہ برسات میں ان کا کرائے کا مکان ٹپکتا رہا اور وہ گویا 'کشتیِ نوح' میں رہے۔ ساتھ ہی دوستوں کی خیریت، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کی بیماری اور اپنی کمزوری کا ذکر بے تکلف انداز میں کرتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

خط وار خلاصہ

خطِ اول (علائی): دعوت اور معذوری

غالب علائی کو ایک ایسے پودے کا تازہ پھل کہتے ہیں جو ان کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھا، یعنی علائی کے والد۔ اس لیے علائی انھیں عزیز ہیں۔ ملاقات کی دو ہی صورتیں ہیں: علائی دہلی آئیں یا غالب لوہارو جائیں، مگر علائی مجبور ہیں اور غالب معذور۔ غالب کہتے ہیں کہ میرا عذر اس وقت تک نہ سنا جائے جب تک یہ نہ جان لو کہ میں کون ہوں اور مجھ پر کیا گزری۔

دو عالم اور قیدی کی تمثیل

غالب کہتے ہیں کہ عالم دو ہیں: عالمِ ارواح اور عالمِ آب و گل (دنیا)، اور دونوں کا مالک اللہ ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ دنیا کے مجرم عالمِ ارواح میں سزا پاتے ہیں، مگر کبھی عالمِ ارواح کے گناہ گار کو سزا کے لیے دنیا میں بھیج دیا جاتا ہے؛ وہ خود کو ایسا ہی قیدی بتاتے ہیں جو 8 رجب 1212ھ کو (پیدائش) یہاں بھیجا گیا۔

بیڑی، زنداں اور ہتھکڑیاں

تیرہ برس بعد 7 رجب 1225ھ کو انھیں ‘عمر قید’ کا حکم ملا، پاؤں میں بیڑی ڈالی گئی (شادی) اور دہلی کو قید خانہ مقرر کیا گیا۔ شاعری اور نثر کو مشقت ٹھہرایا گیا۔ پھر وہ ‘بھاگ کر’ تین برس مشرقی علاقوں میں پھرے (کلکتہ کا سفر) مگر واپس پکڑ لائے گئے۔ قیدی کو بے بس دیکھ کر دو ہتھکڑیاں اور بڑھا دی گئیں، یعنی عارف کے دو بیٹے باقر علی خاں اور حسین علی خاں جن کی پرورش غالب نے کی۔

رام پور اور رہائی کی امید

گزشتہ سال وہ بیڑی کو گھر چھوڑ کر دونوں ہتھکڑیوں کے ساتھ میرٹھ اور مراد آباد سے ہوتے ہوئے رام پور گئے، مگر دو ماہ سے کم میں پھر واپس آ گئے۔ اب عہد کر لیا ہے کہ نہ بھاگیں گے، کیونکہ بھاگنے کی طاقت ہی نہیں رہی۔ وہ مزاحاً کہتے ہیں کہ رہائی (موت) کے بعد آدمی اپنے گھر ہی جاتا ہے، سو میں بھی سیدھا عالمِ ارواح کو جاؤں گا۔ آخر میں فارسی شعر میں اس دن کو مبارک کہتے ہیں جب وہ اس ویران دنیا سے اپنے اصل وطن کو جائیں گے۔ یہ خط ذی الحجہ 1277ھ (جون 1861ء) کا ہے۔

خطِ دوم (تفتہ): اصلاح میں تاخیر

تفتہ نے شکایت کی تھی کہ اصلاح کے لیے بہت سے مسودے جمع ہو گئے ہیں۔ غالب لکھتے ہیں کہ یہ نہ سمجھنا کہ صرف تمھارے قصائد پڑے ہیں، نواب صاحب کی غزلیں بھی اسی طرح رکھی ہیں۔ وجہ برسات ہے، اور یہ بھی کہ ان کا اپنا گھر نہیں، وہ کرائے کی حویلی میں رہتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

برسات اور 'کشتیِ نوح'

مسلسل بارش سے شہر میں سیکڑوں مکان گر گئے۔ غالب کا بالا خانے والا دالان، جہاں وہ اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے ہیں، گرا تو نہیں مگر چھت چھلنی کی طرح ٹپکتی رہی: کہیں برتن، کہیں چلمچی، کہیں اگال دان رکھنا پڑا اور کتابیں اور قلم دان کوٹھری میں منتقل کرنے پڑے۔ مالک مکان مرمت پر توجہ نہیں دیتا۔ غالب مزاحاً کہتے ہیں کہ تین مہینے 'کشتیِ نوح' میں رہے، اب نجات ملی ہے تو قصائد اور غزلیں دیکھی جائیں گی۔

دوستوں کی خبر اور غالب کی کمزوری

غالب بتاتے ہیں کہ میر بادشاہ آئے تھے جن سے تفتہ کی خیریت معلوم ہوئی، اور نواب مصطفیٰ خاں (شیفتہ) دہلی آئے ہوئے ہیں مگر بیمار ہیں؛ حکیم احسن اللہ خاں ان کا علاج کر رہے ہیں۔ اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ بہت کمزور ہو گئے ہیں، گویا بستر سے لگ گئے ہیں؛ کوئی ملنے آئے تو اٹھ بیٹھتے ہیں ورنہ لیٹے لیٹے ہی خط لکھتے اور مسودے دیکھتے ہیں۔

مرکزی خیال

ان خطوط کا مرکزی خیال غالب کی زندگی کی مشکلات اور ان کا انھیں ظرافت سے برداشت کرنا ہے۔ پہلے خط میں غالب اپنی پوری زندگی کو قید و بند کی علامتی کہانی بنا کر بیان کرتے ہیں، اور دوسرے میں برسات، کرائے کے ٹپکتے مکان اور بڑھاپے کی کمزوری کو بھی ہنسی مذاق میں سناتے ہیں۔ ان خطوط سے پتا چلتا ہے کہ غالب نے خط کو بے تکلف گفتگو بنا دیا اور دکھ کی بات کو بھی شگفتہ انداز میں کہنے کا ہنر سکھایا۔

اہم الفاظ کے معنی

ثمرِ نورس

تازہ پھل؛ یہاں مراد اولاد۔

نہال

نیا پودا؛ یہاں علائی کے والد۔

ہوا خواہ

خیر خواہ۔

سایہ نشیں

سائے میں بیٹھنے والا، وابستہ۔

مسموع

سنا ہوا، قابلِ سماعت (عذر)۔

Free notes: freebooks.pk

زنہار

ہرگز۔

عالمِ ارواح

روحوں کی دنیا۔

عالمِ آب و گل

پانی اور مٹی کی دنیا، یعنی یہ دنیا۔

حبسِ دوام

عمر قید۔

بلادِ شرقیہ

مشرقی شہر/علاقے (کلکتہ کی طرف)۔

فگار

زخمی۔

مسودہ

تحریر کا پہلا، کچا نسخہ۔

کشتیِ نوح

حضرت نوحؑ کی کشتی؛ یہاں پانی میں گھرا ٹپکتا مکان۔

فصد

رگ سے خون نکالنے کا پرانا طریقۂ علاج۔

صاحبِ فراش

بستر سے لگا ہوا، بیمار۔

خاکہ

خطِ علائی کی علامتیں: یہ خاکہ دکھاتا ہے کہ غالب نے اپنی زندگی کے واقعات کو قید کی کن علامتوں میں بیان کیا۔

خطِ علائی کی علامتیں



مختصر سوالات و جوابات

علائی کے نام خط میں غالب نے کن دو عالموں کا ذکر کیا ہے؟

عالمِ ارواح اور عالمِ آب و گل (دنیا)۔

غالب کے خیال میں عام قاعدے کے مطابق دنیا کے مجرم کہاں سزا پاتے ہیں؟

عالمِ ارواح میں۔

بیڑی اور ہتھکڑیوں سے غالب کی کیا مراد ہے؟

بیڑی سے شادی (بیوی) اور ہتھکڑیوں سے عارف کے دو بیٹے، باقر علی خاں اور حسین علی خاں، جن کی پرورش غالب کے ذمے تھی۔

غالب نے دہلی کو کیا کہا ہے؟

قید خانہ (زنداں)۔

freebooks.pk

‘جیل خانے سے بھاگنا’ سے کیا مراد ہے؟

غالب کا کلکتہ کا طویل سفر۔

علائی کہاں رہتے تھے؟

لوہارو میں۔

تفتہ کے نام خط میں ‘میر بادشاہ’ کا ذکر کیوں ہے؟

وہ غالب سے ملنے آئے تھے اور ان سے تفتہ کی خیریت معلوم ہوئی تھی۔

تفتہ کے نام خط میں غالب نے کن کی بیماری کا ذکر کیا ہے؟

نواب مصطفیٰ خاں (شیفتہ) کی؛ حکیم احسن اللہ خاں ان کا علاج کر رہے تھے۔

غالب نے اپنے مکان کو ‘کشتیِ نوح’ کیوں کہا؟

برسات میں تین مہینے چھت ٹپکتی رہی اور گھر گویا پانی میں گھرا رہا۔

غالب کے اردو خطوط کے دو مجموعوں کے نام لکھیں۔

عودِ ہندی اور اردوئے معلیٰ۔

علامتِ ندائیہ کب لگائی جاتی ہے؟

کسی کو پکارنے یا مخاطب کرنے کے لفظ کے بعد؛ جیسے: بھائی !

علامتِ فجائیہ کی دو مثالیں دیں۔

افسوس ! اس نے قدر نہ کی۔ / کاش ! تم نے محنت کی ہوتی۔

تفصیلی سوالات و جوابات

غالب کی خطوط نگاری کی خصوصیات بیان کریں۔

مراسلے کو مکالمہ بنانا

غالب خط میں ایسے بات کرتے ہیں جیسے مخاطب سامنے بیٹھا ہو؛ سوال جواب اور بے تکلف لہجہ ان کی پہچان ہے۔

طنز و ظرافت

وہ اپنی تکلیفوں کو بھی ہنسی مذاق میں بیان کرتے ہیں، جیسے زندگی کو قید اور ٹپکتے گھر کو کشتیِ نوح کہنا۔

سادہ مگر پُرکار زبان

زبان سادہ ہے مگر اس میں علمیت، تشبیہ، استعارہ اور کہیں کہیں فارسی تراکیب کا خوب صورت استعمال ہے۔

Free notes: freebooks.pk

تاریخی و سماجی آئینہ

خطوط سے اس دور کی دہلی، لوگوں کے حالات، برسات اور دوستوں کی زندگی کی جھلک ملتی ہے۔

علائی کے نام خط کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

دعوت کا جواب

غالب علائی سے محبت کا اظہار کرتے ہیں مگر لوہارو نہ آسکنے پر معذرت کرتے ہیں۔

زندگی بطور قید

وہ کہتے ہیں کہ انھیں سزا کے لیے دنیا میں بھیجا گیا؛ شادی بیڑی بنی اور دہلی قید خانہ۔

فرار اور گرفتاری

کلکتہ کا سفر جیل سے فرار تھا؛ واپسی پر دو ہتھکڑیاں (لے پالک بچے) بڑھ گئیں؛ رام پور گئے مگر پھر لوٹ آئے۔

رہائی کی آرزو

اب طاقت نہیں رہی؛ موت ان کی رہائی ہوگی جس کے بعد وہ اپنے اصل گھر، عالمِ ارواح کو جائیں گے۔

تفتہ کے نام خط کا خلاصہ لکھیں۔

اصلاح میں تاخیر

غالب بتاتے ہیں کہ تفتہ کے قصائد ہی نہیں، نواب صاحب کی غزلیں بھی اصلاح کی منتظر ہیں۔

برسات کی مصیبت

کرائے کی حویلی کی چھت ٹپکتی رہی؛ کتابیں کوٹھری میں رکھنی پڑیں؛ مالک نے مرمت نہ کرائی۔

دوستوں کا حال

میر بادشاہ آئے، میر قاسم علی نہیں ملے؛ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ بیمار ہیں اور حکیم احسن اللہ خاں معالج ہیں۔

اپنی حالت

غالب بہت کمزور ہو گئے ہیں؛ لیٹے لیٹے خط لکھتے اور مسودے دیکھتے ہیں۔

مرزا غالب کے حالاتِ زندگی مختصراً بیان کریں۔

پیدائش اور خاندان

آگرہ میں پیدا ہوئے؛ نام اسد اللہ خاں، گھریلو نام مرزا نوشہ؛ نسلاً ترک؛ والد عبداللہ بیگ سپاہی تھے۔

Free notes: freebooks.pk

یتیمی اور پرورش

بچپن میں والد اور پھر چچا کا انتقال ہوا؛ ننھیال میں پرورش ہوئی۔

تخلص اور شاعری

پہلے اسد، پھر غالب تخلص؛ فارسی شاعری پر فخر تھا مگر شہرت اردو غزل اور خطوط سے بھی ملی۔

خطوط کے مجموعے

عودِ ہندی اور اردوئے معلیٰ؛ زیرِ نصاب خط مولانا غلام رسول مہر کی ‘خطوطِ غالب’ سے ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

‘خط’ کا متبادل لفظ ہے: (الف) مراسلہ (ب) خبر (ج) قلم (د) کاغذ

درست جواب: (الف) مراسلہ۔ مراسلہ یعنی خط۔

‘تم ثمرِ نورس ہو اس نہال کے...’ غالب نے کس کو لکھا؟ (الف) مرزا تفتہ (ب) علاء الدین علائی (ج) نواب مصطفیٰ خاں (د) میر قاسم علی

درست جواب: (ب) علاء الدین علائی۔ علائی کے نام خط۔

خط کے مطابق علائی کا مسکن تھا: (الف) دہلی (ب) لوہارو (ج) لکھنؤ (د) رام پور

درست جواب: (ب) لوہارو۔ لوہارو۔

غالب نے خود کو کس عالم کا گناہ گار کہا ہے؟ (الف) عالمِ ارواح (ب) عالمِ آب و گل (ج) عالمِ برزخ (د) عالمِ بالا

درست جواب: (الف) عالمِ ارواح۔ سزا کے لیے دنیا میں بھیجا گیا۔

مرزا تفتہ نے غالب کو اصلاح کے لیے کیا بھیجا تھا؟ (الف) قصائد (ب) غزلیں (ج) مرثیے (د) نعتیں

درست جواب: (الف) قصائد۔ غزلیں نواب صاحب کی تھیں۔

غالب نے شادی کو کس چیز سے تعبیر کیا؟ (الف) ہتھکڑی (ب) بیڑی (ج) زنداں (د) مشقت

درست جواب: (ب) بیڑی۔ پاؤں کی بیڑی۔

غالب نے کس شہر کو قید خانہ کہا؟ (الف) آگرہ (ب) دہلی (ج) کلکتہ (د) رام پور

درست جواب: (ب) دہلی۔ دلی شہر کو زنداں۔

‘دو ہتھکڑیاں’ سے مراد ہیں: (الف) دو بیٹیاں (ب) دو شاگرد (ج) عارف کے دو بیٹے (د) دو ملازم

درست جواب: (ج) عارف کے دو بیٹے۔ باقر علی خاں اور حسین علی خاں۔

Free notes: freebooks.pk

‘خطوطِ غالب’ کے مرتب ہیں: (الف) مولانا حالی (ب) غلام رسول مہر (ج) مولوی عبدالحق (د) رشید حسن خاں

درست جواب: (ب) غلام رسول مہر۔ مولانا غلام رسول مہر۔

نواب مصطفیٰ خاں کے معالج تھے: (الف) حکیم اجمل خاں (ب) حکیم احسن اللہ خاں (ج) میر بادشاہ (د) میر قاسم علی

درست جواب: (ب) حکیم احسن اللہ خاں۔ حکیم احسن اللہ خاں۔

‘کاش! تم نے محنت کی ہوتی’ میں ‘!’ ہے: (الف) علامتِ ندائیہ (ب) علامتِ فجائیہ (تمنا) (ج) سوالیہ (د) ختمہ

درست جواب: (ب) علامتِ فجائیہ (تمنا)۔ تمنا کا اظہار۔

غالب کا گھریلو نام تھا: (الف) مرزا نوشہ (ب) مرزا تفتہ (ج) مرزا اسد (د) مرزا برجیس

درست جواب: (الف) مرزا نوشہ۔ مرزا نوشہ۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- غالب: اسد اللہ خاں، مرزا نوشہ، تخلص اسد پھر غالب؛ آگرہ؛ اردو خطوط: عودِ ہندی، اردوئے معلیٰ۔
- اسلوب: مراسلے کو مکالمہ بنانا، بے تکلفی، طنز و مزاح، سادگی میں پُرکاری۔
- خطِ علائی (جون 1861ء): زندگی = قید؛ پیڑی = شادی؛ دہلی = زنداں؛ ہتھکڑیاں = دو لے پالک بچے؛ رہائی = موت۔
- خطِ تفتہ: قصائد کی اصلاح میں تاخیر، ٹپکتا کرائے کا مکان = کشتیِ نوح، شیفتہ کی بیماری، غالب کی کمزوری۔
- ماخذ: ‘خطوطِ غالب’ مرتبہ غلام رسول مہر۔
- قواعد: ‘!’ = ندائیہ (پکار) یا فجائیہ (جذبہ: افسوس، حیرت، نفرت، تمنا، تحسین)۔

امتحانی نکات

- خطِ علائی کی علامتوں کی ٹیبل (پیڑی، زنداں، ہتھکڑی، رہائی) ضرور یاد کریں؛ سوال اسی پر آتا ہے۔
- ‘کون سا جملہ کس کو لکھا گیا’ والے MCQs کے لیے دونوں مکتوب الیہ (علائی، تفتہ) کی تفصیل الگ الگ ذہن میں رکھیں۔
- غالب کی خطوط نگاری پر سوال میں ‘مراسلے کو مکالمہ’ کا حوالہ ضرور دیں۔
- ہجری تاریخیں (8 رجب 1212ھ، 7 رجب 1225ھ) پیدائش اور شادی کی ہیں؛ انھیں الٹ نہ کریں۔
- ندائیہ اور فجائیہ میں فرق مثال کے ساتھ لکھیں؛ دونوں میں علامت ایک ہی (!) ہے۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 6: ایک استاد عدالت کے کٹہرے میں

Urdu Class 11 Lesson 6: Ek Ustad Adalat Ke Katehre Mein (Ashfaq Ahmed)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے چھٹے سبق 'ایک استاد عدالت کے کٹہرے میں' پر مبنی ہیں۔ یہ اشفاق احمد کی کتاب 'زاویہ' سے لیا گیا ایک سچا واقعہ ہے جو انھوں نے روم (اٹلی) میں اپنی ملازمت کے دنوں میں دیکھا: ایک معمولی ٹریفک چالان انھیں عدالت تک لے گیا، جہاں جج نے صرف اس لیے ان کی غیر معمولی عزت کی کہ وہ استاد تھے۔

نوٹس میں مصنف کا تعارف، واقعے کا مرحلہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، مشکل الفاظ کے معنی، سبق میں آنے والے انگریزی الفاظ، محاورے اور متشابہ الفاظ کی وضاحت، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو مختلف معاشروں اور عالمی ثقافت سے متعارف کرانا۔
- طلبہ کی اخلاقی تربیت کرنا اور قانون کے احترام کا شعور دینا۔
- اشفاق احمد جیسے مشاہیر کے تجربات سے سبق حاصل کرنے کی تربیت دینا۔
- محاوروں اور متشابہ الفاظ کی پہچان کرانا اور محاورات کو جملوں میں استعمال کرنا سکھانا۔
- طلبہ کو اپنی زندگی کے سبق آموز واقعات بیان کرنے کی ترغیب دینا۔

مصنف کا تعارف

اشفاق احمد خاں، جو 'تلقین شاہ' کے نام سے بھی مشہور ہوئے، 22 اگست 1925ء کو ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب) کے قصبے مکتسر میں پیدا ہوئے۔ والد محمد خاں محکمۂ لائیو سٹاک میں ڈاکٹر تھے۔ میٹرک مکتسر سے اور ایف اے، بی اے فیروز پور سے کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد خاندان ہجرت کر کے لاہور آ گیا جہاں انھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے اردو کیا۔

وہ دیال سنگھ کالج لاہور، روم یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ 1967ء میں مرکزی اردو بورڈ کے ڈائریکٹر بنے اور ادارے کو ترقی دی۔ وہ افسانہ نگار، ڈراما نگار، سفرنامہ نگار، مترجم، شاعر اور دانشور تھے، مگر بنیادی طور پر کہانی کار تھے۔ ان کا ٹیلی وژن پروگرام 'زاویہ' بہت مقبول ہوا جس میں وہ دل نشین انداز میں نوجوانوں کی فکری رہنمائی کرتے تھے۔

Free notes: freebooks.pk

انھوں نے تقریباً پچاس کتابیں لکھیں جن میں 'ایک محبت سو افسانے'، 'اجلے پھول'، 'من چلے کا سودا'، 'سفرِ مینا'، 'تلقین شاہ'، 'زاویہ' اور 'سفر در سفر' مشہور ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں پرائیڈ آف پرفارمنس، ستارۂ امتیاز اور ہلالِ امتیاز سے نوازا۔ ان کا انتقال 7 ستمبر 2004ء کو لاہور میں ہوا۔ ان کا انداز سادہ، رواں، بے تکلف اور شیریں ہے؛ وہ پڑھنے والے سے ایسے بات کرتے ہیں جیسے سامنے بیٹھے ہوں۔

اہم اصطلاحات اور قواعد

زاویہ

اشفاق احمد کا ٹی وی پروگرام اور انھی گفتگوؤں پر مبنی کتاب؛ اس میں زندگی کے تجربات سے اخلاقی نکتے نکالے جاتے ہیں۔

کٹہرا

عدالت میں لکڑی کا وہ گھیرا جس میں ملزم یا گواہ کو کھڑا کیا جاتا ہے۔

چالان

قانون کی خلاف ورزی پر پولیس کی طرف سے جرمانے کی پرچی۔

محاورہ

دو یا زیادہ الفاظ کا مجموعہ جو اہلِ زبان کی بول چال سے رائج ہو اور حقیقی کے بجائے مجازی معنی دے؛ جیسے نو دو گیارہ ہونا (بھاگ جانا)، تارے گننا (بے چینی میں جاگنا)۔

متشابہ الفاظ

وہ الفاظ جو شکل یا آواز میں ملتے جلتے ہوں مگر اعراب، املا یا معنی میں مختلف ہوں؛ جیسے عالِم (علم والا) اور عالَم (دنیا)، سفر اور صفر۔

سبق کا تعارف

یہ سبق آپ بیتی کے انداز میں ہے اور اس میں اشفاق احمد کا مخصوص بے تکلف، گفتگو والا اسلوب نمایاں ہے۔ وہ اپنی کمزوری (ٹریفک قانون توڑنا اور جرمانہ بھول جانا) کو ایمانداری سے بیان کرتے ہیں اور پھر روم کی عدالت میں ہونے والے غیر متوقع واقعے سے ایک بڑا سبق نکالتے ہیں۔

سبق دو باتیں واضح کرتا ہے: ترقی یافتہ معاشرے میں قانون سب کے لیے برابر ہے اور چھوٹی سی خلاف ورزی بھی نظر انداز نہیں ہوتی؛ اور وہاں استاد کی عزت دولت کی وجہ سے نہیں بلکہ علم کی وجہ سے سب سے زیادہ ہے۔

Free notes: freebooks.pk

اقتباس وار خلاصہ

روم کی دوپہر اور قانون شکنی

اشفاق احمد روم یونیورسٹی کے سب سے کم عمر استاد تھے۔ گرمیوں کی ایک دوپہر، جب شہر کے لوگ آرام کرتے ہیں اور بلدیہ سڑکیں دھوتی ہے، وہ گاڑی چلا رہے تھے۔ چکر کاٹ کر گھوم کر جانے کے بجائے انھوں نے 'دیسی مزاج' سے سوچا کہ اس وقت کون دیکھتا ہے، اور بیچ سے گزر گئے۔ وہاں کھڑے سپاہی کو جاتے ہوئے فاتحانہ مسکراہٹ بھی دکھائی۔

چالان

سپاہی نے سیٹی بجا کر روکا، سیلیوٹ کیا اور لائسنس مانگا۔ مصنف نے بہانے بنائے کہ زبان نہیں آتی، مگر سپاہی نے کہا آپ تو اچھی بھلی بول رہے ہیں۔ غلطی ماننے پر بھی اس نے بغیر بحث کے چالان کر دیا اور بتایا کہ جرمانہ کسی بھی ڈاک خانے میں منی آرڈر کی کھڑکی پر جمع ہو جائے گا، کہیں دھکے کھانے کی ضرورت نہیں۔

گھر والوں کا ردِ عمل

گھر آکر مصنف نے مالکن مکان کو بتایا تو پورا گھرانہ پریشان ہو گیا، گویا ان کے ہاں کوئی بڑا مجرم رہتا ہو۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو شریف آدمی لگتے تھے۔ بزرگ خاتون نے مشورہ دیا کہ کسی کو نہ بتانا، ورنہ بڑی رسوائی ہو گی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ وہاں قانون توڑنا شرم کی بات سمجھی جاتی تھی۔

بار بار کی یاد دہانی اور عدالتی سمن

چھبیس سالہ لا ابالی مصنف چالان جیب میں ڈال کر بھول گئے۔ پھر محکمے کی طرف سے نہایت مہذب تار آیا کہ آپ نے جرمانہ جمع نہیں کرایا، مہربانی کر کے جمع کرا دیں۔ پھر دوسرا تار آیا اور آخر کار عدالت سے سمن آگیا کہ حکم عدولی پر عدالت میں پیش ہوں۔ دیارِ غیر میں اکیلے مصنف بہت گھبرا گئے۔

عدالت میں پیشی

ایک وکیل دوست نے مشورہ دیا کہ خود جا کر معافی مانگیں کہ آپ پردیسی ہیں اور قانون نہیں جانتے۔ مصنف ڈرتے ڈرتے روم کے عظیم الشان 'پیلس آف جسٹس' پہنچے اور کٹہرے میں کھڑے کیے گئے۔ جج نے پوچھا کہ جرمانہ کیوں جمع نہیں کرایا اور بتایا کہ اس سے پولیس، عملے اور عدالت کا کتنا وقت ضائع ہوا؛ اس پر سخت سزا دی جائے گی۔

'Teacher in the Court'

جج نے پیشہ پوچھا تو مصنف نے بتایا کہ وہ روم یونیورسٹی میں استاد ہیں۔ یہ سنتے ہی جج کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اعلان کیا کہ عدالت میں ایک استاد آیا ہے؛ سارا عملہ کھڑا ہو گیا اور استاد کے لیے کرسی منگوائی گئی۔ جج نے احترام سے کہا کہ استاد ہی نے ہمیں علم اور عدل سکھایا اور اسی کی بدولت ہم اس مقام پر ہیں؛ ایک استاد پر مقدمہ چلانا اس کے لیے

Free notes: freebooks.pk

بہت تکلیف دہ ہے، مگر قانون کے مطابق نہایت شرمندگی اور دکھ کے ساتھ معمولی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔ رخصت کے وقت عملہ احترام سے انھیں گاڑی تک چھوڑنے آیا۔

عزت بمقابلہ دولت

واپسی پر مصنف کو خیال آیا کہ اتنی عزت کے ساتھ شاید تنخواہ بھی زیادہ ہو۔ ان کے رجسٹرار نے بتایا کہ یہاں استاد کی تنخواہ تقریباً اتنی ہی ہے جتنی پاکستان میں، مگر عزت کے لحاظ سے وہ سب سے اونچا ہے؛ بڑے بڑے افسر، جج اور تاجر اس کا احترام کرتے ہیں، جیسے سقراط غریب ہونے کے باوجود محترم تھا۔ آخر میں مصنف اپنے باس کا قول یاد کرتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ تم نے مٹھی بھر چاندی کی خاطر اپنا (معزز) پیشہ بدل لیا۔

مرکزی خیال

اس سبق کا مرکزی خیال استاد کا احترام اور قانون کی پاس داری ہے۔ روم کی عدالت قانون کے معاملے میں کسی کو رعایت نہیں دیتی، مگر استاد کو اتنی عزت دیتی ہے کہ جج خود کھڑا ہو جاتا ہے۔ مصنف یہ پیغام دیتے ہیں کہ جو قومیں استاد کو دولت کے بجائے علم کی بنیاد پر سب سے اونچا مقام دیتی ہیں اور چھوٹے قانون کو بھی سنجیدگی سے لیتی ہیں، وہی ترقی کرتی ہیں۔ ساتھ ہی یہ سبق ہمارے 'کون دیکھتا ہے' والے مزاج پر ہلکا سا طنز بھی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

لا ابالی

بے پروا، لاپروا۔

سیٹی گم ہونا

بہت گھبرا جانا (محاورہ)۔

دیارِ غیر

پردیس، اجنبی ملک۔

حامی و ناصر

مددگار، ساتھ دینے والا۔

حکم عدولی

حکم نہ ماننا۔

سمن

عدالت میں حاضری کا حکم نامہ۔

لینڈ لیڈی
مالکن مکان (جس سے کمرہ کرائے پر لیا ہو)۔

رسوائی
بدنامی۔

براجمان
بیٹھا ہوا، فائز۔

احترامِ فائقہ
انتہائی ادب و احترام۔

فیٹ (Fate)
قسمت۔

رجسٹرار
یونیورسٹی کا انتظامی افسر۔

فورم
قدیم روم کا عوامی چوک جہاں لوگ جمع ہو کر گفتگو کرتے تھے۔

خاکہ
واقعے کی ترتیب: یہ خاکہ چالان سے عدالت اور پھر سبق کے نتیجے تک واقعات کی ترتیب دکھاتا ہے۔

واقعے کی ترتیب

قانون شکنی اور چالان
دوپہر کو بیچ سے گاڑی گزارنا؛ سپاہی کا مہذب مگر سخت چالان۔

↓

لاپروائی
جرمانہ جمع کرانا بھول جانا؛ دو تار، پھر عدالتی سمن۔

↓

عدالت میں
کٹہرا؛ پیشہ پوچھنے پر ‘Teacher in the Court’؛ سب کھڑے، کرسی پیش۔

↓

نتیجہ
قانون کے مطابق معمولی جرمانہ؛ استاد کی عزت دولت سے نہیں، علم سے۔

freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

کتاب ‘زاویہ’ کن موضوعات پر مشتمل ہے؟

زندگی کے تجربات، اخلاقیات، معاشرتی رویوں اور نوجوانوں کی فکری رہنمائی پر مبنی گفتگوؤں پر۔

اشفاق احمد روم میں کیا کام کرتے تھے؟

روم یونیورسٹی میں لیکچرر (پروفیسر) تھے، سب سے کم عمر استاد۔

روم میں لوگ دوپہر کا وقت کیسے گزارتے تھے؟

دوپہر سے تقریباً چار بجے تک آرام کرتے تھے، اس لیے سڑکیں خالی ہوتی تھیں۔

روم کی سڑکیں ٹھنڈی کیسے ہوتی تھیں؟

دوپہر کو بلدیہ انھیں پانی سے دھوتی تھی۔

مصنف کا چالان کیوں ہوا؟

انھوں نے چکر کاٹنے کے بجائے ٹریفک قانون توڑ کر بیچ سے گاڑی گزاری۔

جرمانہ جمع کرانے کا طریقہ کیا تھا؟
کسی بھی ڈاک خانے کی منی آرڈر کھڑکی پر رقم جمع کرانا۔

اس وقت مصنف کی عمر کیا تھی؟
چھبیس سال۔

جج نے مصنف کو بطور استاد کیسے مخاطب کیا؟
معزز اور محترم استاد کہہ کر، اور یہ کہا کہ آپ ہی نے ہمیں علم اور عدل سکھایا۔

'Teacher in the Court' کہنے کا سبب کیا تھا؟
استاد کا انتہائی احترام۔

مصنف کا باس کیا کہا کرتا تھا؟
یہ کہ تم نے مٹھی بھر چاندی (زیادہ پیسوں) کے لیے اپنا معزز پیشہ بدل لیا؛ یعنی تدریس چھوڑنا گھاٹے کا سودا ہے۔

محاورہ کسے کہتے ہیں؟
الفاظ کا وہ مجموعہ جو اہلِ زبان کی بول چال سے رائج ہو اور مجازی معنی دے۔

متشابہ الفاظ کی ایک مثال دیں۔
عالِم (علم والا) اور عالَم (دنیا)۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'ایک استاد عدالت کے کٹہرے میں' کا خلاصہ لکھیں۔
قانون شکنی

اشفاق احمد نے روم میں دوپہر کی خالی سڑک پر ٹریفک قانون توڑا اور سپاہی نے ان کا چالان کر دیا۔

لاپروائی کا انجام

وہ جرمانہ جمع کرانا بھول گئے؛ دو مہذب تاروں کے بعد عدالت سے سمن آ گیا۔

عدالت کا منظر

جج نے پیشہ پوچھا اور استاد سنتے ہی کھڑا ہو کر 'Teacher in the Court' کا اعلان کیا؛ سب نے احترام کیا اور کرسی پیش کی۔

Free notes: freebooks.pk

فیصلہ اور سبق

قانون کے مطابق شرمندگی کے ساتھ معمولی جرمانہ ہوا؛ مصنف کو معلوم ہوا کہ وہاں استاد کی عزت دولت کی وجہ سے نہیں، علم کی وجہ سے ہے۔

سبق کی روشنی میں اہلِ روم کے قانون کے احترام پر نوٹ لکھیں۔

سپاہی کا رویہ

سپاہی نے خالی سڑک پر بھی خلاف ورزی نظر انداز نہیں کی، مگر بدتمیزی کے بجائے سیلیوٹ اور تہذیب سے چالان کیا۔

آسان نظام

جرمانہ ڈاک خانے میں جمع ہو جاتا تھا؛ دفتروں کے دھکے نہیں کھانے پڑتے تھے۔

معاشرتی رویہ

مالکن مکان کے گھرانے نے چالان کو شرم کی بات سمجھا اور اسے چھپانے کا مشورہ دیا۔

عدالتی سنجیدگی

معمولی رقم پر بھی تار، سمن اور پیشی ہوئی؛ جج نے واضح کیا کہ حکم عدولی سے سب کا وقت ضائع ہوتا ہے۔

استاد کے احترام کے بارے میں سبق سے کیا پیغام ملتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جج کا رویہ

جج کا کھڑا ہو جانا اور استاد کو کرسی دینا ظاہر کرتا ہے کہ وہاں استاد کا مقام عدالت سے بھی بلند سمجھا جاتا ہے۔

احترام کی بنیاد

رجسٹرار کے مطابق استاد کی تنخواہ عام سی تھی، اس لیے یہ عزت دولت کی نہیں بلکہ علم کی تھی۔

سقراط کی مثال

سقراط غریب تھا اور ننگے پاؤں بات کرتا تھا، پھر بھی محترم تھا؛ یعنی علم کی قدر ہی اصل قدر ہے۔

ہمارے لیے سبق

ہمیں دینی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے استاد کا ادب کرنا چاہیے، کیونکہ قوموں کی ترقی استاد کی عزت سے جڑی ہے۔

اشفاق احمد کی حالاتِ زندگی اور ادبی خدمات بیان کریں۔

ابتدائی زندگی

1925ء میں مکتسر (فیروزپور) میں پیدا ہوئے؛ ہجرت کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے اردو کیا۔

Free notes: freebooks.pk

ملازمت

دیال سنگھ کالج، روم یونیورسٹی اورپنجاب یونیورسٹی میں تدریس؛ 1967ء سے مرکزی اردو بورڈ کے ڈائریکٹر۔

ادبی خدمات

افسانہ، ڈراما، سفرنامہ، ترجمہ؛ 'ایک محبت سو افسانے'، 'من چلے کا سودا'، 'زاویہ' وغیرہ؛ تقریباً پچاس کتابیں۔

اعزازات اور اسلوب

پرائیڈ آف پرفارمنس، ستارۂ امتیاز، ہلالِ امتیاز؛ اسلوب سادہ، رواں، بے تکلف اور شیریں۔

معروضی سوالات (MCQs)

متن کے مطابق روم کی سڑکیں ٹھنڈی ہو جاتی تھیں: (الف) بارش سے (ب) دھونے سے (ج) موسم سے (د) سائے سے

درست جواب: (ب) دھونے سے۔ بلدیہ دوپہر کو دھوتی تھی۔

'کچھ اپنی فیٹ (Fate) کے اوپر' میں 'فیٹ' سے مراد ہے: (الف) قسمت (ب) شخصیت (ج) دولت (د) واقفیت

درست جواب: (الف) قسمت۔ Fate یعنی قسمت۔

روم میں جرمانہ جمع کرانے کا عام ذریعہ تھا: (الف) آن لائن (ب) منی آرڈر (ج) چیک (د) نقد بدست سپاہی

درست جواب: (ب) منی آرڈر۔ ڈاک خانے کی منی آرڈر کھڑکی۔

متن کے مطابق اس وقت مصنف کی عمر تھی: (الف) بائیس سال (ب) چوبیس سال (ج) چھبیس سال (د) اٹھائیس سال

درست جواب: (ج) چھبیس سال۔ چھبیس سال۔

'Teacher in the Court' کہنے کا سبب تھا: (الف) احترام (ب) خوف (ج) پریشانی (د) غصہ

درست جواب: (الف) احترام۔ استاد کی عزت۔

یہ سبق اشفاق احمد کی کس کتاب سے لیا گیا ہے؟ (الف) من چلے کا سودا (ب) زاویہ (ج) سفرِ مینا (د) ایک محبت سو افسانے

درست جواب: (ب) زاویہ۔ زاویہ۔

Free notes: freebooks.pk

اشفاق احمد کس شہر کی یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے جب یہ واقعہ ہوا؟ (الف) پیرس (ب) لندن (ج) روم (د) برلن

درست جواب: (ج) روم۔ روم۔

مصنف نے سب سے پہلے کس کو چالان کے بارے میں بتایا؟ (الف) رجسٹرار کو (ب) مالکن مکان کو (ج) وکیل کو (د) باس کو

درست جواب: (ب) مالکن مکان کو۔ لینڈ لیڈی۔

سقراط کا ذکر کس بات کی مثال کے طور پر آیا ہے؟ (الف) دولت مندی (ب) غربت کے باوجود احترام (ج) بہادری (د) سیاست

درست جواب: (ب) غربت کے باوجود احترام۔ عزت علم کی ہوتی ہے۔

'نو دو گیارہ ہونا' کا مطلب ہے: (الف) حساب لگانا (ب) بھاگ جانا (ج) جھگڑا کرنا (د) دیر کرنا

درست جواب: (ب) بھاگ جانا۔ محاورہ۔

اشفاق احمد 1967ء میں کس ادارے کے ڈائریکٹر بنے؟ (الف) اردو سائنس بورڈ (ب) مرکزی اردو بورڈ (ج) پاکستان ٹیلی وژن (د) اکادمی ادبیات

درست جواب: (ب) مرکزی اردو بورڈ۔ مرکزی اردو بورڈ۔

'عالِم' اور 'عالَم' کس قسم کے الفاظ ہیں؟ (الف) مترادف (ب) متضاد (ج) متشابہ (د) مرکب

درست جواب: (ج) متشابہ۔ اعراب سے معنی بدلتے ہیں۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مصنف: اشفاق احمد (تلقین شاہ)، 22 اگست 1925ء تا 7 ستمبر 2004ء؛ مکتسر؛ استاد، ڈراما نگار، افسانہ نگار؛ ٹی وی پروگرام 'زاویہ'۔
- ماخذ: 'زاویہ'؛ مقام: روم (اٹلی)؛ مصنف کی عمر چھبیس سال۔
- واقعہ: ٹریفک قانون شکنی ← چالان ← جرمانہ بھول جانا ← دو تار ← سمن ← عدالت ← 'Teacher in the Court'۔
- پیغام: قانون سب کے لیے برابر؛ استاد کی عزت دولت سے نہیں، علم سے؛ سقراط کی مثال۔
- باس کا قول: مٹھی بھر چاندی کے لیے معزز پیشہ چھوڑنا۔
- قواعد: محاورہ (مجازی معنی) اور متشابہ الفاظ (شکل/آواز ایک، معنی الگ)۔

Free notes: freebooks.pk

امتحانی نکات

- خلاصے میں واقعات کی ترتیب (چالان، تار، سمن، عدالت، فیصلہ) کبھی نہ بگاڑیں۔
- سبق میں آنے والے انگریزی الفاظ (Youngest, Fate, Face, Palace of Justice, Teacher in the Court) کے معنی یاد کریں؛ مشق میں پوچھے جاتے ہیں۔
- 'دیسی آدمی...' والے اقتباس کی تشریح میں مصنف کا ہلکا طنز اور عزت بمقابلہ دولت کا نکتہ ضرور لکھیں۔
- محاورات کو جملے میں ایسے استعمال کریں کہ معنی خود واضح ہو جائیں، جیسے: پولیس کو دیکھتے ہی چور نو دو گیارہ ہو گیا۔
- متشابہ الفاظ لکھتے وقت اعراب ضرور لگائیں، ورنہ فرق واضح نہیں ہوتا۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 7: چارپائی

Urdu Class 11 Lesson 7: Charpai (Rashid Ahmad Siddiqui)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے ساتویں سبق 'چارپائی' پر مبنی ہیں۔ یہ رشید احمد صدیقی کا مشہور انشائیہ ہے جو 'مضامینِ رشید' سے لیا گیا ہے۔ اس میں ایک عام سی گھریلو چیز، چارپائی، کو موضوع بنا کر برصغیر کی گھریلو زندگی، معاشرت اور مزاج پر ہلکا پھلکا طنز اور مزاح کیا گیا ہے۔

نوٹس میں مصنف کا تعارف، انشائیہ اور خاکہ کی تعریف، سبق کا حصہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، مشکل الفاظ، ضرب الامثال کا مفہوم، رسید لکھنے کا طریقہ، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو صنفِ انشائیہ کے بارے میں بنیادی باتیں بتانا۔
- انشائیہ نگاری کی روایت اور ارتقا کا جائزہ لینا۔
- رشید احمد صدیقی کی ادبی خدمات سے روشناس کرانا۔
- یہ واضح کرنا کہ 'چارپائی' میں حقیقت نگاری، ادبی لطافت، مزاح اور متنوع کیفیات ایک ساتھ موجود ہیں۔

مصنف کا تعارف

رشید احمد صدیقی (1892ء تا 1977ء) قصبہ مڑیاہو، ضلع جون پور (یوپی، ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم جون پور میں حاصل کی۔ مالی مجبوری کی وجہ سے کچھ عرصہ کلرک رہے مگر تعلیم جاری رکھی اور ایم اے او کالج علی گڑھ سے ایم اے فارسی کیا۔ طالب علمی ہی کے زمانے سے انشائیہ طرز کے مزاحیہ مضامین لکھنے لگے اور آخر دم تک لکھتے رہے۔

1922ء میں تدریس سے وابستہ ہوئے اور جب علی گڑھ کالج یونیورسٹی بنا تو ترقی کرتے کرتے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے صدر بنے۔ 15 جنوری 1977ء کو انتقال ہوا اور علی گڑھ یونیورسٹی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ مضمون نگاری کے علاوہ خاکہ نگاری اور خطوط نگاری میں بھی شہرت پائی؛ انھیں پدم شری اور ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ سمیت کئی اعزازات ملے۔

انھیں علی گڑھ سے خاص محبت تھی اور ان کی تحریروں میں علی گڑھ کی یادیں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ ان کے اسلوب میں شائستگی، خوش طبعی اور گہرا شعور ہے؛ ان کا طنز تلخ نہیں بلکہ مہذب اور فکر انگیز ہوتا ہے۔ اہم کتابیں: 'طنزیات و مضحکات'، 'مضامینِ رشید'، 'گنج ہائے گراں مایہ'، 'ہم نفسانِ رفتہ'، 'ذاکر صاحب'، 'آشفتہ بیانی میری'، 'جدید اردو غزل' اور ان کے مکاتیب۔

Free notes: freebooks.pk

اہم اصناف اور قواعد

انشائیہ

نثر کی وہ صنف جو عام مضمون سے مختلف ہو؛ لکھنے والا کسی بھی موضوع پر آزادانہ، غیر رسمی اور دل چسپ انداز میں اپنے خیالات بیان کرتا ہے، اس میں اس کی شخصیت جھلکتی ہے اور بات کسی طے شدہ نتیجے کے بغیر ختم ہو سکتی ہے۔ 'چارپائی' ایک عمدہ انشائیہ ہے۔

انشائیہ کی خصوصیات

دل چسپ بیان، غیر رسمی انداز، خوش گوار حیرت، شخصیت کا اظہار، اختصار اور معمولی موضوع میں نئے پہلو تلاش کرنا۔

خاکہ

لغوی معنی ابتدائی نقشہ؛ اصطلاح میں کسی شخص کی لفظی تصویر (شخصی مرقع)۔ خاکے میں اختصار، جامعیت اور دل کش زبان ہوتی ہے، اور لکھنے والا اس شخصیت کے مزاج سے پوری طرح واقف ہوتا ہے۔

رسید

وہ تحریر جو کسی رقم یا چیز کے وصول ہونے کا ثبوت ہو۔ قانونی رسید میں تاریخ، رقم (ہندسوں اور لفظوں میں)، دینے اور لینے والے کے نام، مقصد، دستخط اور گواہوں کے دستخط ہوتے ہیں۔

ضرب المثل

وہ مختصر جملہ جو کسی تجربے یا واقعے سے مشہور ہو کر مثال کے طور پر بولا جائے؛ جیسے 'آم کے آم گٹھلیوں کے دام' (دوہرا فائدہ)۔

مرکب الفاظ

دو الفاظ مل کر نیا لفظ بنائیں؛ جیسے اوڑھنا بچھونا، غل غپاڑا، عیش کوشی، ناموزوں، دسترخوان۔

سبق کا تعارف

'چارپائی' میں رشید احمد صدیقی نے دکھایا ہے کہ برصغیر کے گھرانوں میں چارپائی صرف سونے کی چیز نہیں بلکہ ڈرائنگ روم، کھانے کا کمرہ، دواخانہ، صندوق، کتاب گھر، عدالت اور گودام سب کچھ ہے۔ انسان اسی پر پیدا ہوتا ہے اور اسی پر سے دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

مصنف تشبیہات اور مبالغے سے مزاح پیدا کرتے ہیں، مثلاً چارپائی کو ریاست کے اس ملازم سے تشبیہ دینا جو ہر کام کے لیے ناموزوں ہونے کی وجہ سے ہر کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ مگر انشائیے کا آخری حصہ سنجیدہ اور شاعرانہ ہو جاتا ہے: مچان پر بیٹھا محنت کش کسان اور آم کے باغ میں کھیلتے بچے زندگی کی سچائیوں کی یاد دلاتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

اقتباس وار خلاصہ

چارپائی: زندگی کا اوڑھنا بچھونا

مصنف کہتے ہیں کہ چارپائی اور مذہب ہم ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ ہم اسی پر پیدا ہوتے ہیں اور یہیں سے مدرسے، دفتر، جیل، کونسل یا آخرت کا راستہ لیتے ہیں۔ اسی پر دوا کھاتے، دعا مانگتے، فکرِ سخن اور فکرِ قوم کرتے ہیں۔ ہمیں چارپائی پر ایسا ہی بھروسا ہے جیسا شاعر کو قافیے پر یا طالب علم کو غل غپاڑے پر۔

ریاست کے ملازم سے تشبیہ

چارپائی ریاست کے اس ملازم جیسی ہے جو ہر کام کے لیے نا موزوں ہونے کی وجہ سے ہر کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ ایک ریاست میں ولایت پلٹ صاحب کے لیے کوئی جگہ نہ تھی تو انھیں کبھی سول سرجن، کبھی انجینئر اور آخر میں چیف جسٹس بنا دیا گیا۔ فرق یہ ہے کہ چارپائی ان صاحب سے کہیں زیادہ کار آمد ہوتی ہے۔

چارپائی کے آس پاس کی دنیا

اگر چارپائی پاس ہو تو دنیا میں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ سرہانے دوا کی پڑیا اور جوشاندے کی دیگچی، نیچے میلے کپڑے، کھلونے، جھاڑو، کاغذ، مچھر اور محلے کے بچے۔ بیمار اچھا ہو گیا تو بیوی چارپائی کھڑی کر کے غسل دلوا دیتی ہے، ورنہ اسی چارپائی پر آخری سفر ہوتا ہے۔

مہمان خانہ اور گودام

مہمان آئے تو چارپائی پر تہ کے نشانوں والی نئی دری بچھا دی جاتی ہے، جو ایسے لگتی ہے جیسے چھوٹی سی زمین بہت سے مالکوں میں بٹی ہو۔ اسی پر مہمان کھاتا اور سوتا ہے۔ اسی پر اناج سکھایا جاتا ہے جس پر چڑیاں حملے کرتی ہیں۔ پرانی ہو جائے تو 'پنشن' پر کال کوٹھری میں پیاز کے ذخیرے کے لیے رکھ دی جاتی ہے؛ مصنف کو ایک بار ایسی ہی چارپائی پر پیاز کے ڈھیر کے ساتھ رات گزارنی پڑی۔

صندوق اور عدالت

چارپائی اچھا صندوق بھی ہے: بستر کے نیچے دوائیں، پیسے، کتابیں، سردی کے کپڑے اور کاغذات چھپے رہتے ہیں۔ گھر کی حکومت بھی چارپائی ہی سے چلتی ہے؛ گھر کے بڑے یہیں بیٹھ کر حکم دیتے اور سزا سناتے ہیں، اور جوتا یا چھڑی جیسی 'سزا کی چیزیں' ہاتھ کے قریب رکھتے ہیں تاکہ غصہ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

کھانے کا کمرہ

چارپائی ہی دسترخوان ہے۔ کھانا آتا ہے تو بچے، مرغیاں، بلی اور مکھیاں بھی آپہنچتی ہیں۔ صاحبِ خانہ صدرِ دسترخوان ہیں؛ ایک بچہ زیادہ کھانے پر، دوسرا کم کھانے پر ڈانٹ کھاتا ہے۔ کھانے کے بعد شاعر ہوں تو وہیں لیٹ جاتے ہیں، ملازم ہوں

Free notes: freebooks.pk

تو دفتر بھاگتے ہیں اور مذہبی ہوں تو وظیفے میں لگ جاتے ہیں۔

ہندوستانی مزاج کا نمونہ

مصنف کے نزدیک چارپائی ہندوستان کی آب و ہوا، تہذیب، ضرورت اور ایجاد کا بہترین نمونہ ہے: ہندوستانیوں کی طرح ڈھیلی ڈھالی اور خستہ حال، مگر ہر ایک کو آرام دینے پر تیار۔ صوفوں اور ڈرائنگ روم کے عادی لوگ اس سکون کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ شاعروں نے خوشی کے لیے سچا دوست، فراغت اور گوشۂ چمن وغیرہ گنوائے ہیں، مگر غریب ملک کے لیے یہ ساری فہرست ایک چارپائی پوری کر دیتی ہے۔

مچان، کسان اور آم کا باغ

آخر میں انداز سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ مکئی کے کھیت میں مچان بنی چارپائی پر کسان رکھوالی کر رہا ہے؛ اس کے پاس نہ آرام ہے نہ دولت، مگر ساری خوش حالی اسی کی محنت کا نتیجہ ہے، اور ایک دن اس کی فصل کوئی اور لوٹ لے گا۔ پھر آم کے باغ میں بچے گرتے آموں پر لپکتے ہیں اور مصنف سوچتا ہے کہ ان میں سے کون آگے چل کر کیا بنے گا، جبکہ وہ خود ایک کھری چارپائی پر لیٹا خیالی دنیا بناتا اور اونگھنے لگتا ہے۔

مرکزی خیال

اس انشائیے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ چارپائی برصغیر کی گھریلو اور سماجی زندگی کی علامت ہے، جو ہر ضرورت پوری کرتی ہے۔ مصنف مزاح کے پردے میں ہماری بے ترتیبی، سستی، فضول خرچی کے بجائے قناعت، اور بے جا رعب داری پر طنز کرتے ہیں، اور آخر میں کسان کی محنت اور غریب کی محرومی جیسی سنجیدہ حقیقتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

اوڑھنا بچھونا

ہر وقت کا ساتھی، زندگی کا لازمی حصہ (محاورہ)۔

گھٹی میں پڑنا

بچپن سے عادت بن جانا۔

غل غپاڑا

شور شرابہ۔

ناموزوں

غیر مناسب۔

ولایت پاس
انگلستان سے تعلیم یافتہ۔

جوشاندہ
جڑی بوٹیوں کا ابلا ہوا قہوہ (دوا)۔

مچان
کھیت کی رکھوالی کے لیے اونچا بنایا ہوا تختہ۔

کال کوٹھری
تنگ و تاریک کمرہ۔

چودہ طبق روشن ہونا
سخت حیران و پریشان ہونا (محاورہ)۔

صدرِ دسترخوان
کھانے پر سب سے نمایاں جگہ بیٹھنے والا۔

عیش کوشی
آرام اور عیش کی تلاش۔

گوشۂ چمن
باغ کا کونا۔

اونگھنا
ہلکی نیند آنا۔

خاکہ

چارپائی کے کردار: یہ خاکہ دکھاتا ہے کہ انشائیے میں چارپائی کن کن چیزوں کا کام دیتی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

چارپائی کے کردار



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

ریاست کے ملازم اور چارپائی میں کیا مشابہت بتائی گئی ہے؟

دونوں ہر کام کے لیے نا موزوں ہونے کے باوجود ہر کام پر لگا دیے جاتے ہیں؛ فرق یہ ہے کہ چارپائی زیادہ کار آمد ہے۔

متن کے مطابق چارپائی کے نیچے کیا کچھ جمع ہوتا ہے؟

میلے کپڑے، کھلونے، جھاڑو، کاغذ، دوائیں، پیسے، کتابیں اور سردی کے کپڑے۔

‘ورنہ آپ کے دشمن اسی چارپائی پر...’ سے کیا مراد ہے؟

اگر بیمار صحت یاب نہ ہوا تو اسی چارپائی پر اس کا جنازہ اٹھے گا؛ ‘دشمن’ کہنا ادب کا انداز ہے۔

چارپائی سے حکومت کیسے ہوتی ہے؟

گھر کے بڑے چارپائی پر بیٹھ کر حکم دیتے، فیصلے کرتے اور بچوں کو سزا دیتے ہیں۔

پنشن یافتہ چارپائی کہاں جاتی ہے؟
کسی کال کوٹھری میں، جہاں اس پر سال بھر کا پیاز رکھا جاتا ہے۔
مصنف کے نزدیک غریب ملک کے لیے عیش و فراغت کی فہرست کیا ہے؟
صرف ایک چارپائی، جو سارے لوازم پورے کر دیتی ہے۔
مچان پر بیٹھے کسان کا ذکر کس مقصد سے کیا گیا ہے؟
یہ دکھانے کے لیے کہ ساری خوش حالی اسی محنت کش کی بدولت ہے، پھر بھی وہ خود محروم رہتا ہے۔
یہ انشائیہ کس کتاب سے لیا گیا ہے؟
مضامینِ رشید سے۔
انشائیہ کسے کہتے ہیں؟
نثر کی وہ غیر رسمی صنف جس میں لکھنے والا آزادانہ اور دل چسپ انداز میں کسی موضوع پر اپنی شخصیت کے رنگ کے ساتھ اظہارِ خیال کرے۔
خاکہ کسے کہتے ہیں؟
کسی شخص کی لفظی تصویر، جو مختصر، جامع اور دل کش انداز میں لکھی جائے۔
رسید میں کون سی باتیں ضروری ہیں؟
تاریخ، رقم (ہندسوں اور لفظوں میں)، فریقین کے نام، مقصد، دستخط اور گواہ۔
'آم کے آم گٹھلیوں کے دام' کا مفہوم لکھیں۔
ایک کام سے دوہرا فائدہ ہونا۔

تفصیلی سوالات و جوابات
انشائیہ 'چارپائی' کا خلاصہ لکھیں۔
آغاز

مصنف کہتے ہیں کہ چارپائی ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا ہے؛ پیدائش سے موت تک ساری زندگی اسی پر گزرتی ہے۔ وہ اسے ریاست کے اس ملازم سے تشبیہ دیتے ہیں جو ہر کام پر لگا دیا جاتا ہے۔

گھر کی ہر ضرورت

چارپائی مہمان خانہ، دسترخوان، دواخانہ، صندوق، گودام اور گھر کی عدالت سب کا کام دیتی ہے؛ پرانی ہو کر پیاز رکھنے کے کام آتی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

ہندوستانی مزاج

چارپائی برصغیر کی آب و ہوا اور تہذیب کا نمونہ ہے: ڈھیلی ڈھالی مگر سب کو آرام دینے والی؛ غریب ملک کی ساری عیش و فراغت ایک چارپائی ہے۔

سنجیدہ اختتام

مچان پر کسان کی محرومی اور باغ میں کھیلتے بچوں کے مستقبل پر غور کرتے ہوئے مصنف خیالی دنیا میں کھو کر اونگھ جاتے ہیں۔

انشائیہ کی تعریف کریں اور 'چارپائی' کو انشائیہ کی خصوصیات کی روشنی میں پرکھیں۔

تعریف

انشائیہ نثر کی وہ غیر رسمی صنف ہے جس میں لکھنے والا آزادانہ طور پر کسی موضوع پر اپنی شخصیت کے رنگ کے ساتھ دل چسپ انداز میں بات کرتا ہے۔

معمولی موضوع، نئے پہلو

چارپائی جیسی عام چیز سے مصنف نے گھر، معاشرت اور مزاج کے بے شمار پہلو نکالے ہیں۔

غیر رسمی انداز اور مزاح

تشبیہات (ریاست کا ملازم، پنشن یافتہ چارپائی) اور مبالغے سے خوش گوار حیرت اور مزاح پیدا کیا گیا ہے۔

شخصیت کا اظہار

پیاز والی رات اور آم کے باغ کے ذاتی تجربات میں مصنف کی شخصیت اور سوچ جھلکتی ہے؛ اختتام کسی طے شدہ نتیجے کے بغیر خیالوں میں کھو جانے پر ہوتا ہے۔

رشید احمد صدیقی کے طنز و مزاح کی خصوصیات بیان کریں۔

شائستگی

ان کا مزاح مہذب ہے؛ وہ کسی کی دل آزاری کے بغیر معاشرتی کمزوریوں کی نشان دہی کرتے ہیں۔

تشبیہ اور مبالغہ

انوکھی تشبیہات اور لطیف مبالغہ ان کے مزاح کا بنیادی ہتھیار ہیں۔

گہرا شعور

ہنسی کے پیچھے سنجیدہ پیغام ہوتا ہے، جیسے کسان کی محرومی اور غریب ملک کی حالت۔

Free notes: freebooks.pk

علی گڑھ اور تہذیب

ان کی تحریروں میں علی گڑھ اور برصغیر کی تہذیبی زندگی کی جھلک نمایاں ہے۔

رشید احمد صدیقی کے حالاتِ زندگی اور تصانیف کا مختصر جائزہ لیں۔

ابتدائی زندگی

1892ء میں مڑیاہو، جون پور میں پیدا ہوئے؛ مالی مجبوری میں کلرک رہے مگر تعلیم جاری رکھی۔

علی گڑھ

ایم اے او کالج علی گڑھ سے ایم اے فارسی کیا؛ 1922ء سے تدریس اور پھر علی گڑھ یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو بنے۔

تصانیف

طنزیات و مضحکات، مضامینِ رشید، گنج ہائے گراں مایہ، ہم نفسانِ رفتہ، ذاکر صاحب، آشفتہ بیانی میری۔

وفات اور اعزازات

15 جنوری 1977ء کو انتقال ہوا اور علی گڑھ میں دفن ہوئے؛ پدم شری اور ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ ملے۔

معروضی سوالات (MCQs)

‘چارپائی’ اصنافِ ادب کے لحاظ سے ہے: (الف) افسانہ (ب) انشائیہ (ج) خاکہ (د) سفرنامہ

درست جواب: (ب) انشائیہ۔ غیر رسمی مزاحیہ نثر۔

یہ سبق کس کتاب سے لیا گیا ہے؟ (الف) طنزیات و مضحکات (ب) مضامینِ رشید (ج) گنج ہائے گراں مایہ (د) ہم نفسانِ رفتہ

درست جواب: (ب) مضامینِ رشید۔ مضامینِ رشید۔

مصنف نے چارپائی کو کس سے تشبیہ دی ہے؟ (الف) بادشاہ (ب) ریاست کے ملازم (ج) مہمان (د) کسان

درست جواب: (ب) ریاست کے ملازم۔ ہر کام پر لگا دیا جانے والا ملازم۔

پنشن یافتہ چارپائی پر کیا رکھا جاتا ہے؟ (الف) آلو (ب) اناج (ج) پیاز (د) کپڑے

درست جواب: (ج) پیاز۔ سال بھر کا پیاز۔

رشید احمد صدیقی کس یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو رہے؟ (الف) پنجاب یونیورسٹی (ب) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (ج) دہلی یونیورسٹی (د) جامعہ عثمانیہ

درست جواب: (ب) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ۔

Free notes: freebooks.pk

رشید احمد صدیقی نے ایم اے کس مضمون میں کیا؟ (الف) اردو (ب) عربی (ج) فارسی (د) انگریزی

درست جواب: (ج) فارسی۔ ایم اے فارسی۔

'چودہ طبق روشن ہونا' کا مطلب ہے: (الف) علم حاصل ہونا (ب) سخت حیران و پریشان ہونا (ج) خوش ہونا (د) روشنی ہونا

درست جواب: (ب) سخت حیران و پریشان ہونا۔ محاورہ۔

کسی شخص کی لفظی تصویر کو کہتے ہیں: (الف) انشائیہ (ب) خاکہ (ج) افسانہ (د) رپورتاژ

درست جواب: (ب) خاکہ۔ شخصی مرقع۔

'آم کے آم گٹھلیوں کے دام' کا مفہوم: (الف) نقصان اٹھانا (ب) دوہرا فائدہ (ج) محنت ضائع ہونا (د) دھوکا کھانا

درست جواب: (ب) دوہرا فائدہ۔ ضرب المثل۔

'چور کی داڑھی میں تنکا' کا مفہوم: (الف) چور کا بہادر ہونا (ب) مجرم کا خود ہی گھبرا کر ظاہر ہو جانا (ج) داڑھی صاف رکھنا (د) چوری پکڑی نہ جانا

درست جواب: (ب) مجرم کا خود ہی گھبرا کر ظاہر ہو جانا۔ ضرب المثل۔

مکئی کے کھیت میں چارپائی کس کام آتی ہے؟ (الف) مچان (ب) دسترخوان (ج) صندوق (د) گودام

درست جواب: (الف) مچان۔ رکھوالی کے لیے۔

رشید احمد صدیقی کا انتقال کب ہوا؟ (الف) 1967ء (ب) 1972ء (ج) 1977ء (د) 1982ء

درست جواب: (ج) 1977ء۔ 15 جنوری 1977ء۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مصنف: رشید احمد صدیقی (1892ء تا 15 جنوری 1977ء)، مڑیاہو جون پور؛ علی گڑھ کے صدر شعبۂ اردو؛ پدم شری۔
- صنف: انشائیہ؛ ماخذ: 'مضامینِ رشید'۔
- چارپائی = اوڑھنا بچھونا؛ ریاست کے ملازم سے تشبیہ؛ مہمان خانہ، دسترخوان، دواخانہ، صندوق، عدالت، گودام، مچان۔
- مشہور جملے کا مفہوم: غریب ملک کی ساری عیش و فراغت ایک چارپائی پوری کر دیتی ہے۔
- سنجیدہ پہلو: کسان کی محنت اور محرومی؛ بچوں کا نامعلوم مستقبل۔
- اصناف/قواعد: انشائیہ، خاکہ، رسید، ضرب الامثال، مرکب الفاظ (غل غپاڑا، عیش کوشی، ناموزوں، دسترخوان)۔

Free notes: freebooks.pk

امتحانی نکات

- خلاصے میں چارپائی کے کم از کم پانچ 'کردار' (مہمان خانہ، دسترخوان، دواخانہ، صندوق، عدالت) ضرور لکھیں۔
- 'چارپائی ہندوستان کی آب و ہوا...' والے اقتباس کی تشریح میں مصنف کا طنز (غربت، سادگی) واضح کریں۔
- انشائیہ اور خاکہ کی تعریف مثال کے ساتھ یاد رکھیں؛ مشق میں دونوں پوچھی جاتی ہیں۔
- رسید لکھتے وقت رقم ہندسوں اور لفظوں دونوں میں، اور آخر میں دستخط اور دو گواہ لکھیں۔
- ضرب الامثال کا مفہوم ایک جملے میں لکھ کر ایک مثال بھی دیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 8: اور پاکستان بن گیا

Urdu Class 11 Lesson 8: Aur Pakistan Ban Gaya (Khadija Mastoor)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے آٹھویں سبق 'اور پاکستان بن گیا' پر مبنی ہیں۔ یہ سبق خدیجہ مستور کے آدم جی انعام یافتہ ناول 'آنگن' کا ایک حصہ ہے، جس میں قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہندوستان کے ایک مسلمان گھرانے کی کشمکش دکھائی گئی ہے: کون ہجرت کرے اور کون اپنے گھر میں رہے۔

نوٹس میں مصنفہ کا تعارف، ناول 'آنگن' کا پس منظر، سبق کا حصہ وار خلاصہ، کرداروں کا جائزہ، مرکزی خیال، مشکل الفاظ، مسند الیہ و مسند، جملہ اسمیہ و فعلیہ، ضرب المثل اور درخواست کی وضاحت، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کی لسانی اور ادبی مہارتوں کو بہتر بنانا۔
- طلبہ کو ناول نگاری اور اس کے لوازم سے روشناس کرانا۔
- ناول 'آنگن' کے ذریعے تحریکِ پاکستان اور ہجرت کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالنا۔
- ناول کے کرداروں، واقعات، پلاٹ، مکالموں اور منظر نگاری کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

مصنفہ کا تعارف

خدیجہ مستور 11 دسمبر 1927ء کو بریلی (یوپی، ہندوستان) کے قریب ایک متوسط پٹھان گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ والد تہور علی خاں سرکاری ملازم تھے، اس لیے بچپن مختلف شہروں میں گزرا۔ والدہ انور جہاں خود شاعرہ اور مضمون نگار تھیں، اس لیے گھر کا ماحول علمی و ادبی تھا۔ وہ نو برس کی تھیں کہ والد کا انتقال ہو گیا؛ اس کے بعد خاندان کو معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، باقاعدہ تعلیم چھوٹ گئی اور وہ لکھنؤ میں ننھیال میں رہیں؛ مگر گھر پر محنت اور وسیع مطالعے سے علم حاصل کیا۔

ان کی چھوٹی بہن ہاجرہ مسرور بھی مشہور افسانہ نگار تھیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد دونوں بہنیں خاندان کے ساتھ پہلے کراچی اور پھر لاہور آ گئیں۔ خدیجہ مستور کے افسانوی مجموعے 'کھیل'، 'بوچھار'، 'چند روز اور' اور 'تھکے ہارے' ہیں۔ ان کا ناول 'آنگن' 1962ء میں شائع ہوا اور اس پر انھیں آدم جی ادبی انعام ملا۔ ان کا دوسرا ناول 'زمین' ان کی وفات کے بعد شائع ہوا۔

Free notes: freebooks.pk

خدیجہ مستور اردو کی اہم ناول نگار خواتین میں شمار ہوتی ہیں۔ 'آنگن' میں انھوں نے ایک خاندان کی کہانی کے آئینے میں پورے عہد کی سیاسی کشمکش، سماجی رجحانات اور تحریکوں کو پیش کیا۔ ان کا خاص کمال نسوانی کرداروں کی سچی تصویر کشی اور ان کی نفسیات کا اظہار ہے۔ ان کی زبان شستہ، رواں اور روزمرہ کی ہے اور اسلوب سادہ، بے تکلف اور عام فہم ہے۔

اہم اصطلاحات اور قواعد

ناول

طویل نثری قصہ جس میں زندگی کی حقیقی تصویر پلاٹ، کرداروں، مکالموں اور منظر نگاری کے ذریعے پیش کی جائے۔ 'آنگن' ایک ناول ہے۔

ناول کے اجزا

پلاٹ (واقعات کی ترتیب)، کردار، مکالمہ، منظر نگاری، زمان و مکان (ماحول) اور نقطۂ نظر۔

مسند الیہ اور مسند

جملۂ تامہ کا وہ حصہ جس کا ذکر ہو مسند الیہ، اور جو اس کے بارے میں کہا جائے مسند؛ جیسے 'سیب میٹھا ہے' میں سیب مسند الیہ اور 'میٹھا ہے' مسند۔

جملہ اسمیہ

جس میں مسند الیہ اور مسند دونوں اسم ہوں اور آخر میں فعلِ ناقص (ہے، تھا) آئے؛ جیسے: ارشاد عقل مند ہے۔

جملہ فعلیہ

جس میں مسند الیہ اسم اور مسند فعل ہو؛ جیسے: لڑکا کھیلتا ہے۔ اس کے بڑے اجزا فاعل، مفعول اور فعل ہیں۔

ضرب المثل (کہاوت)

صدیوں کے تجربے کا نچوڑ وہ جملہ جو مثال کے طور پر بولا جائے اور عالمگیر سچائی سمجھا جائے؛ جیسے 'آپ کاج مہا کاج'۔

درخواست

وہ تحریر جو کوئی ماتحت یا عام آدمی کسی مسئلے کے حل کے لیے متعلقہ افسر کو لکھے۔ اس کے حصے: مخاطب، موضوع، آداب، نفسِ مضمون اور اختتام (عرض گزار)۔

سبق کا تعارف

'آنگن' ہندوستان کے ایک مسلمان شریف گھرانے کی کہانی ہے جس کے افراد مختلف سیاسی نظریات رکھتے ہیں: بڑے چچا کانگریس کے حامی اور متحدہ ہندوستان کے قائل ہیں، جبکہ گھر کی خواتین اور نوجوان پاکستان کے حامی ہیں۔ ناول کی

Free notes: freebooks.pk

مرکزی کردار عالیہ ہے جو اپنی ماں کے ساتھ اسی گھر میں رہتی ہے۔

زیرِ نصاب حصہ پاکستان بننے کے فوراً بعد کا ہے، جب پنجاب میں فسادات ہو رہے تھے اور مسلمان ہجرت کرنے یا نہ کرنے کی کشمکش میں تھے۔ اسی دوران عالیہ کے ماموں کا خط آتا ہے کہ وہ پاکستان جا رہے ہیں، اور اماں فوراً جانے کا فیصلہ کر لیتی ہیں۔ یہ فیصلہ گھر کے ہر فرد پر الگ اثر ڈالتا ہے۔

اقتباس وار خلاصہ

فسادات اور بڑے چچا کا صدمہ

پاکستان بن چکا تھا اور قائدین کراچی جا چکے تھے، مگر پنجاب میں خون ریزی جاری تھی۔ بڑے چچا اس صدمے سے نڈھال تھے اور ہر ایک سے پوچھتے کہ صدیوں سے بھائیوں کی طرح رہنے والے ہندو مسلمان ایک دم جانی دشمن کیسے بن گئے۔ وہ پرانے زمانے کو یاد کرتے جب دونوں ایک دوسرے کی عزت پر جان دے دیتے تھے۔ عالیہ انھیں تسلی دیتی۔ ان کے شہر میں فساد نہیں ہوا تھا مگر سب خوف زدہ تھے۔

بڑی چچی کا غم

بڑی چچی فسادات کی خبریں سن کر اپنے بیٹے شکیل کے لیے تڑپ اٹھتیں جو گھر سے دور تھا۔ وہ شکوہ کرتیں کہ پاکستان تو بن گیا اور ملک آزاد ہو گیا، مگر ان کا بیٹا کون لائے گا۔ جمیل بھیا انھیں تسلی دیتے کہ یہ فسادات چند دن میں ختم ہو جائیں گے۔

ماموں کا خط اور اماں کا فیصلہ

اسی دوران ماموں کا خط آیا کہ انھوں نے اپنی خدمات پاکستان کے لیے وقف کر دی ہیں اور جلد جا رہے ہیں؛ اگر چلنا ہو تو فوراً بتائیں۔ اماں خوشی سے بے چین ہو گئیں اور فوراً تار دینے کو کہا۔ جمیل بھیا نے انھیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ عالیہ جانے پر راضی نہیں ہو گی، مگر اماں نے ان کی بات رد کر دی۔ آخر جمیل بھیا تار دینے چلے گئے۔ عالیہ کا دل چاہا کہ چیخ کر کہے کہ وہ نہیں جائے گی، مگر وہ ایک لفظ بھی نہ بول سکی۔

گھر کا ماحول

بڑی چچی نے اماں سے کہا کہ یہ گھر تمھارا بھی ہے، مجھے اکیلا نہ چھوڑو، مگر اماں نے روکھا جواب دیا۔ عالیہ گھٹن سے بچنے کے لیے چھت پر چلی گئی اور سوچتی رہی کہ شاید یہاں سے جا کر وہ خوش رہ سکے۔ شام کو لالٹین کی مدھم روشنی میں سب اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے۔ جمیل بھیا تار دے کر آئے اور بتایا کہ وہ مسلمانوں کو حوصلہ دینے کے لیے باہر رہتے ہیں تاکہ لوگ ڈٹ کر رہیں اور فضا پُرامن رہے۔

Free notes: freebooks.pk

بڑے چچا اور اماں کی تلخی

بڑے چچا نے سنا کہ اماں اور عالیہ پاکستان جا رہی ہیں تو جوش میں آ کر کہا کہ یہ ہمارا ملک ہے، ہم نے اس کے لیے قربانیاں دی ہیں، اب سکھ کا وقت آیا ہے تو کوئی نہیں جائے گا۔ اماں غصے سے بھڑک اٹھیں اور بڑے چچا پر الزام لگایا کہ انھوں نے نہ کبھی ان کا خیال رکھا اور ان کے شوہر کی بربادی کے ذمہ دار بھی وہی ہیں۔ بڑے چچا خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھک میں چلے گئے۔

عالیہ کی محبت اور بے بسی

عالیہ نے ماں سے صاف کہا کہ بڑے چچا نے کسی کو برباد نہیں کیا، اور اسے ان سے اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے ابا سے تھی۔ پھر وہ بیٹھک میں بڑے چچا کے پاس گئی۔ بڑے چچا نے انگریزوں کو گھر اجاڑنے کا ذمہ دار ٹھہرایا اور عالیہ کو روکنا چاہا؛ اپنے مستقبل کے منصوبے بتائے: اچھی ملازمت، دکان کے لیے امداد، بجلی کا کنکشن اور عالیہ کا ایم اے میں داخلہ۔ عالیہ نے کہا کہ وہ ماں کا واحد سہارا ہے، انھیں نہیں چھوڑ سکتی، اور دل ہی دل میں بڑے چچا کے لیے دعا کرتی رہی۔

چھت پر جمیل سے آخری بات

رات کو عالیہ چھت پر ٹہل رہی تھی اور قریب کسی چھت سے گراموفون پر ایک پرانا گیت بج رہا تھا۔ جمیل بھیا آئے اور آہستہ سے پوچھا کہ کیا اس نے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے؛ ان کا خیال تھا کہ وہ وہاں خوش نہیں رہے گی۔ عالیہ نے انھیں ان کا وعدہ یاد دلایا کہ وہ اس سے کچھ نہیں کہیں گے۔ جمیل نے کہا کہ وہ ان کی مقروض ہے اور یہ قرض اسے چکانا ہو گا، پھر پوچھا کہ وہ خوش رہے گی نا؟ عالیہ چپ رہی اور جمیل چلے گئے؛ اسے لگا جیسے اس نے سب کچھ کھو دیا۔ آخر میں اس نے اپنی جانے کی اطلاع دینے کے لیے خط لکھا۔

مرکزی خیال

اس سبق کا مرکزی خیال قیامِ پاکستان کے وقت ہجرت کی کشمکش اور اس کا ایک خاندان پر اثر ہے۔ ملک تو آزاد ہو گیا مگر فسادات نے بھائی چارہ ختم کر دیا اور گھروں کو تقسیم کر دیا۔ ہر کردار کا ردِ عمل الگ ہے: بڑے چچا اپنے وطن سے جڑے ہیں، اماں ہجرت کو نجات سمجھتی ہیں، اور عالیہ فرض اور محبت کے درمیان پھنسی ہوئی ہے۔ مصنفہ دکھاتی ہیں کہ بڑے سیاسی واقعات عام لوگوں کی زندگیوں اور رشتوں پر کتنا گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

نڈھال

تھکا ہارا، بے حال۔

خون کی ہولی

بہت زیادہ خون ریزی (محاورہ)۔

جان نچھاور کرنا

کسی کے لیے جان قربان کر دینا۔

بھائی چارہ

آپس میں بھائیوں جیسا میل جول۔

نچلا نہ بیٹھنا

خوشی یا بے چینی سے ایک جگہ ٹک کر نہ بیٹھ سکنا۔

تار

ٹیلی گرام، فوری پیغام۔

رکھائی

روکھا پن، بے رخی۔

تڑاق سے

فوراً اور سختی سے (جواب دینا)۔

کلیجہ کٹنا

شدید دکھ ہونا (محاورہ)۔

بسیرا

پرندوں کا رات گزارنے کا ٹھکانا۔

لالٹین

مٹی کے تیل سے جلنے والا چراغ۔

مقروض

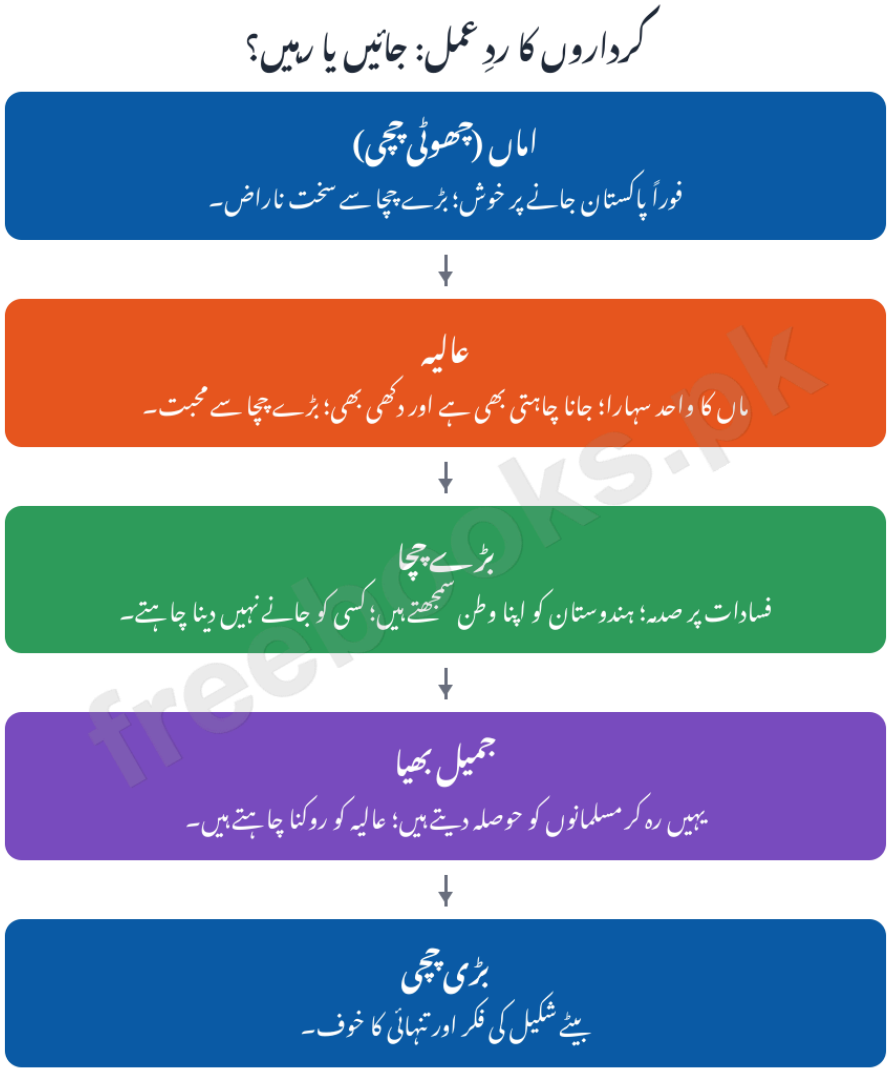
قرض دار، احسان مند۔

آنگن

گھر کا صحن۔

خاکہ

کرداروں کا ردِ عمل: جائیں یا رہیں؟: یہ خاکہ دکھاتا ہے کہ ہجرت کے فیصلے پر سبق کے اہم کرداروں کا رویہ کیا تھا۔



مختصر سوالات و جوابات

بڑے چچا کس صدمے سے نڈھال تھے؟

پاکستان بننے کے بعد پنجاب کے فسادات اور ہندو مسلم بھائی چارے کے خاتمے کے صدمے سے۔

ناول 'آنگن' کس تناظر میں لکھا گیا ہے؟

قیامِ پاکستان، تقسیم کے فسادات اور ہجرت کی کشمکش کے تناظر میں ایک مسلمان گھرانے کی کہانی کے طور پر۔

'مارے خوشی کے اماں سے نچلا نہ بیٹھا جا رہا تھا' کا مطلب کیا ہے؟

اماں اتنی خوش تھیں کہ ایک جگہ آرام سے بیٹھ نہیں پا رہی تھیں۔

freebooks.pk

ماموں کے خط میں کیا لکھا تھا؟
یہ کہ انھوں نے اپنی خدمات پاکستان کے لیے وقف کر دی ہیں، وہ جلد جا رہے ہیں، اور ساتھ چلنا ہو تو فوراً بتائیں۔

جمیل بھیا تار دینے کس کو گئے؟
ماموں کو۔

اماں نے بڑے چچا کو کیا سخت باتیں کہیں؟
یہ کہ انھوں نے کبھی ان کا خیال نہیں رکھا اور ان کے شوہر کی بربادی کے ذمہ دار بھی وہی ہیں۔

عالیہ نے بڑے چچا کی محبت میں کیا کہا؟
یہ کہ بڑے چچا نے کسی کو برباد نہیں کیا اور اسے ان سے اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے ابا سے تھی۔

بڑے چچا نے اپنے کون سے منصوبے بتائے؟
اچھی ملازمت، دکان کے لیے امداد، بجلی کا کنکشن بحال کرنا اور عالیہ کا ایم اے میں داخلہ۔

جمیل بھیا دیر تک باہر کیوں رہتے تھے؟
ڈرے ہوئے مسلمانوں کو حوصلہ دینے کے لیے تاکہ وہ ڈٹ کر رہیں اور فضا پُرامن رہے۔

کیت کی آواز کہاں سے آ رہی تھی؟
قریب کی کسی چھت پر بجتے گراموفون ریکارڈ سے۔

جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی ایک ایک مثال دیں۔
اسمیہ: جانور صحت مند ہے۔ فعلیہ: ارسلان نماز پڑھتا ہے۔

درخواست کے حصے لکھیں۔
مخاطب، موضوع، آداب، نفسِ مضمون اور اختتام۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'اور پاکستان بن گیا' کا خلاصہ لکھیں۔

پس منظر

پاکستان بن گیا مگر پنجاب میں فسادات جاری تھے؛ بڑے چچا بھائی چارے کے خاتمے پر صدمے میں تھے اور بڑی چچی اپنے بیٹے کے لیے پریشان تھیں۔

Free notes: freebooks.pk

ہجرت کا فیصلہ

ماموں کے خط پر اماں نے فوراً پاکستان جانے کا فیصلہ کیا؛ جمیل بھیا نے روکنا چاہا مگر آخر تار دینے چلے گئے۔

گھر میں تلخی

بڑے چچا نے جانے سے روکا تو اماں نے انھیں سخت باتیں سنائیں؛ عالیہ نے بڑے چچا کا دفاع کیا مگر ماں کا ساتھ دینے پر مجبور تھی۔

الوداع کی رات

چھت پر جمیل نے عالیہ سے آخری بات کی؛ عالیہ خاموش رہی اور اسے لگا جیسے اس نے سب کچھ کھو دیا۔

عالیہ کے کردار پر نوٹ لکھیں۔

مرکزی کردار

عالیہ ناول 'آنگن' اور اس سبق کی مرکزی نسوانی کردار ہے؛ کہانی زیادہ تر اسی کے احساسات کے گرد گھومتی ہے۔

فرض شناس بیٹی

وہ ماں کا واحد سہارا ہے، اس لیے دل نہ چاہنے کے باوجود ان کے ساتھ جانے کو تیار ہو جاتی ہے۔

محبت اور انصاف پسندی

وہ بڑے چچا کو اپنے باپ جیسا چاہتی ہے اور ماں کے سامنے ان کا دفاع کرتی ہے؛ انھیں تسلی دیتی ہے۔

ضبط اور اندرونی کشمکش

وہ اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کرتی؛ جمیل کے سوالوں پر خاموش رہتی ہے اور اندر ہی اندر ٹوٹتی ہے۔

بڑے چچا کے کردار کی خصوصیات بیان کریں۔

وطن سے محبت

وہ ہندوستان کو اپنا وطن سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے لیے قربانیاں دی ہیں، اب اسے چھوڑنا درست نہیں۔

حساس دل

ہندو مسلم بھائی چارے کے ٹوٹنے اور خون ریزی پر وہ شدید صدمے میں ہیں۔

گھر سے لگاؤ

وہ گھر میں خوش حالی لوٹانے کے منصوبے بناتے ہیں اور عالیہ کی تعلیم کی فکر کرتے ہیں۔

برداشت

اماں کی سخت باتوں کے جواب میں وہ کچھ نہیں کہتے، خاموشی سے بیٹھک میں چلے جاتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

خدیجہ مستور کی ناول نگاری پر نوٹ لکھیں۔

آنگن کی اہمیت

قیامِ پاکستان کے پس منظر میں لکھے گئے ناولوں میں 'آنگن' ممتاز ہے؛ اس پر آدم جی ادبی انعام ملا۔

خاندان کے آئینے میں عہد

ایک گھرانے کی کہانی کے ذریعے پورے عہد کی سیاسی کشمکش اور سماجی رجحانات پیش کیے گئے ہیں۔

نسوانی کردار

عورتوں کے کرداروں کی سچی تصویر اور ان کی نفسیات کا گہرا مطالعہ ان کا خاص کارنامہ ہے۔

زبان و اسلوب

شستہ، رواں اور روزمرہ کی زبان؛ سادہ اور بے تکلف اسلوب جو جذبات کو آسانی سے ظاہر کرتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

سبق 'اور پاکستان بن گیا' خدیجہ مستور کی کس تصنیف سے ماخوذ ہے؟ (الف) کھیل (ب) بوچھار (ج) چند روز اور (د) آنگن

درست جواب: (د) آنگن۔ ناول آنگن۔

'آنگن' نثری اصناف کے لحاظ سے ہے: (الف) ناول (ب) ڈراما (ج) داستان (د) افسانہ

درست جواب: (الف) ناول۔ ناول۔

سبق کا مرکزی نسوانی کردار ہے: (الف) عالیہ (ب) کریمن بوا (ج) عالیہ کی ماں (د) جمیل کی ماں

درست جواب: (الف) عالیہ۔ عالیہ۔

متن کے مطابق جمیل بھیا تار دینے گئے: (الف) ماموں کو (ب) چچا کو (ج) دوست کو (د) چچی کو

درست جواب: (الف) ماموں کو۔ ماموں کے خط کا جواب۔

ہائی سکول کے احاطے میں بسیرا لینے والے پرندے: (الف) بول رہے تھے (ب) شور مچا رہے تھے (ج) خاموش تھے (د) اڑ رہے تھے

درست جواب: (ب) شور مچا رہے تھے۔ مسلسل شور۔

کیت کی آواز کہاں سے آ رہی تھی؟ (الف) ریڈیو (ب) ٹیپ ریکارڈر (ج) گراموفون (د) ٹیلی وژن

درست جواب: (ج) گراموفون۔ گراموفون ریکارڈ۔

Free notes: freebooks.pk

ناول 'آنگن' پر کون سا انعام ملا؟ (الف) آدم جی ادبی انعام (ب) کمال فن ایوارڈ (ج) پرائیڈ آف پرفارمنس (د) ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ

درست جواب: (الف) آدم جی ادبی انعام۔ آدم جی۔

خدیجہ مستور کی عمر کتنی تھی جب ان کے والد کا انتقال ہوا؟ (الف) سات برس (ب) نو برس (ج) بارہ برس (د) پندرہ برس

درست جواب: (ب) نو برس۔ نو برس۔

خدیجہ مستور کی چھوٹی بہن کون تھیں؟ (الف) قرۃ العین حیدر (ب) ہاجرہ مسرور (ج) عصمت چغتائی (د) بانو قدسیہ

درست جواب: (ب) ہاجرہ مسرور۔ ہاجرہ مسرور۔

بڑی چچی کو کس کی فکر تھی؟ (الف) شکیل (ب) جمیل (ج) اسرار میاں (د) ماموں

درست جواب: (الف) شکیل۔ اپنے بیٹے شکیل کی۔

'ارشاد عقل مند ہے' کس قسم کا جملہ ہے؟ (الف) جملہ فعلیہ (ب) جملہ اسمیہ (ج) جملہ انشائیہ (د) جملہ شرطیہ

درست جواب: (ب) جملہ اسمیہ۔ مسند الیہ و مسند دونوں اسم۔

'سیب میٹھا ہے' میں مسند الیہ ہے: (الف) سیب (ب) میٹھا (ج) ہے (د) میٹھا ہے

درست جواب: (الف) سیب۔ جس کا ذکر ہو۔

'آپ کا ج مہا کاج' ہے: (الف) محاورہ (ب) ضرب المثل (ج) روزمرہ (د) تلمیح

درست جواب: (ب) ضرب المثل۔ کہاوت۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مصنفہ: خدیجہ مستور (11 دسمبر 1927ء تا 1982ء)؛ بریلی کے قریب پیدا ہوئیں؛ نو برس کی عمر میں والد کا انتقال؛ بہن ہاجرہ مسرور؛ افسانے: کھیل، بوچھار، چند روز اور، تھکے ہارے؛ ناول: آنگن (آدم جی انعام)، زمین۔
- ماخذ: ناول 'آنگن'؛ پس منظر: قیامِ پاکستان کے بعد فسادات اور ہجرت کی کشمکش۔
- کردار: عالیہ (مرکزی)، اماں، بڑے چچا، بڑی چچی، جمیل بھیا، کریمن بوا، اسرار میاں؛ ماموں (خط)۔
- اہم واقعات: بڑے چچا کا صدمہ، ماموں کا خط، تار، اماں اور بڑے چچا کی تلخی، عالیہ کا دفاع، چھت پر جمیل سے آخری بات۔
- مرکزی خیال: سیاسی تقسیم کا گھروں اور رشتوں پر اثر؛ فرض اور محبت کی کشمکش۔

Free notes: freebooks.pk

- قواعد: مسند الیہ / مسند؛ جملہ اسمیہ (فعلِ ناقص) اور فعلیہ (فاعل، مفعول، فعل)؛ ضرب المثل؛ درخواست کے پانچ حصے۔

امتحانی نکات

- کرداروں کے نام اور رشتے (اماں = چھوٹی چچی، جمیل = بڑے چچا کا بیٹا) ذہن میں صاف رکھیں؛ MCQs میں الجھاتے ہیں۔
- کردار نگاری کے سوال میں ہر خوبی کے ساتھ سبق سے ایک واقعہ ضرور لکھیں۔
- خلاصہ لکھتے وقت آغاز میں ایک جملہ تاریخی پس منظر (1947ء کے فسادات) کا لکھیں۔
- جملہ اسمیہ پہچاننے کے لیے آخر میں 'ہے، تھا' جیسا فعلِ ناقص اور مسند اسم دیکھیں۔
- درخواست کا فارمیٹ (بخدمت جناب...، موضوع، جنابِ عالی!، متن، عرض گزار، تاریخ) مشق سے یاد کریں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 9: نیا قانون

Urdu Class 11 Lesson 9: Naya Qanoon (Saadat Hasan Manto)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے نویں سبق 'نیا قانون' پر مبنی ہیں۔ یہ سعادت حسن منٹو کا مشہور افسانہ ہے جس کا مرکزی کردار لاہور کا تانگہ بان استاد منگو ہے۔ وہ انگریزوں سے نفرت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ 'نیا قانون' (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء) آتے ہی ہندوستانی آزاد ہو جائیں گے، مگر یکم اپریل کو اسے پتا چلتا ہے کہ غلام قوم کے لیے قانون بدلنے سے کچھ نہیں بدلتا۔

نوٹس میں مصنف کا تعارف، افسانے کا مرحلہ وار خلاصہ، استاد منگو کا کردار، طنز اور علامت کی وضاحت، مرکزی خیال، مشکل الفاظ، تذکیر و تانیث اور واحد جمع کی اصلاح، ضرب الامثال، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو ادبی زبان اور اسلوب سے روشناس کرانا۔
- منٹو کی حقیقت نگاری اور سماجی و سیاسی مسائل کی پیش کش سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ میں تنقیدی اور تخلیقی صلاحیتیں پیدا کرنا۔
- افسانوی کرداروں کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر روشنی ڈالنا۔
- طلبہ کو استعماریت (نوآبادیاتی نظام) اور اس کی جھلکیوں سے آگاہ کرنا۔

مصنف کا تعارف

سعادت حسن منٹو ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی گئے مگر تعلیم ادھوری چھوڑ کر عملی زندگی شروع کی۔ آل انڈیا ریڈیو دہلی سے وابستہ رہے، کئی رسالوں کی ادارت کی اور فلموں کی کہانیاں اور مکالمے لکھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بمبئی سے لاہور آ گئے جہاں انھیں سخت معاشی تنگ دستی کا سامنا رہا؛ 1955ء میں لاہور ہی میں ان کا انتقال ہوا۔

منٹو نے سماجی، سیاسی اور نفسیاتی موضوعات پر نہایت جرأت سے لکھا۔ انھوں نے اردو افسانے کو پُرتکلف زبان سے نجات دلا کر بے تکلف اور سیدھا سادہ انداز دیا۔ ان کی تحریروں کا بنیادی عنصر حقیقت نگاری اور سچائی ہے۔ وہ 'لوگ کیا کہیں گے' کی پروا کیے بغیر معاشرے کی منافقت کا پردہ چاک کرتے رہے، جس پر انھیں کئی مقدمات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

Free notes: freebooks.pk

تقریباً بیس سالہ ادبی زندگی میں انھوں نے سیکڑوں افسانے، ڈرامے اور خاکے لکھے جن کے ترجمے دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ان کی کتابوں میں 'سرگزشتِ اسیر'، 'آتش پارے'، 'لذتِ سنگ'، 'چغد'، 'نمرود کی خدائی'، 'کنجے فرشتے' اور 'لاؤڈ اسپیکر' شامل ہیں۔

اہم اصطلاحات اور قواعد

افسانہ

مختصر نثری کہانی جس میں عموماً ایک واقعہ، ایک مرکزی کردار اور ایک تاثر ہوتا ہے؛ 'نیا قانون' ایک افسانہ ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء

انگریز حکومت کا بنایا ہوا آئین جو یکم اپریل 1937ء سے نافذ ہوا؛ افسانے میں یہی 'نیا قانون' ہے۔

طنز

کسی خامی پر ایسی چبھتی ہوئی بات جو ہنساتی کم اور سوچنے پر زیادہ مجبور کرے؛ افسانے کا انجام شدید طنز ہے۔

استعماریت

ایک قوم کا دوسری قوم پر قبضہ کر کے حکومت کرنا؛ انگریزوں کا ہندوستان پر راج اس کی مثال ہے۔

تذکیر و تانیث

اسم کے مذکر یا مؤنث ہونے کا درست استعمال؛ جیسے 'میرا قلم' (مذکر)، 'ایک خواب دیکھا' (مذکر)، 'ہوش نہیں آیا' (مذکر)۔

واحد جمع کی اصلاح

'ہر' کے بعد واحد آتا ہے: 'ہر مرض'، 'ہر ملک'، نہ کہ 'ہر امراض' یا 'ہر ممالک'۔

ضرب المثل

مشہور کہاوت جس کے الفاظ مقرر ہوتے ہیں؛ انھیں بدلنا غلطی ہے، جیسے درست: 'ایک انار سو بیمار'، 'ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا'۔

افسانے کا تعارف

'نیا قانون' منٹو کے مشہور ترین افسانوں میں سے ہے۔ کہانی 1937ء کے لاہور میں ہے۔ استاد منگو ان پڑھ ہونے کے باوجود اپنے اڈے کا سب سے 'باخبر' آدمی سمجھا جاتا ہے؛ وہ سواریوں کی باتیں سن کر دنیا کی خبریں جمع کرتا ہے اور ساتھیوں پر رعب جماتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

افسانے کا مرکزی تضاد یہ ہے کہ منگو کی امیدیں سنی سنائی باتوں پر قائم ہیں۔ وہ 'نئے قانون' کو آزادی کا پروانہ سمجھ لیتا ہے اور اسی بھروسے پر ایک انگریز سے بدلہ لیتا ہے، مگر پولیس اسے یہ کہہ کر حوالات میں ڈال دیتی ہے کہ قانون وہی پرانا ہے۔ یوں منٹو نوآبادیاتی نظام اور عام آدمی کی بے بسی پر گہرا طنز کرتے ہیں۔

اقتباس وار خلاصہ

استاد منگو کی 'معلومات'

منگو کوچوان اپنے اڈے میں بہت عقل مند سمجھا جاتا تھا۔ اس نے کبھی سکول کا منہ نہیں دیکھا تھا، مگر سواریوں کی گفتگو سن سن کر دنیا بھر کی خبریں رکھتا تھا۔ ایک بار اس نے سواری سے سن کر پیش گوئی کی کہ اسپین میں جنگ چھڑ جائے گی، اور جب واقعی جنگ چھڑ گئی تو اڈے کے سارے کوچوان اس کی ذہانت کے قائل ہو گئے۔

انگریزوں سے نفرت

منگو کو انگریزوں سے سخت نفرت تھی۔ وہ کہتا تھا کہ انھوں نے ہندوستان پر قبضہ کر کے ظلم ڈھا رکھا ہے، مگر اصل وجہ یہ تھی کہ چھاؤنی کے گورے اسے بہت ستاتے اور اس سے ذلت آمیز سلوک کرتے تھے۔ کسی گورے سے جھگڑا ہو جاتا تو شام کو اڈے پر آ کر خوب بھڑاس نکالتا کہ یہ لوگ آئے تو آگ لینے تھے اور گھر کے مالک بن بیٹھے، اور دعا کرتا کہ کوئی نیا قانون آئے جو ان سے نجات دلائے۔

نئے آئین کی خبر

ایک دن کچہری سے دو ماروا ڑیوں کو بٹھایا جو اپنے دیوانی مقدمے کے سلسلے میں آئے تھے۔ ان کی باتوں سے منگو کو معلوم ہوا کہ یکم اپریل سے ہندوستان میں نیا آئین (انڈیا ایکٹ) نافذ ہو گا اور بہت کچھ بدل جائے گا۔ منگو کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے سمجھا کہ اب انگریزوں کا راج ختم اور ہندوستانیوں کو آزادی مل جائے گی۔

سنی سنائی باتوں سے بنی امیدیں

منگو نے اڈے پر سب کو یہ خبر سنائی اور اپنے ساتھیوں پر رعب جمایا۔ اس نے روس کے انقلاب کے بارے میں بھی سنا تھا اور سمجھتا تھا کہ روس والا بادشاہ ضرور کچھ کر دکھائے گا۔ بعد میں کچھ وکیلوں اور طالب علموں کی باتوں نے، جو نئے آئین پر تنقید کر رہے تھے، الٹا اس کے دل میں نئے آئین کی اہمیت اور بڑھا دی، کیونکہ وہ ہر بات کو اپنی امید کے مطابق سمجھتا تھا۔

یکم اپریل کا انتظار

منگو بے صبری سے یکم اپریل کا انتظار کرنے لگا۔ وہ ہر وقت تصور کرتا کہ اس دن گورے بدل جائیں گے اور ہندوستانیوں کی عزت ہو گی۔ اس نے نیا قانون آنے کی خوشی میں گھوڑے کے لیے نیا ساز بھی چودھری خدا بخش سے خریدا۔

Free notes: freebooks.pk

یکم اپریل: تبدیلی کی تلاش

یکم اپریل کو منگو صبح سویرے تانگہ لے کر نکلا اور پورے شہر میں 'نیا قانون' ڈھونڈتا رہا، مگر اسے کچھ بدلا ہوا نظر نہ آیا: وہی بازار، وہی پولیس، وہی لوگ۔ وہ مایوس ہونے لگا تو چھاؤنی کے پاس ایک گورے نے آواز دی۔ منگو نے پہچان لیا کہ یہ وہی گورا ہے جس سے پچھلے برس اس کا جھگڑا ہوا تھا اور جس نے اسے بے عزت کیا تھا۔

گورے سے جھگڑا

منگو نے کرایہ بہت زیادہ مانگا اور گورے سے بدتمیزی سے بات کی، کیونکہ اسے یقین تھا کہ اب نیا قانون ہے۔ گورے نے چھڑی سے اسے ہٹانا چاہا تو منگو نے تانگے سے اتر کر اسے مارنا شروع کر دیا۔ گورا حیران و پریشان تھا کہ آج اس تانگے والے کو کیا ہو گیا ہے۔ لوگ جمع ہو گئے اور پولیس آ گئی۔

انجام: وہی پرانا قانون

پولیس منگو کو پکڑ کر لے گئی۔ راستے بھر وہ چلاتا رہا کہ اب نیا قانون ہے، نیا قانون ہے۔ مگر کسی نے اس کی نہ سنی، اور تھانے میں اسے یہ کہہ کر حوالات میں بند کر دیا گیا کہ کیسا نیا قانون، قانون وہی پرانا ہے۔ یوں منگو کی ساری خوش فہمی ایک لمحے میں ٹوٹ گئی۔

مرکزی خیال

اس افسانے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ غلام قوم کے لیے محض قانون کا نام بدل جانے سے آزادی نہیں آتی؛ جب تک حکمران وہی ہیں، عام آدمی کی حیثیت بھی وہی رہتی ہے۔ منٹو استاد منگو کی سادہ لوحی، سنی سنائی باتوں پر یقین اور جذباتی امیدوں کے ذریعے انگریزی راج کی حقیقت اور عام ہندوستانی کی بے بسی پر گہرا طنز کرتے ہیں۔ افسانہ یہ بھی سکھاتا ہے کہ ادھوری معلومات پر بڑے فیصلے کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

کوچوان / تانگہ بان

تانگہ چلانے والا۔

اڈا

تانگوں کے کھڑے ہونے کی جگہ۔

پیش گوئی

آنے والی بات پہلے سے بتا دینا۔

متانت
سنجیدگی۔

گورا
انگریز (سفید فام) آدمی؛ یہاں انگریز فوجی۔

چھاؤنی
فوج کے رہنے کا علاقہ۔

ناک میں دم کرنا
بہت تنگ کرنا (محاورہ)۔

ہتک
بے عزتی۔

آئین
ملک کا بنیادی قانون، دستور۔

دیوانی مقدمہ
جائیداد یا لین دین کا مقدمہ (فوجداری کے مقابلے میں)۔

ساز
گھوڑے کا سامان (لگام، زین وغیرہ)۔

حوالات
تھانے کی کوٹھڑی جہاں ملزم کو بند کیا جائے۔

خوش فہمی
کسی بات کو اپنی پسند کے مطابق غلط سمجھ لینا۔

خاکہ

منگو کی امید سے مایوسی تک: یہ خاکہ افسانے کے واقعات کو ترتیب وار دکھاتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

منگو کی امید سے مایوسی تک



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

استاد منگو کی کیا انفرادیت تھی؟

ان پڑھ ہونے کے باوجود سواریوں کی باتیں سن کر دنیا بھر کی خبریں رکھتا تھا اور اڈے پر سب سے باخبر سمجھا جاتا تھا۔

منگو نے کس ملک میں جنگ کی پیش گوئی کی؟

اسپین میں۔

منگو کو انگریزوں سے نفرت کیوں تھی؟

انگریزوں کے ہندوستان پر قبضے کی وجہ سے، مگر اصل وجہ چھاؤنی کے گوروں کا اس کے ساتھ ذلت آمیز سلوک تھا۔

'آگ لینے آئے تھے اب گھر کے مالک بن گئے' منگو نے کس تناظر میں کہا؟

کسی گورے سے جھگڑے کے بعد اڈے پر غصہ نکالتے ہوئے، یعنی انگریز تجارت کے بہانے آئے اور حکمران بن بیٹھے۔

منگو نے نئے قانون کے بارے میں کیا سوچ رکھا تھا؟

کہ اس کے آتے ہی انگریزوں کا راج ختم ہو جائے گا اور ہندوستانی آزاد اور معزز ہو جائیں گے۔

نئے آئین کی خبر منگو کو کس سے ملی؟

دیوانی مقدمے کے سلسلے میں آئے دو ماروا ڑیوں کی گفتگو سے۔

منگو نے چودھری خدا بخش سے کیا خریدا؟

گھوڑے کا نیا ساز۔

یکم اپریل کو منگو نے شہر میں کیا دیکھا؟

کچھ بھی بدلا ہوا نہیں تھا؛ سب کچھ پہلے جیسا تھا۔

منگو نے گورے کو کیوں مارا؟

وہ وہی گورا تھا جس نے پچھلے برس اسے بے عزت کیا تھا، اور منگو سمجھتا تھا کہ نئے قانون میں اب وہ بدلہ لے سکتا ہے۔

افسانے کا انجام کیا ہوا؟

پولیس نے منگو کو حوالات میں بند کر دیا اور کہا کہ قانون وہی پرانا ہے۔

'ہر ممالک' کو درست کریں۔

ہر ملک۔

'میری قلم کہاں ہے؟' کو درست کریں۔

میرا قلم کہاں ہے؟

تفصیلی سوالات و جوابات

افسانہ 'نیا قانون' کا خلاصہ لکھیں۔

منگو کا تعارف

لاہور کا تانگہ بان استاد منگو ان پڑھ مگر سنی سنائی خبروں کی وجہ سے اڈے کا 'دانا' تھا؛ وہ گوروں کے برے سلوک کی وجہ سے انگریزوں سے نفرت کرتا تھا۔

نئے قانون کی خبر

ماروا ڑیوں سے اس نے سنا کہ یکم اپریل سے نیا آئین آئے گا؛ اس نے سمجھا کہ اب آزادی مل جائے گی اور بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔

Free notes: freebooks.pk

یکم اپریل

اس دن شہر میں کچھ نہ بدلا؛ چھاؤنی کے پاس پچھلے برس والا گورا ملا تو منگو نے اس سے جھگڑا کیا اور اسے مارا۔

انجام

پولیس نے اسے گرفتار کر کے حوالات میں ڈال دیا؛ اس کے 'نیا قانون' کے نعروں کے جواب میں کہا گیا کہ قانون وہی پرانا ہے۔

استاد منگو کے کردار کا جائزہ لیں۔

سادہ لوح اور خوش فہم

منگو ہر سنی بات پر یقین کر لیتا ہے اور اپنی امید کے مطابق اس کا مطلب نکالتا ہے۔

محبِ وطن اور غیرت مند

وہ غلامی اور گوروں کی تذلیل سے نفرت کرتا ہے اور عزت کی زندگی چاہتا ہے۔

شیخی اور رعب

اڈے پر اپنی 'معلومات' سے ساتھیوں پر رعب جماتا ہے اور اپنی پیش گوئیوں پر فخر کرتا ہے۔

جذباتی

بغیر سوچے سمجھے گورے پر ہاتھ اٹھا دیتا ہے؛ یہی جذباتیت اسے حوالات تک لے جاتی ہے۔ وہ دراصل غلام ہندوستان کے عام آدمی کی علامت ہے۔

افسانے میں طنز اور انجام کی معنویت واضح کریں۔

عنوان کا طنز

'نیا قانون' نام سے امید جھلکتی ہے، مگر انجام بتاتا ہے کہ غلاموں کے لیے کچھ نیا نہیں تھا۔

انگریزی راج پر طنز

آئین بدلنے کے باوجود حکمرانوں کا رویہ اور طاقت وہی رہی؛ پولیس بھی انھی کی حفاظت کرتی ہے۔

عام آدمی کی بے بسی

منگو جیسے لوگ سیاسی تبدیلیوں سے بڑی امیدیں لگاتے ہیں مگر انجام میں وہی سب سے زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں۔

ڈرامائی انجام

منگو کے نعرے اور پولیس کا مختصر جواب افسانے کا نقطۂ عروج ہے جو قاری کو چونکا دیتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

سعادت حسن منٹو کی افسانہ نگاری کی خصوصیات بیان کریں۔

حقیقت نگاری

منٹو زندگی کو جیسی ہے ویسی پیش کرتے ہیں، بغیر کسی پردے یا مبالغے کے۔

بے باکی

وہ سماجی منافقت اور سیاسی ناانصافی پر جرأت سے لکھتے ہیں؛ اس پر مقدمات بھی بھگتے۔

کردار نگاری

عام لوگوں (جیسے تانگہ بان منگو) کو زندہ کرداروں کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

سادہ زبان

پُرتکلف زبان کے بجائے بول چال کی سیدھی زبان؛ مختصر اور مؤثر جملے؛ چونکا دینے والا انجام۔

معروضی سوالات (MCQs)

منگو نے کس ملک میں جنگ کی پیش گوئی کی؟ (الف) اسپین (ب) برطانیہ (ج) فرانس (د) روس

درست جواب: (الف) اسپین۔ اسپین۔

'نیا قانون' اصنافِ ادب کے لحاظ سے ہے: (الف) ناول (ب) ڈراما (ج) داستان (د) افسانہ

درست جواب: (د) افسانہ۔ افسانہ۔

دیوانی مقدمے کے سلسلے میں آئے تھے: (الف) انگریز (ب) مارواڑی (ج) کوچوان (د) بنگالی

درست جواب: (ب) مارواڑی۔ دو مارواڑی۔

منگو نے چودھری خدا بخش سے خریدا تھا: (الف) گھوڑا (ب) ساز (ج) کاٹھی (د) پائیدان

درست جواب: (ب) ساز۔ گھوڑے کا ساز۔

افسانے میں 'نیا قانون' سے مراد ہے: (الف) قراردادِ لاہور (ب) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء (ج) آئینِ پاکستان (د) رولٹ ایکٹ

درست جواب: (ب) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء۔ انڈیا ایکٹ۔

منگو نیا قانون کب نافذ ہونے کا منتظر تھا؟ (الف) یکم جنوری (ب) یکم اپریل (ج) 14 اگست (د) یکم مئی

درست جواب: (ب) یکم اپریل۔ یکم اپریل۔

منگو کا پیشہ تھا: (الف) رکشہ ڈرائیور (ب) تانگہ بان (ج) دکان دار (د) مزدور

درست جواب: (ب) تانگہ بان۔ کوچوان۔

Free notes: freebooks.pk

افسانے کے انجام میں منگو کہاں پہنچا؟ (الف) کچہری (ب) حوالات (ج) اڈا (د) گھر

درست جواب: (ب) حوالات۔ تھانے کی حوالات۔

منٹو نے کس یونیورسٹی میں داخلہ لیا مگر تعلیم ادھوری چھوڑ دی؟ (الف)پنجاب یونیورسٹی (ب) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (ج) دہلی یونیورسٹی (د) جامعہ عثمانیہ

درست جواب: (ب) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ۔

درست جملہ منتخب کریں: (الف) فٹ بال میری پسندیدہ کھیل ہے۔ (ب) فٹ بال میرا پسندیدہ کھیل ہے۔ (ج) فٹ بال میرے پسندیدہ کھیل ہے۔ (د) فٹ بال مجھے پسندیدہ کھیل ہے۔

درست جواب: (ب) فٹ بال میرا پسندیدہ کھیل ہے۔۔ کھیل مذکر ہے۔

درست ضرب المثل: (الف) ایک انار ہزار بیمار (ب) ایک انار سو بیمار (ج) ایک انار دس بیمار (د) ایک انار سب بیمار

درست جواب: (ب) ایک انار سو بیمار۔ ایک انار سو بیمار۔

درست ضرب المثل: (الف) ناچ نہ جانے پاؤں ٹیڑھا (ب) ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا (ج) ناچ نہ جانے گھر ٹیڑھا (د) ناچ نہ جانے راستہ ٹیڑھا

درست جواب: (ب) ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔ آنگن ٹیڑھا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مصنف: سعادت حسن منٹو؛ لدھیانہ میں پیدا ہوئے، علی گڑھ (ادھوری تعلیم)، آل انڈیا ریڈیو، فلمیں؛ بمبئی سے لاہور؛ 1955ء میں انتقال۔
- صنف: افسانہ؛ مرکزی کردار: تانگہ بان استاد منگو۔
- نیا قانون = گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء، یکم اپریل سے نفاذ۔
- واقعات: اسپین کی پیش گوئی، گوروں سے نفرت، مارواڑیوں سے خبر، نیا ساز، یکم اپریل، گورے کی پٹائی، حوالات۔
- مرکزی خیال: قانون کا نام بدلنے سے غلامی ختم نہیں ہوتی؛ نوآبادیاتی نظام پر طنز؛ خوش فہمی کا انجام۔
- قواعد: تذکیر و تانیث (قلم، کھیل، خواب، ہوش مذکر؛ غار مذکر)، 'ہر' کے بعد واحد؛ ضرب الامثال کی درست صورت۔

امتحانی نکات

- خلاصے کا آخری جملہ افسانے کا انجام ('قانون وہی پرانا ہے') ضرور واضح کرے؛ یہی افسانے کی جان ہے۔

Free notes: freebooks.pk

- منگو کے کردار میں مثبت (غیرت، وطن سے محبت) اور منفی (خوش فہمی، جذباتیت، شیخی) دونوں پہلو لکھیں۔
- 'نیا قانون' کا تاریخی پس منظر (انڈیا ایکٹ 1935ء، نفاذ اپریل 1937ء) ایک جملے میں لکھنا اضافی نمبر دلاتا ہے۔
- تذکیر و تانیث کے سوالات میں عام غلطیاں یاد رکھیں: میرا قلم، اچھا کھیل، ایک خواب دیکھا، ہوش آیا، گہرے غار۔
- ضرب الامثال کے الفاظ اپنی طرف سے نہ بدلیں؛ مقررہ الفاظ ہی درست ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 10: دہلیز

Urdu Class 11 Lesson 10: Dehleez (Amjad Islam Amjad)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے دسویں سبق 'دہلیز' پر مبنی ہیں۔ یہ امجد اسلام امجد کے مشہور ٹیلی وژن ڈرامے 'دہلیز' کے دو منظر (13 اور 15) ہیں، جو پہلی بار 1981ء میں پاکستان ٹیلی وژن پر نشر ہوا تھا۔ ان مناظر میں توبہ، کفارہ، ضمیر کی آواز اور معاشرے کی طرف سے اصلاح یافتہ انسان کو قبول کرنے کا پیغام دیا گیا ہے۔

نوٹس میں مصنف کا تعارف، پورے ڈرامے کا پس منظر، دونوں مناظر کا خلاصہ، اہم کرداروں (رفیق، سعیدہ، فقیر حسین، سلامت، احمد علی) کا جائزہ، مرکزی خیال، مشکل الفاظ، حروف کی اقسام اور مکالمہ نویسی کی وضاحت، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو ٹیلی وژن ڈراما نگاری سے آشنا کرنا۔
- اردو میں ڈراما نگاری کی روایت اور نمائندہ ڈراما نگاروں کے بارے میں آگاہ کرنا۔
- امجد اسلام امجد کی شخصیت اور مختلف ادبی و شعری جہات کے بارے میں بتانا۔
- ڈرامے 'دہلیز' کا فکری اور فنی جائزہ لینا۔

مصنف کا تعارف

امجد اسلام امجد لاہور میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور سے بی اے کیا اور پنجاب یونیورسٹی (اورینٹل کالج) سے اردو میں ایم اے امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ 1968ء سے ایم اے او کالج لاہور کے شعبۂ اردو میں لیکچرر رہے، پھر اسی ادارے میں ایسوسی ایٹ پروفیسر بنے، اور بعد میں چلڈرن لائبریری کمپلیکس اور اردو سائنس بورڈ لاہور کے ڈائریکٹر جنرل رہے۔ 2023ء میں ان کا انتقال ہوا۔

وہ شاعر، ڈراما نگار، سفرنامہ نگار، نقاد اور مترجم تھے، مگر ٹی وی ڈراما نگار کی حیثیت سے بے حد مشہور ہوئے۔ ان کے ڈرامے 'وارث'، 'اپنے لوگ' اور 'دہلیز' عوام و خواص میں بہت مقبول ہوئے اور چینی سمیت کئی زبانوں میں ڈب کیے گئے۔ وہ خود بتاتے تھے کہ جوانی میں وہ کرکٹ کے کھلاڑی تھے اور اسی میدان میں نام کمانا چاہتے تھے، مگر ان کی پہچان شاعری اور ڈراما بنی۔

Free notes: freebooks.pk

انھیں تمغۂ حسنِ کارکردگی، ستارۂ امتیاز اور ہلالِ امتیاز سے نوازا گیا۔ ان کی اہم کتابوں میں شعری مجموعے ‘برزخ’، ‘ساتواں در’، ‘فشار’ اور ‘اتنے خواب کہاں رکھوں’، اور ڈرامے ‘وارث’، ‘دہلیز’، ‘سمندر’، ‘وقت’ اور ‘دن’ شامل ہیں۔

اہم اصطلاحات اور قواعد

ڈراما

وہ صنف جو اسٹیج یا ٹی وی پر پیش کرنے کے لیے لکھی جائے؛ کہانی کرداروں کے مکالموں اور عمل کے ذریعے آگے بڑھتی ہے۔

منظر (سین)

ڈرامے کا وہ حصہ جو ایک جگہ اور ایک وقت میں پیش آئے؛ سبق میں منظر 13 (رفیق کا ڈیرا) اور منظر 15 (احمد علی کا گھر) ہیں۔

ہدایات (قوسین میں)

ڈرامے میں قوسین کے اندر اداکاروں کی حرکات، جذبات اور منظر کی وضاحت لکھی جاتی ہے، جیسے (حیرت سے)، (مسکراتے ہوئے)۔

مکالمہ

دو یا زیادہ افراد کے درمیان کسی موضوع پر گفتگو۔ اچھا مکالمہ بے تکلف، حقیقی زندگی کے قریب اور مخاطب کے مرتبے کے مطابق ہوتا ہے اور کرداروں کی سیرت واضح کرتا ہے۔

حروفِ جار

اسم اور فعل کو ملانے والے حروف: میں، سے، پر، تک، کو، لیے۔

حروفِ اضافت

دو اسموں کا تعلق یا ملکیت ظاہر کرنے والے حروف: کا، کے، کی۔

حروفِ عطف

دو اسموں یا جملوں کو جوڑنے والے حروف: و، اور، نیز، پھر۔

حروفِ استفہام

سوال کے لیے آنے والے حروف: کیا، کیوں، کہاں، کب، کون۔

حروفِ تشبیہ

ایک چیز کو دوسری جیسا بتانے والے حروف: مانند، طرح، جیسا، سا۔

Free notes: freebooks.pk

ڈرامے کا تعارف

پورے ڈرامے کی کہانی یہ ہے کہ کاروباری آدمی احمد علی ایک پلازا بنانا چاہتا ہے جس کے لیے ساتھ والا مکان درکار ہے، جو اس کے رشتے کے بھائی فقیر حسین کا ہے۔ فقیر حسین لالچ کے باوجود مکان نہیں بیچتا۔ احمد علی کا بیٹا عابد زبردستی پر اتر آتا ہے جس سے فقیر حسین، اس کا بیٹا اختر اور بیٹی سعیدہ پریشان رہتے ہیں۔ اختر کا دوست رفیق ایک جرائم پیشہ نوجوان ہے جسے جاگیردار سردار جہانگیر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا رہا، مگر وہ اختر کے گھرانے کی مدد کرتا ہے۔ آخر جہانگیر کی حویلی میں آگ لگتی ہے اور وہ جل کر مر جاتا ہے۔

احمد علی بیمار ہوتا ہے تو فقیر حسین خلوص سے اس کی تیمار داری کرتا ہے اور دونوں گھرانوں کی رنجشیں ختم ہو جاتی ہیں۔ احمد علی کا نیک بیٹا خالد سعیدہ کو پسند کرتا ہے، مگر آخر میں سعیدہ رفیق کے اندر کے اچھے انسان کو دیکھ کر اس کا اخلاقی سہارا بننے کے لیے اس سے شادی کا فیصلہ کرتی ہے۔ سبق کے دونوں منظر اسی انجام سے متعلق ہیں۔

منظر وار خلاصہ

منظر 13: رفیق کے ڈیرے پر خوش خبری

سعیدہ اور اختر خوشی خوشی رفیق کے ڈیرے پر آتے ہیں تاکہ اسے بتائیں کہ سردار جہانگیر جل کر مر گیا ہے، مگر رفیق کو پہلے سے معلوم ہے۔ سعیدہ حیران ہوتی ہے تو رفیق کہتا ہے کہ آپ نے مجھے اس سے دور رہنے کو کہا تھا، اس سے بے خبر رہنے کو نہیں۔ رفیق کا ساتھی سلامت مہمانوں کی خاطر داری کے لیے پیڑوں کی لسی کی پیشکش کرتا ہے، جس سے منظر میں ہلکا پھلکا مزاح پیدا ہوتا ہے۔

منظر 13: رفیق کا فیصلہ

سلامت شکایت کرتا ہے کہ استاد (رفیق) خود کو پولیس کے حوالے کر رہا ہے۔ رفیق بتاتا ہے کہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اس ڈیرے کا کوئی جواز نہیں رہا، اور وہ نیا کام ضرور کرے گا مگر جیل سے واپس آ کر۔ اس کے نزدیک شریف آدمی بننے کے لیے بارہ برس کے غلط کاموں کا بوجھ اتارنا اور ان کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس نے قانون توڑا اور لوگوں کو نقصان پہنچایا۔

منظر 13: ضمیر کی آواز

اختر اور سلامت کہتے ہیں کہ برائی چھوڑ دینا ہی کافی ہے، مگر رفیق کہتا ہے کہ ضمیر پر بوجھ لے کر آزاد رہنے سے چند سال جیل کاٹ لینا بہتر سودا ہے؛ تب اختر بلا جھجک اسے اپنا دوست کہہ سکے گا۔ سعیدہ پریشانی کے باوجود اس کی تائید کرتی ہے۔ سلامت بھی اعلان کرتا ہے کہ اس کا بھی ضمیر ہے اور وہ استاد کے ساتھ جیل جائے گا۔ جاتے ہوئے رفیق دروازے پر رک کر سعیدہ کو دیکھتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

منظر 15: احمد علی کی صحت یابی

احمد علی بیماری سے صحت یاب ہو کر پہلی بار چل رہا ہے اور سب خوش ہیں۔ فقیر حسین مذاق میں اسے آہستہ چلنے کو کہتا ہے۔ نیلم (احمد علی کی بیٹی) اور اختر کے بارے میں ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ سے پتا چلتا ہے کہ دونوں گھرانوں کے درمیان رشتے طے ہونے والے ہیں۔ احمد علی کہتا ہے کہ اب وہ فقیر حسین سے کچھ مانگنا چاہتا ہے اور سعیدہ اور خالد کو اپنے پاس بلاتا ہے۔

منظر 15: سعیدہ کا انکار

سعیدہ سمجھ جاتی ہے کہ چچا جان خالد کے ساتھ اس کے رشتے کی بات کرنے والے ہیں، اور ادب سے انکار کر دیتی ہے۔ سب حیران ہوتے ہیں کیونکہ وہ خالد کو پسند کرتی تھی۔ سعیدہ اپنے ابو کی ایک بات یاد دلاتی ہے کہ کسی دوسرے کے لیے کچھ کرنے کے لیے اپنے آپ کو مارنا پڑتا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم سب کے پاس آرام، توجہ، خوشی اور محبت ہے، مگر ایک شخص ایسا ہے جس کے پاس ان میں سے کچھ بھی نہیں۔

منظر 15: رفیق کو سہارا

اختر سمجھ جاتا ہے کہ سعیدہ رفیق کی بات کر رہی ہے۔ سعیدہ کہتی ہے کہ رفیق ان پڑھ ہے، ظاہری طور پر سخت لگتا ہے اور اس کا ماضی داغ دار ہے، مگر یہ سب اس کی مرضی سے نہیں ہوا؛ اتنی اذیت کے باوجود اس کے اندر انسان زندہ ہے۔ اگر گناہ گار توبہ کر کے سزا بھگت لے تو معاشرے کو اسے قبول کرنا چاہیے، اور اگر ہم جو اس کا اچھا رخ جانتے ہیں اسے معاف نہ کریں تو باقی دنیا کیسے کرے گی۔ عابد بتاتا ہے کہ رفیق ہی نے اسے جہانگیر کی قید سے چھڑایا تھا۔

منظر 15: فقیر حسین کی نصیحت

فقیر حسین بیٹی کے فیصلے کو سراہتا ہے اور نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم نے اسے سہارا دینے کا فیصلہ کیا ہے تو اسے کبھی یہ احساس نہ ہونے دینا کہ تم نے اس پر ترس کھا کر اسے قبول کیا ہے، کیونکہ احسان جتانے سے اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ سعیدہ وعدہ کرتی ہے اور باپ سے معافی مانگتی ہے کہ شاید اسے یہ بات اس طرح نہیں کرنی چاہیے تھی۔

مرکزی خیال

ان مناظر کا مرکزی خیال توبہ، کفارہ اور معافی ہے۔ رفیق دکھاتا ہے کہ سچی توبہ صرف برائی چھوڑ دینا نہیں بلکہ اپنی غلطیوں کی سزا قبول کر کے ضمیر کا بوجھ اتارنا ہے۔ سعیدہ اور فقیر حسین یہ پیغام دیتے ہیں کہ معاشرے کو اصلاح یافتہ انسان کو قبول کرنا چاہیے، اور نیکی بے غرض اور بغیر احسان جتائے کرنی چاہیے۔ ساتھ ہی ڈراما قربانی، رشتوں کی مضبوطی اور دشمنی کے بجائے محبت کا سبق دیتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

اہم الفاظ کے معنی

دہلیز
دروازے کی چوکھٹ؛ کسی نئے مرحلے میں داخل ہونے کا مقام (علامت)۔

ڈیرا
ٹھکانا، بیٹھک (یہاں رفیق کا اڈا)۔

پیڑوں کی لسی
کھوئے کے پیڑے دودھ یا دہی میں گھول کر بنائی گئی لسی۔

جواز
معقول وجہ۔

کفارہ
گناہ کی تلافی کے لیے کیا جانے والا عمل یا سزا۔

ضمیر
انسان کے اندر کی آواز جو صحیح غلط بتاتی ہے۔

آزردگی
رنجیدگی، اداسی۔

انتڑیاں جواب دینا
بہت تھک جانا (محاورہ)۔

تیز گام
تیز چلنے والا؛ مشہور تیز رفتار ٹرین کا نام بھی۔

اذیت
تکلیف۔

احسان جتانا
کسی پر کیا ہوا احسان بار بار یاد دلانا۔

برکت زائل ہونا
فائدہ اور اثر ختم ہو جانا۔

Free notes: freebooks.pk

خاکہ

دہلیز: کردار اور ان کا کردار: یہ خاکہ سبق کے اہم کرداروں اور ان کی نمایاں خوبی کو دکھاتا ہے۔



مختصر سوالات و جوابات

'استاد خود کو پولیس کے حوالے کر رہا ہے' کس نے کس کے بارے میں کہا؟

سلامت نے رفیق کے بارے میں، سعیدہ اور اختر سے۔

رفیق نے خود کو پولیس کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟

اپنے بارہ سال کے غلط کاموں کا کفارہ ادا کرنے اور ضمیر کا بوجھ اتارنے کے لیے۔

'ضمیر پر بوجھ لے کر آزاد رہنے سے چند سال کی جیل بہتر ہے' کی وضاحت کریں۔

رفیق کے نزدیک گناہ کے احساس کے ساتھ آزادی بے سکونی ہے؛ سزا بھگت کر وہ صاف ضمیر کے ساتھ شریف زندگی شروع کر سکے گا۔

freebooks.pk

Free notes: freebooks.pk

رفیق کتنے سال جرم کی دنیا میں رہا؟

بارہ سال۔

سلامت نے رفیق کے فیصلے پر کیا کیا؟

وہ بھی اس کے ساتھ جیل جانے کو تیار ہو گیا اور کہا کہ اس کا بھی ضمیر ہے۔

بیماری سے کون صحت یاب ہوا؟

احمد علی۔

سعیدہ نے خالد سے رشتے سے انکار کیوں کیا؟

وہ رفیق کا اخلاقی سہارا بننا چاہتی تھی جس کے پاس محبت، توجہ اور خوشی کچھ بھی نہیں تھا۔

سعیدہ نے رفیق کے بارے میں کن جذبات کا اظہار کیا؟

کہ اس کی برائیاں اس کی مرضی سے نہیں تھیں، اس کے اندر انسان زندہ ہے، اس کی مدد اور حفاظت کرنی چاہیے، اور توبہ کرنے والے کو معاشرہ قبول کرے۔

فقیر حسین نے سعیدہ کو کیا نصیحت کی؟

رفیق کو کبھی یہ احساس نہ ہونے دینا کہ تم نے ترس کھا کر اسے قبول کیا ہے؛ احسان جتانے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

عابد نے رفیق کے بارے میں کیا بتایا؟

کہ رفیق ہی نے اسے سردار جہانگیر کی قید سے نکالا تھا۔

حروفِ اضافت اور حروفِ عطف کی مثالیں دیں۔

اضافت: کا، کے، کی؛ عطف: اور، و، نیز، پھر۔

اچھے مکالمے کی خصوصیات لکھیں۔

بے تکلف، حقیقی زندگی کے قریب، مخاطب کے مرتبے کے مطابق، اور کرداروں کی سیرت ظاہر کرنے والا۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق ‘دہلیز’ کا خلاصہ لکھیں۔

پس منظر

احمد علی اور فقیر حسین کے گھرانوں میں مکان کی وجہ سے کشمکش تھی؛ رفیق نے سردار جہانگیر کے مقابلے میں اختر کے گھرانے کی مدد کی؛ آخر جہانگیر جل کر مر گیا۔

منظر 13

سعیدہ اور اختر رفیق کو خبر دینے آتے ہیں؛ رفیق اپنے ماضی کے کفارے کے لیے خود کو پولیس کے حوالے کرنے کا فیصلہ سناتا ہے؛ سلامت بھی ساتھ جانے کو تیار ہوتا ہے۔

منظر 15

احمد علی صحت یاب ہوتا ہے اور دونوں گھرانوں میں صلح ہو جاتی ہے؛ وہ سعیدہ کا رشتہ خالد کے لیے مانگنا چاہتا ہے مگر سعیدہ رفیق کو سہارا دینے کا فیصلہ سناتی ہے۔

اختتام

فقیر حسین بیٹی کے فیصلے کی تائید کرتا ہے اور احسان نہ جتانے کی نصیحت کرتا ہے۔

رفیق کے کردار کا جائزہ لیں۔

ماضی

رفیق بارہ سال جرم کی دنیا میں رہا اور سردار جہانگیر اسے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا رہا۔

اندر کا انسان

سخت ظاہر کے باوجود وہ اختر کے گھرانے کا مددگار ہے؛ اس نے عابد کو بھی قید سے چھڑایا۔

ضمیر کی بیداری

وہ صرف برائی چھوڑنے کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ سزا قبول کر کے کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

انصاف پسندی اور خود داری

وہ کہتا ہے کہ انصاف ہی کے لیے یہ سب کر رہا ہے، تاکہ دوست بلا جھجک اسے اپنا کہہ سکیں۔ وہ ڈرامے کا متحرک کردار ہے۔

سعیدہ کے کردار اور فیصلے پر روشنی ڈالیں۔

حساس اور ہمدرد

سعیدہ دوسروں کے دکھ کو محسوس کرتی ہے اور تنہا رفیق کی محرومی دیکھتی ہے۔

ایثار

وہ اپنی پسند (خالد) کو چھوڑ کر ایک ایسے شخص کا سہارا بنتی ہے جسے سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

اصولی سوچ

اس کا کہنا ہے کہ توبہ کرنے والے کو معاشرہ قبول کرے، اور جو اس کا اچھا رخ جانتے ہیں وہ پہلے معاف کریں۔

Free notes: freebooks.pk

ادب اور فرماں برداری

وہ اپنا فیصلہ باپ کے سامنے رکھ کر ان کی تائید لیتی ہے اور انداز پر معافی بھی مانگتی ہے۔

امجد اسلام امجد کی ادبی خدمات بیان کریں۔

تعلیم و ملازمت

لاہور میں پیدا ہوئے؛ اردو میں ایم اے؛ ایم اے او کالج میں تدریس؛ اردو سائنس بورڈ اور چلڈرن لائبریری کمپلیکس کے سربراہ رہے۔

ڈراما نگاری

'وارث'، 'دہلیز'، 'اپنے لوگ'، 'سمندر' جیسے مقبول ڈرامے لکھے جو کئی زبانوں میں ڈب ہوئے۔

شاعری

برزخ، ساتواں در، فشار اور اتنے خواب کہاں رکھوں جیسے شعری مجموعے۔

اعزازات

تمغۂ حسنِ کارکردگی، ستارۂ امتیاز اور ہلالِ امتیاز۔

معروضی سوالات (MCQs)

متن کے مطابق ڈرامے کا سب سے متحرک کردار ہے: (الف) رفیق (ب) سعیدہ (ج) خالد (د) فقیر حسین

درست جواب: (الف) رفیق۔ رفیق۔

'دہلیز' اصنافِ ادب کے لحاظ سے ہے: (الف) ناول (ب) ڈراما (ج) داستان (د) افسانہ

درست جواب: (ب) ڈراما۔ ٹی وی ڈراما۔

رفیق جرم کی دنیا میں کتنا عرصہ رہا؟ (الف) دس سال (ب) بارہ سال (ج) چودہ سال (د) سولہ سال

درست جواب: (ب) بارہ سال۔ بارہ سال۔

رفیق نے خود کو قانون کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا: (الف) دوسروں کو سبق سکھانے کے لیے (ب) خود کو چھپانے کے لیے (ج) جرم کی دنیا سے بچنے کے لیے (د) ضمیر کا بوجھ اتارنے کے لیے

درست جواب: (د) ضمیر کا بوجھ اتارنے کے لیے۔ کفارہ۔

بیماری سے صحت یاب ہوا: (الف) عابد (ب) خالد (ج) فقیر حسین (د) احمد علی

درست جواب: (د) احمد علی۔ احمد علی۔

Free notes: freebooks.pk

سردار جہانگیر کی موت کیسے ہوئی؟ (الف) گولی لگنے سے (ب) حویلی میں آگ لگنے سے (ج) بیماری سے (د) حادثے میں

درست جواب: (ب) حویلی میں آگ لگنے سے۔ جل کر۔

سلامت نے مہمانوں کو کیا پیش کرنا چاہا؟ (الف) چائے (ب) پیڑوں کی لسی (ج) شربت (د) دودھ

درست جواب: (ب) پیڑوں کی لسی۔ پیڑوں کی لسی۔

ڈراما 'دہلیز' پہلی بار کب نشر ہوا؟ (الف) 1971ء (ب) 1981ء (ج) 1991ء (د) 2001ء

درست جواب: (ب) 1981ء۔ پی ٹی وی، 1981ء۔

رفیق نے عابد کو کس کی قید سے چھڑایا تھا؟ (الف) احمد علی (ب) سردار جہانگیر (ج) پولیس (د) سلامت

درست جواب: (ب) سردار جہانگیر۔ سردار جہانگیر۔

'کا، کے، کی' ہیں: (الف) حروفِ جار (ب) حروفِ اضافت (ج) حروفِ عطف (د) حروفِ تشبیہ

درست جواب: (ب) حروفِ اضافت۔ ملکیت/تعلق۔

'کہاں' کس قسم کا حرف ہے؟ (الف) حرفِ استفہام (ب) حرفِ تشبیہ (ج) حرفِ جار (د) حرفِ عطف

درست جواب: (الف) حرفِ استفہام۔ سوال کے لیے۔

امجد اسلام امجد کا مشہور ڈراما نہیں ہے: (الف) وارث (ب) دہلیز (ج) سمندر (د) تنہائیاں

درست جواب: (د) تنہائیاں۔ تنہائیاں حسینہ معین کا ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مصنف: امجد اسلام امجد، لاہور؛ ایم اے اردو؛ ایم اے او کالج، اردو سائنس بورڈ؛ شاعر و ڈراما نگار؛ 2023ء میں انتقال۔
- صنف: ٹی وی ڈراما؛ 'دہلیز' پی ٹی وی 1981ء؛ سبق میں منظر 13 اور 15۔
- کردار: رفیق، سلامت، سعیدہ، اختر، فقیر حسین، احمد علی، سلمیٰ، نیلم، خالد، عابد۔
- منظر 13: جہانگیر کی موت کی خبر؛ رفیق (12 سال جرم) کا خود کو پولیس کے حوالے کرنا؛ سلامت بھی ساتھ۔
- منظر 15: احمد علی کی صحت یابی؛ سعیدہ کا خالد سے انکار اور رفیق کو سہارا دینے کا فیصلہ؛ فقیر حسین: احسان نہ جتانا۔
- قواعد: حروفِ جار، اضافت، عطف، استفہام، تشبیہ؛ مکالمہ نویسی۔

Free notes: freebooks.pk

امتحانی نکات

- ڈرامے کا خلاصہ لکھتے وقت پہلے دو جملوں میں پورے ڈرامے کا پس منظر دیں، پھر دونوں منظر الگ الگ لکھیں۔
- 'سب سے فعال کردار' کے سوال میں رفیق کو منتخب کر کے اس کے فیصلے، قربانی اور مدد کے واقعات بطور دلیل دیں۔
- توبہ کی فضیلت والے سوال میں دینی پہلو (اللہ کی رحمت) اور اخلاقی پہلو (معاشرتی قبولیت) دونوں لکھیں۔
- حروف کی اقسام کی ایک ایک مثال جملے میں استعمال کر کے یاد کریں۔
- مکالمہ لکھتے وقت ہر کردار کا نام، پھر کولن اور مکالمہ لکھیں؛ ضرورت ہو تو قوسین میں ہدایت دیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 11: تاریخ کا کفن

Urdu Class 11 Lesson 11: Tareekh ka Kafan (Amar Jaleel)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے گیارہویں سبق 'تاریخ کا کفن' پر مبنی ہیں۔ یہ سندھی زبان کے ممتاز ادیب امر جلیل کا افسانہ ہے جس میں ایک غریب، سیاہ فام شیدی عید کی نماز میں پہلی صف میں کھڑا ہونا چاہتا ہے، اور معاشرہ اس کی اس خواہش کو جرم بنا دیتا ہے۔

افسانہ دکھاتا ہے کہ ہمارے رہنما زبان سے تو انسانی برابری کی تلقین کرتے ہیں مگر عملی طور پر معاشرہ امیر اور غریب، طاقت ور اور کمزور میں بٹا ہوا ہے۔ نوٹس میں مصنف کا تعارف، افسانے کا اقتباس وار خلاصہ، شیدی کا کردار، مرکزی خیال، مشکل الفاظ، محاورات، تلخیص نگاری اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو فنِ افسانہ نگاری سے آگاہ کرنا۔
- امر جلیل کی ادبی اور صحافتی خدمات، بالخصوص سندھی ادب سے روشناس کرانا۔
- طبقاتی نظام کی بدصورتی کو آشکار کرنا۔
- طلبہ کے دلوں میں غربت کے مارے لوگوں کی مدد اور احترام کا جذبہ پیدا کرنا۔
- یہ باور کرانا کہ علاقائی ادب کے مطالعے سے قومی وحدت مضبوط ہوتی ہے۔

مصنف کا تعارف

امر جلیل کا اصل نام قاضی عبد الجلیل ہے۔ وہ سندھ کے شہر روہڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی اور نواب شاہ میں حاصل کی، پھر کراچی یونیورسٹی سے معاشیات اور تاریخ میں ماسٹرز کیا۔ انھوں نے سندھی اور انگریزی میں افسانے، ڈرامے، مضامین اور کالم لکھ کر شہرت پائی۔

انھوں نے پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز ریڈیو پاکستان کراچی سے کیا، بعد میں اسلام آباد منتقل ہوئے اور مختلف تعلیمی اداروں میں بھی کام کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں مقیم ہوئے۔ وہ انگریزی اخبارات، بالخصوص 'ڈان'، میں حالاتِ حاضرہ پر کالم لکھتے رہے۔ جوانی میں وہ کرکٹ کے شوقین تھے اور مقامی سطح پر وکٹ کیپر اور بلے باز کے طور پر کھیلتے رہے۔

ان کی کہانیوں میں معاشرتی ناہمواریوں کی نشان دہی ملتی ہے؛ انھوں نے وڈیروں، زمینداروں اور جعلی پیروں کے کردار افسانوی انداز میں پیش کیے اور ہمیشہ جمہوریت کے حق میں اور آمریت کے خلاف لکھا۔ ان کی تحریروں کے کئی زبانوں میں

Free notes: freebooks.pk

تراجم ہوئے۔ افسانوی مجموعوں میں ‘دل جی دنیا’ اور ‘تاریخ کا کفن’ شامل ہیں۔ انھیں پرائیڈ آف پرفارمنس اور کمالِ فن ایوارڈ سمیت کئی اعزازات ملے۔

اہم اصطلاحات اور قواعد

افسانہ

مختصر کہانی جو ایک واقعے، ایک کردار یا ایک تاثر کے گرد گھومتی ہے اور ایک نشست میں پڑھی جا سکتی ہے۔

علاقائی ادب

پاکستان کی علاقائی زبانوں (سندھی، پنجابی، پشتو، بلوچی وغیرہ) کا ادب؛ یہ افسانہ سندھی سے اردو میں آیا ہے۔

طنز

کسی برائی پر ایسا چبھتا ہوا انداز جس سے قاری سوچنے پر مجبور ہو؛ مصنف ‘نیک صورت’ اور ‘فرشتوں جیسے’ لوگوں کے ظالمانہ رویے سے طنز کرتا ہے۔

علامت

شیدی محروم طبقے کی، محمود صاحب طاقت ور طبقے کی، اور ‘پہلی صف’ برابری کے حق کی علامت ہے۔

تلمیح

کسی تاریخی واقعے کی طرف اشارہ؛ محمود (غزنوی) و ایاز کی ایک صف میں نماز کی تلمیح، جسے اقبال نے بھی اپنے شعر میں باندھا۔

محاورہ

وہ ترکیب جو لغوی کے بجائے مخصوص معنی دے، جیسے چودہ طبق روشن ہونا، کندھا دینا، مزہ دوبالا ہونا۔

اعراب

زبر، زیر، پیش، جزم اور تشدید کی علامتیں جو درست تلفظ بتاتی ہیں، جیسے صَلیب، مُصَلّی، قَہقَہہ، نِشَست، اِرتِکاب۔

تلخیص نگاری

کسی عبارت کو کم سے کم الفاظ میں، اصل تاثر اور نکات برقرار رکھتے ہوئے، عموماً ایک تہائی حجم میں ایک جامع پیراگراف کی صورت لکھنا۔

میڈیا انفارمیشن لٹریسی (MIL)

Media and Information Literacy: معلومات کو پرکھنے، جعلی خبروں کو پہچاننے اور میڈیا کو ذمہ داری سے استعمال کرنے کی صلاحیت۔

Free notes: freebooks.pk

افسانے کا تعارف

افسانہ کراچی کی ایک بڑی عید گاہ میں عید کی نماز سے کچھ پہلے کا ہے۔ ایک کالا، دبلا، چیتھڑوں میں ملبوس ادھیڑ عمر شیدی آخری صف سے اٹھتا ہے اور صف بہ صف آگے بڑھنے لگتا ہے۔ ہر صف کے لوگ اسے حقارت سے روکتے، طعنے دیتے اور اس پر چوری، جیب تراشی اور جاسوسی کے الزام لگاتے ہیں، مگر وہ خاموشی سے آگے بڑھتا رہتا ہے۔

پہلی صف میں ملک کی مشہور شخصیت محمود صاحب افسروں، صنعت کاروں اور تاجروں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ حفاظتی عملہ شیدی کو دشمن کا ایجنٹ سمجھ کر عید گاہ سے باہر لے جاتا اور بے رحمی سے مارتا ہے۔ ہر سوال پر شیدی ایک ہی جواب دیتا ہے کہ وہ پہلی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ آخر میں وہ خود کو ایاز کہتا ہے جو محمود کے ساتھ ایک ہی صف میں نماز پڑھے گا۔ عنوان بتاتا ہے کہ برابری کی تاریخ کو ہم نے کفن پہنا دیا ہے۔

اقتباس وار خلاصہ

عید گاہ کا منظر

مصنف عید گاہ کی بھیڑ کا نقشہ کھینچتا ہے: رنگ برنگے کپڑوں میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ مولوی صاحب جوش سے وعظ کر رہے ہیں اور رحمت کے بجائے عذاب سے ڈرا رہے ہیں، مگر لوگوں کا دھیان وعظ پر کم اور اپنے جوتوں اور بچوں کی نگہداشت پر زیادہ ہے۔ اس منظر سے مصنف ظاہری دین داری اور اندرونی بے یقینی پر طنز کرتا ہے۔

شیدی کا حلیہ اور آگے بڑھنا

آخری صف سے ایک لمبا، دبلا، سیاہ فام شیدی اٹھتا ہے جس کے بال خشک، آنکھیں اداس اور کپڑے پھٹے ہوئے ہیں؛ بوجھ اٹھا اٹھا کر اس کی پشت جھک چکی ہے۔ وہ ایک ایک صف آگے بڑھتا ہے۔ ہر صف کے لوگ اسے برا بھلا کہتے، اس کی رنگت اور حلیے کا مذاق اڑاتے اور اسے پیچھے دھکیلتے ہیں، مگر وہ کوئی جواب نہیں دیتا اور اس کی آنکھوں میں ایک پراسرار روشنی بڑھتی جاتی ہے۔

الزامات کا شور

شور بڑھتا ہے تو لوگ اپنے جوتے اٹھا لیتے ہیں اور بچوں کو گود میں بٹھا لیتے ہیں۔ ہر طرف سے آوازیں آتی ہیں کہ یہ چور ہے، جیب کترا ہے، بدمعاش ہے۔ لوگ اسے سزا دینے کے طریقوں پر آپس میں الجھ پڑتے ہیں مگر کسی فیصلے پر نہیں پہنچتے۔ مولوی صاحب بھی وعظ روک کر تماشا دیکھنے لگتے ہیں۔

ماموں خان موچی کی گواہی

ایک غریب شخص ماموں خان موچی بھیڑ سے نکل کر گواہی دیتا ہے کہ وہ شیدی کو جانتا ہے، یہ نہ چور ہے نہ جیب کترا، بس شیدی ہے۔ مگر لوگ اسے بھی حقارت سے دھتکار دیتے ہیں اور وہ دھکے کھا کر غائب ہو جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے

Free notes: freebooks.pk

کہ غریب کی گواہی کی معاشرے میں کوئی قدر نہیں۔

پہلی صف اور محمود صاحب

پہلی صف میں مشہور شخصیت محمود صاحب شہر کے افسروں، صنعت کاروں اور تاجروں کے ساتھ بیٹھے اخباری فوٹوگرافروں سے تصویریں کھنچوا رہے ہیں۔ ان کے پیچھے سادہ کپڑوں میں مسلح حفاظتی عملہ بیٹھا ہے۔ کوئی چلا کر کہتا ہے کہ یہ شیدی دشمن ملک کا ایجنٹ ہے اور محمود صاحب کو قتل کرنے آیا ہے۔ شیدی چھلانگیں لگاتا آگے بڑھتا ہے تو عملہ اسے دبوچ کر باہر لے جاتا ہے۔

تشدد اور ایک ہی جواب

عید گاہ کے اندر مولوی صاحب محمود صاحب کی درازیٔ عمر کی دعا مانگنے لگتے ہیں اور لوگ شیدی کو بھول جاتے ہیں۔ باہر حفاظتی عملہ اسے لاتوں، گھونسوں اور چھڑی سے مارتا اور بار بار پوچھتا ہے کہ وہ کس نیت سے پہلی صف کی طرف بڑھ رہا تھا۔ خون میں لت پت شیدی ہر بار یہی کہتا ہے کہ وہ پہلی صف میں نماز پڑھنا چاہتا ہے؛ عملہ اسے جھوٹا، پاگل اور بہروپیا کہتا ہے۔

انجام: میں ایاز ہوں

مار کھا کر شیدی ادھ موا ہو جاتا ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ کون ہے اور محمود صاحب کے ساتھ نماز کیوں پڑھنا چاہتا ہے، تو ایک لمحے کو اس کی آنکھوں میں وہی روشنی لوٹ آتی ہے اور وہ ٹوٹے لہجے میں کہتا ہے کہ وہ ایاز ہے اور محمود کے ساتھ ایک ہی صف میں نماز پڑھے گا۔ یہ جملہ اسلامی تاریخ کی اس روایت کی یاد دلاتا ہے جس میں بادشاہ اور غلام ایک صف میں کھڑے ہوتے تھے۔

مرکزی خیال

افسانے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اسلام نے بندہ و آقا کو ایک صف میں کھڑا کیا تھا، مگر آج ہمارے معاشرے نے اس برابری کو صرف تقریروں تک محدود کر دیا ہے۔ غریب اور کمزور کو ظاہری حلیے اور رنگت کی بنیاد پر حقیر سمجھا جاتا ہے، اس پر بلا ثبوت الزام لگائے جاتے ہیں، اور طاقت ور طبقہ عبادت گاہ میں بھی اپنی الگ صف بنا لیتا ہے۔ ‘تاریخ کا کفن’ کا مطلب ہے کہ ہم نے مساوات کی شان دار تاریخ کو دفن کر دیا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

شیدی

افریقی نسل سے تعلق رکھنے والے لوگ جو سندھ اور بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں آباد ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

صلیب

سولی؛ یہاں شیدی کے سیدھے چوڑے کندھوں کی تشبیہ۔

عید گاہ

وہ کھلا میدان جہاں عید کی نماز ادا کی جاتی ہے۔

بھانت بھانت کے

طرح طرح کے، مختلف قسم کے۔

مصلّیٰ

جائے نماز۔

حقارت آمیز

نفرت اور کم تری ظاہر کرنے والا۔

حواس باختہ

گھبرایا ہوا، ہوش اڑا ہوا۔

بہروپیا

روپ بدل کر دھوکا دینے والا۔

ادھ موا

آدھا مرا ہوا، بہت زخمی۔

درگت بنانا

بری حالت کرنا، خوب مارنا۔

زیر و زبر ہونا

الٹ پلٹ ہونا۔

ایاز

سلطان محمود غزنوی کا وفادار غلام؛ مساوات کی علامت۔

خاکہ

تاریخ کا کفن: کہانی کا سفر: یہ خاکہ دکھاتا ہے کہ شیدی آخری صف سے پہلی صف تک کیسے پہنچا اور معاشرے نے کیا ردِ عمل دیا۔

تاریخ کا کفن: کہانی کا سفر



مختصر سوالات و جوابات

شیدی کی شکل و صورت کیسی تھی؟

سیاہ فام، لمبا اور دبلا؛ بال خشک، آنکھیں اداس، کپڑے چیتھڑے؛ کندھے سیدھے اور بوجھ اٹھانے سے پشت جھکی ہوئی۔

کورے پاجامے پر پاؤں رکھنے کی شکایت کس نے کی؟

اگلی صف میں سفید کپڑوں والے ایک شخص نے غصے سے شیدی سے یہ شکایت کی۔

شیدی پر کون کون سے الزام لگائے گئے؟

چور، جیب کترا، جوتوں کا چور، بدمعاش، لفنگا اور دشمن ملک کا ایجنٹ۔

شیدی کیا چاہتا تھا؟

وہ پہلی صف میں محمود صاحب کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنا چاہتا تھا۔

freebooks.pk

Free notes: freebooks.pk

محمود صاحب کون تھے؟

ملک کی نامور، ہر دل عزیز شخصیت جو پہلی صف میں افسروں، صنعت کاروں اور تاجروں کے ساتھ بیٹھے تھے اور جن کی حفاظت پر عملہ مامور تھا۔

'میں ایاز ہوں... محمود کے ساتھ ایک صف میں نماز پڑھوں گا' کس شعر کی طرف اشارہ ہے؟

علامہ اقبال کے اس شعر کی طرف جس میں محمود و ایاز کے ایک ہی صف میں کھڑے ہونے اور بندہ و آقا کا فرق مٹ جانے کا ذکر ہے۔

ماموں خان موچی نے کیا گواہی دی؟

کہ وہ شیدی کو جانتا ہے؛ وہ نہ چور ہے نہ جیب کترا، صرف شیدی ہے۔

لوگ وعظ کے دوران کس چیز کی نگرانی کر رہے تھے؟

اپنے جوتوں اور ساتھ لائے بچوں کی۔

حفاظتی عملے نے شیدی کو کیا سمجھا؟

دشمن ملک کا ایجنٹ جو محمود صاحب کو نقصان پہنچانے آیا ہو؛ بعد میں پاگل اور بہروپیا۔

افسانے کے عنوان 'تاریخ کا کفن' کی وضاحت کریں۔

اسلام کی مساوات والی تاریخ کو معاشرے نے عملاً دفن کر دیا ہے؛ وہ صرف تقریروں میں زندہ ہے۔

MIL سے کیا مراد ہے؟

Media and Information Literacy، یعنی معلومات کو پرکھنے اور میڈیا کو ذمہ داری سے استعمال کرنے کی صلاحیت۔

تلخیص نگاری کسے کہتے ہیں؟

کسی عبارت کو اصل نکات اور تاثر برقرار رکھتے ہوئے تقریباً ایک تہائی الفاظ میں ایک جامع پیراگراف کی صورت لکھنا۔

تفصیلی سوالات و جوابات

افسانہ 'تاریخ کا کفن' کا خلاصہ لکھیں۔

آغاز

کراچی کی عید گاہ میں نماز سے پہلے مولوی صاحب وعظ کر رہے ہیں اور لوگ جوتوں اور بچوں کی فکر میں ہیں۔ آخری صف سے ایک غریب، سیاہ فام شیدی اٹھ کر آگے بڑھتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

لوگوں کا رویہ

ہر صف کے لوگ اسے طعنے دیتے، دھکے دیتے اور اس پر چوری اور جیب تراشی کے الزام لگاتے ہیں۔ ماموں خان موچی کی گواہی بھی رد کر دی جاتی ہے۔

پہلی صف

پہلی صف میں محمود صاحب اشرافیہ کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ شیدی کو دشمن کا ایجنٹ قرار دے کر حفاظتی عملہ باہر لے جاتا ہے۔

انجام

شدید تشدد کے باوجود شیدی یہی کہتا ہے کہ وہ پہلی صف میں نماز پڑھے گا، اور آخر میں خود کو ایاز کہتا ہے جو محمود کے ساتھ ایک صف میں کھڑا ہو گا۔

شیدی کے کردار کا جائزہ لیں۔

محروم طبقے کی علامت

شیدی غربت، سیاہ رنگت اور پھٹے کپڑوں کی وجہ سے حقیر سمجھا جاتا ہے؛ وہ معاشرے کے نچلے طبقے کا نمائندہ ہے۔

خاموش عزم

وہ کسی طعنے کا جواب نہیں دیتا اور نہ مڑ کر دیکھتا ہے؛ اس کی آنکھوں کی پراسرار روشنی اس کے پختہ ارادے کو ظاہر کرتی ہے۔

حق کا مطالبہ

اس کی خواہش کوئی جرم نہیں، صرف یہ کہ وہ بھی برابر کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے پہلی صف میں نماز پڑھے۔

استقامت

شدید تشدد کے باوجود وہ اپنی بات سے نہیں ہٹتا؛ آخر میں 'ایاز' بن کر مساوات کی تاریخ یاد دلاتا ہے۔

افسانے میں طبقاتی نظام اور سماجی منافقت پر کیسے طنز کیا گیا ہے؟

ظاہری دین داری

لوگ وعظ سنتے ہوئے بھی جوتوں کی فکر میں ہیں اور 'نیک صورت' اور 'فرشتوں جیسے' لوگ ہی سب سے زیادہ بدسلوکی کرتے ہیں۔

حلیے پر فیصلہ

شیدی پر محض رنگت اور غربت کی بنیاد پر چوری اور جاسوسی کے الزام لگا دیے جاتے ہیں؛ کوئی ثبوت نہیں مانگتا۔

Free notes: freebooks.pk

اشرافیہ کی الگ صف

پہلی صف افسروں، صنعت کاروں اور تاجروں کے لیے مخصوص بن گئی ہے جو تصویریں کھنچوا رہے ہیں؛ عبادت بھی نمائش بن گئی ہے۔

مذہبی رہنما کا کردار

مولوی صاحب ظلم رو کنے کے بجائے تماشا دیکھتے ہیں اور پھر محمود صاحب کی درازیٔ عمر کی دعا میں لگ جاتے ہیں۔

امر جلیل کی ادبی خدمات بیان کریں۔

تعارف

اصل نام قاضی عبد الجلیل؛ روہڑی، سندھ میں پیدا ہوئے؛ کراچی یونیورسٹی سے معاشیات اور تاریخ میں ماسٹرز کیا۔

تحریری میدان

سندھی اور انگریزی میں افسانے، ڈرامے، مضامین اور کالم لکھے؛ ریڈیو پاکستان سے وابستہ رہے۔

موضوعات

معاشرتی ناہمواری، وڈیرہ شاہی اور جعلی پیری پر تنقید؛ جمہوریت کی حمایت اور آمریت کی مخالفت۔

اعزازات

پرائیڈ آف پرفارمنس اور کمالِ فن ایوارڈ؛ ان کی تحریروں کے متعدد زبانوں میں تراجم ہوئے۔

معروضی سوالات (MCQs)

'تاریخ کا کفن' کے مصنف ہیں: (الف) امر جلیل (ب) امجد اسلام امجد (ج) سعادت حسن منٹو (د) خدیجہ مستور

درست جواب: (الف) امر جلیل۔ امر جلیل۔

امر جلیل کا اصل نام ہے: (الف) قاضی عبد الجلیل (ب) عبد الجلیل خان (ج) جلیل احمد (د) قاضی عبد الرحمٰن

درست جواب: (الف) قاضی عبد الجلیل۔ قاضی عبد الجلیل۔

امر جلیل بنیادی طور پر کس زبان کے ادیب ہیں؟ (الف) پنجابی (ب) سندھی (ج) پشتو (د) بلوچی

درست جواب: (ب) سندھی۔ سندھی۔

افسانے کا واقعہ کہاں پیش آتا ہے؟ (الف) جامع مسجد لاہور (ب) کراچی کی عید گاہ (ج) روہڑی کا بازار (د) نواب شاہ کا اسٹیشن

درست جواب: (ب) کراچی کی عید گاہ۔ کراچی کی عید گاہ۔

شیدی کس صف سے اٹھا تھا؟ (الف) پہلی (ب) دوسری (ج) درمیانی (د) آخری

درست جواب: (د) آخری۔ آخری صف۔

شیدی کے حق میں گواہی کس نے دی؟ (الف) مولوی صاحب (ب) محمود صاحب (ج) ماموں خان موچی (د) ایک افسر

درست جواب: (ج) ماموں خان موچی۔ ماموں خان موچی۔

پہلی صف میں کون سی مشہور شخصیت موجود تھی؟ (الف) ایاز صاحب (ب) محمود صاحب (ج) جلیل صاحب (د) سلیم صاحب

درست جواب: (ب) محمود صاحب۔ محمود صاحب۔

حفاظتی عملے نے شیدی کو کیا سمجھا؟ (الف) مہمان (ب) غیر ملکی ایجنٹ (ج) مولوی (د) فوٹوگرافر

درست جواب: (ب) غیر ملکی ایجنٹ۔ ایجنٹ۔

آخر میں شیدی نے اپنے آپ کو کیا کہا؟ (الف) محمود (ب) ایاز (ج) موچی (د) مسافر

درست جواب: (ب) ایاز۔ ایاز۔

افسانے کا بنیادی موضوع ہے: (الف) حب الوطنی (ب) طبقاتی تفریق اور مساوات (ج) تعلیم کی اہمیت (د) دیہی زندگی

درست جواب: (ب) طبقاتی تفریق اور مساوات۔ مساوات۔

تلخیص عموماً اصل عبارت کا کتنا حصہ ہوتی ہے؟ (الف) نصف (ب) ایک تہائی (ج) ایک چوتھائی (د) دو تہائی

درست جواب: (ب) ایک تہائی۔ ایک تہائی۔

'MIL' میں 'M' سے مراد ہے: (الف) Media (ب) Mobile (ج) Message (د) Mind

درست جواب: (الف) Media۔ Media and Information Literacy۔

تیز نظرثانی خلاصہ

- مصنف: امر جلیل (قاضی عبد الجلیل)، روہڑی، سندھ؛ سندھی و انگریزی ادیب و کالم نگار؛ پرائیڈ آف پرفارمنس۔
- صنف: افسانہ (سندھی سے اردو)؛ مقام: کراچی کی عید گاہ۔
- کردار: شیدی، ماموں خان موچی، محمود صاحب، مولوی صاحب، حفاظتی عملہ، نمازی۔
- واقعہ: آخری صف سے پہلی صف کا سفر؛ طعنے اور الزامات؛ ایجنٹ قرار دے کر تشدد؛ 'میں ایاز ہوں'۔
- مرکزی خیال: اسلامی مساوات صرف تقریروں میں؛ طبقاتی تفریق اور سماجی منافقت پر طنز۔

Free notes: freebooks.pk

- قواعد: محاورات، اعراب، تلخیص نگاری (ایک تہائی)، MIL والی عبارت۔

امتحانی نکات

- خلاصہ لکھتے وقت شیدی کے آخری صف سے پہلی صف تک کے سفر کو ترتیب سے بیان کریں، مکالمے نقل نہ کریں۔
- مرکزی خیال میں عنوان 'تاریخ کا کفن' کی وضاحت ضرور کریں؛ یہ اکثر الگ سوال کے طور پر بھی آتا ہے۔
- اقبال والے سوال میں محمود و ایاز کی تلمیح اور بندہ و آقا کی برابری کا مفہوم لکھیں۔
- تلخیص میں عنوان ضرور دیں، مثالیں اور مترادفات نکال دیں اور ایک ہی پیراگراف لکھیں۔
- محاورات کو ایسے جملوں میں استعمال کریں جن سے ان کا مفہوم خود واضح ہو جائے۔

سبق 12: پاکستانی زبانیں اور ان کا باہمی رشتہ

Urdu Class 11 Lesson 12: Pakistani Zabanein aur Un ka Bahami Rishta (Dr. Mumtaz Manglori)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے بارہویں سبق 'پاکستانی زبانیں اور ان کا باہمی رشتہ' پر مبنی ہیں۔ یہ ڈاکٹر ممتاز منگلوری کا تحقیقی مضمون ہے جو ان کی کتاب 'متاعِ نقد و نظر' سے لیا گیا ہے۔

مضمون میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کی علاقائی زبانیں بظاہر الگ الگ ہیں مگر ان میں گہرے تاریخی، تہذیبی اور روحانی رشتے ہیں، اور اردو وہ زبان ہے جو ان سب کو جوڑتی اور وحدتِ پاکستان کی ضامن ہے۔ نوٹس میں مصنف کا تعارف، اقتباس وار خلاصہ، مرکزی خیال، مشکل الفاظ، حروفِ بیان، تاکید اور علت، روزمرہ، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو اردو زبان کی مختصر تاریخ سے روشناس کرانا۔
- اردو زبان کے لسانیاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالنا۔
- اردو کی وسعت اور مختلف زبانوں اور بولیوں کے الفاظ اپنے اندر سمونے کی صلاحیت سے آگاہ کرنا۔
- یہ ذہن نشین کرانا کہ اردو بین الصوبائی رابطے کی زبان اور وطنِ عزیز کی وحدت کی اساس ہے۔

مصنف کا تعارف

ڈاکٹر ممتاز منگلوری ضلع مانسہرہ کے گاؤں منگلور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد سے بی اے، پشاور یونیورسٹی سے آنرز اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا، اور بعد میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

وہ 1962ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں لیکچرر مقرر ہوئے اور مغربی پاکستان اردو اکیڈمی میں ریسرچ آفیسر بھی رہے۔ پھر مغربی پاکستان ٹیکسٹ بک بورڈ اور 1971ء سے ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور سے وابستہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد عالمی بینک کے ایک تعلیمی منصوبے میں آزاد جموں و کشمیر میں کنسلٹنٹ کے فرائض انجام دیے۔ وہ ڈاکٹر سید عبداللہ کے ہم وطن اور ان کے بہت قریب تھے اور انھی کی طرح اردو کی ترویج میں پیش پیش رہے۔ انھوں نے منگلور میں اردو کتب کی ذاتی لائبریری قائم کی اور وصیت کی کہ یہ کتابیں ہزارہ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کو دی جائیں۔

انھوں نے عبدالحلیم شرر کے ناولوں (مثلاً 'فردوسِ بریں') اور 'اندر سبھا' جیسی کتابوں کے متن مقدمے کے ساتھ مرتب کیے۔ ان کی کتابوں میں 'شرر کے تاریخی ناول'، 'ڈاکٹر سید عبداللہ کی اردو خدمات'، 'متاعِ لوح و قلم'، 'متاعِ نقد و نظر' اور 'مختصر تاریخ زبان و ادبِ ہندکو' شامل ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

اہم اصطلاحات اور قواعد

مضمون

کسی موضوع پر مربوط اور مدلل نثری تحریر؛ یہ سبق تحقیقی و لسانی مضمون ہے۔

ہند آریائی زبانیں

زبانوں کا وہ بڑا خاندان جس کی شاخیں پاکستان کی بیشتر زبانیں ہیں؛ جغرافیہ اور وقت کے ساتھ ان میں فرق پیدا ہوا۔

لوک ادب

عوام میں زبانی چلا آنے والا ادب: لوک گیت، کہانیاں، کہاوتیں۔

حروفِ بیان

وہ حروف جو دو جملوں کے درمیان آ کر دوسرے جملے سے پہلے کی وضاحت کریں؛ جیسے ‘کہ’: اس نے کہا کہ وہ کل آئے گا۔

حروفِ تاکید

بات میں زور پیدا کرنے والے حروف: بے شک، ہرگز، ضرور، مطلق، سراسر، قطعی، ہی، بھی، صرف۔ جس جملے پر زور دیا جائے اسے ‘مؤکَّد’ کہتے ہیں۔

حروفِ علت

سبب یا وجہ بتانے والے حروف: تاکہ، آخر، کیوں کہ، اس لیے، لہٰذا، چوں کہ۔

روزمرہ

اہلِ زبان کی عام بول چال کے الفاظ و تراکیب جو اسی صورت میں درست مانے جاتے ہیں، جیسے: آئے دن، ہر روز، دن بدن؛ ‘دن دن’ یا ‘ہر دن’ کہنا روزمرہ کے خلاف ہے۔

تلمیح و ضرب المثل

زبانوں کے مشترک ذخیرے کا حصہ؛ مصنف کے مطابق ان سے پاکستانی زبانوں کا اسلامی تشخص نمایاں ہوتا ہے۔

مضمون کا تعارف

مصنف کہتے ہیں کہ پاکستان میں چاروں صوبوں، شمالی علاقوں اور آزاد کشمیر کی کئی زبانیں بولی جاتی ہیں جو اپنے علاقوں کی تہذیب و ثقافت کی آئینہ دار ہیں۔ ان زبانوں کا لوک اور تحریری ادب مل کر پاکستانی تہذیب کی تصویر بناتا ہے۔ بظاہر الگ ہونے کے باوجود ان میں گہرے تاریخی، تہذیبی اور روحانی رشتے ہیں، اور ان کا ادب صوفیائے کرام کے زیرِ سایہ پروان چڑھا۔

Free notes: freebooks.pk

مضمون کے دوسرے حصے میں اردو کا کردار بیان کیا گیا ہے: اردو کسی ایک علاقے کی زبان نہ ہوتے ہوئے سب کی زبان ہے، ہر علاقے کے ادیبوں نے اس کے ادب میں اضافہ کیا، یہ علاقائی زبانوں پر اثر انداز بھی ہوئی اور ان سے متاثر بھی۔ آئین کے مطابق اردو قومی اور سرکاری زبان ہے اور وحدتِ پاکستان کی ضامن ہے۔

اقتباس وار خلاصہ

پاکستانی زبانیں: تہذیب کی آئینہ دار

پاکستان میں چھوٹی بڑی بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں جو اپنے اپنے علاقوں کے لوگوں کی آرزوؤں، جذبات اور رہن سہن کی عکاس ہیں۔ ان میں لوک اور تحریری ادب کا قیمتی ذخیرہ موجود ہے جو مجموعی طور پر پاکستانی تہذیب و ثقافت کے خدوخال نمایاں کرتا ہے۔

تاریخی، تہذیبی اور روحانی رشتے

یہ زبانیں بظاہر مختلف ہیں مگر ان کی نشوونما جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے دورِ اقتدار کی مرہونِ منت ہے۔ ان کے ذخیرۂ الفاظ، رسم الخط، محاورات، تلمیحات اور روایات میں اسلامی تشخص جھلکتا ہے۔ ان کا ادب صوفیائے کرام کے فیض سے پروان چڑھا اور اس نے اخوت، مساوات اور محبت جیسی اقدار کو فروغ دیا۔ یہ ادب تمام پاکستانیوں کی مشترکہ میراث ہے۔

بڑی زبانیں اور عظیم شعرا

دائرۂ اثر کے لحاظ سے پشتو، پنجابی، سندھی، بلوچی، ہندکو، سرائیکی اور کشمیری بڑی زبانیں ہیں، اور شمالی علاقوں اور چترال کی زبانیں بھی قابلِ قدر ادبی سرمایہ رکھتی ہیں۔ سندھ کے شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست، پنجاب کے سلطان باہو، وارث شاہ اور بلھے شاہ، خیبر پختونخوا کے خوشحال خان خٹک اور رحمان بابا، اور بلوچستان کے جام درک اور مست توکلی وہ شخصیات ہیں جن پر ہر پاکستانی فخر کرتا ہے۔

ایک اصل کی شاخیں

پاکستان کی بیشتر زبانیں ایک ہی اصل، یعنی ہند آریائی خاندان، کی شاخیں ہیں۔ جغرافیائی حالات اور وقت کے ساتھ ان میں تبدیلیاں آئیں، اور مسلمانوں کے دور میں ان کے ذخیرۂ الفاظ اور مزاج پر اسلامی اثرات پڑے۔ ماضی کی طرح ان کا حال بھی انھیں جوڑے ہوئے ہے۔

سب سے بڑا رشتہ: پاکستانیت

ہم علاقائی طور پر پنجابی، سندھی، بلوچ یا پختون ہوں، سب سے پہلے پاکستانی ہیں اور یہ رشتہ ہر نسلی اور لسانی رشتے پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ تمام پاکستانی زبانوں کا احترام کریں، انھیں اپنی زبانیں سمجھیں اور قریب

Free notes: freebooks.pk

لانے کی کوشش کریں، اور یہ کام قومی زبان اردو کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اردو: سب کی زبان

اردو کسی ایک علاقے کی زبان نہیں مگر سب کی زبان ہے؛ یہ پورے ملک میں سمجھی، بولی، پڑھی اور لکھی جاتی ہے، اور ہر علاقے میں اس کے شاعر اور ادیب موجودہیں۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ہر صوبہ دعویٰ کرتا ہے کہ اردو اسی کے ہاں پیدا ہوئی؛ 'پنجاب میں اردو'، 'سندھ میں اردو' جیسی تحقیقی کتابیں اسی کا ثبوت ہیں۔

لین دین اور پاکستانی لب و لہجہ

اردو ادب نے علاقائی ادب، خصوصاً جدید نظم، کو متاثر کیا اور علاقائی ادب نے اردو کو۔ علاقائی ادب کا بڑا حصہ اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ان زبانوں کے الفاظ سے اردو کا ذخیرہ بڑھا ہے، جس سے ایک خالص پاکستانی لب و لہجہ پیدا ہو رہا ہے۔ آئین کے مطابق اردو قومی و سرکاری زبان ہے، اس نے قیامِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور یہ وحدتِ پاکستان کی ضامن ہے۔

مرکزی خیال

مضمون کا مرکزی خیال یہ ہے کہ پاکستان کی علاقائی زبانیں ایک ہی تہذیبی اور روحانی ورثے کی شاخیں ہیں اور ان کا ادب سب پاکستانیوں کی مشترکہ میراث ہے۔ ان زبانوں کا احترام کرنا اور انھیں قریب لانا ہمارا فرض ہے، اور اس کا بہترین ذریعہ اردو ہے جو کسی ایک علاقے کی نہیں بلکہ سب کی زبان ہے، رابطے کا ذریعہ ہے اور وحدتِ پاکستان کی ضامن ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

آئینہ دار

عکاسی کرنے والا، ظاہر کرنے والا۔

پیش بہا

بہت قیمتی۔

خدوخال

نقش و نگار، شکل و صورت۔

مرہونِ منت

احسان مند، کسی کی وجہ سے وجود میں آنے والا۔

Free notes: freebooks.pk

تشخص

پہچان، شناخت۔

میراث

ورثہ، آبا و اجداد سے ملی ہوئی چیز۔

دائرۂ اثر

اثر کا حلقہ، جہاں تک کسی چیز کا اثر پہنچے۔

فوقیت

برتری۔

ہمہ گیری

ہر جگہ پھیلا ہونا، عالمگیر ہونا۔

ہر دل عزیزی

سب کا پسندیدہ ہونا، مقبولیت۔

آمیزش

ملاوٹ، میل۔

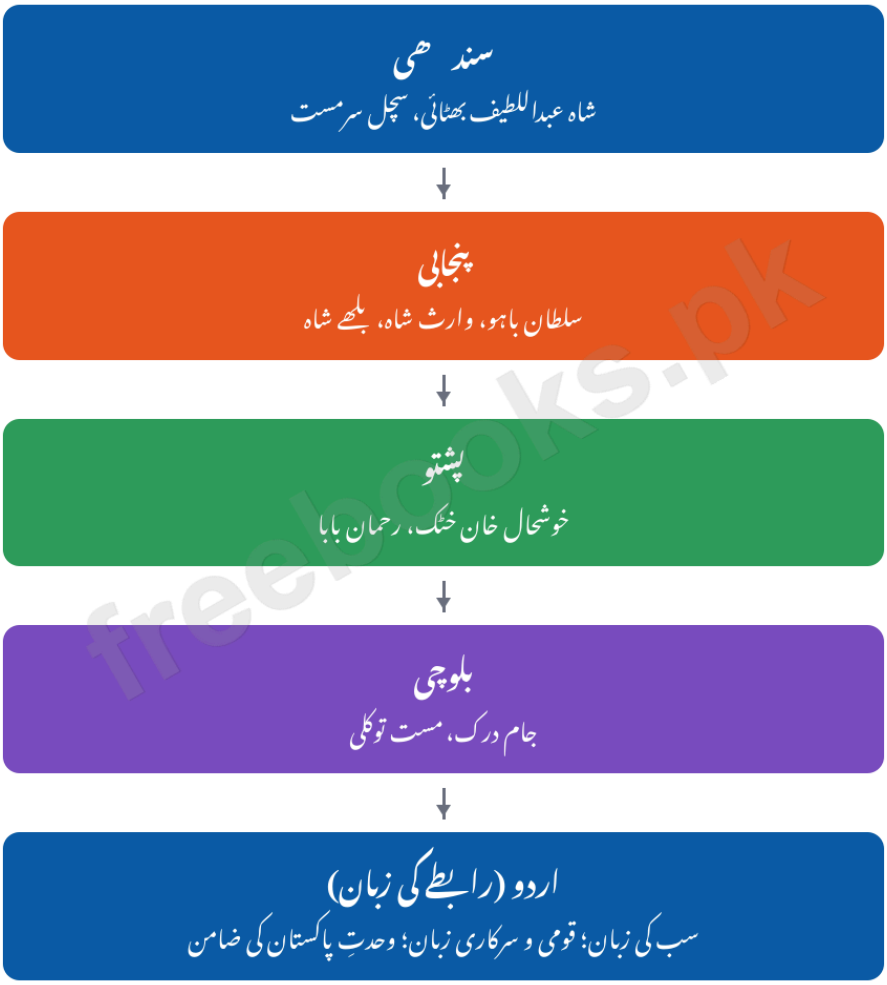
ضامن

ذمہ دار، ضمانت دینے والا۔

خاکہ

پاکستانی زبانیں اور ان کے نمائندہ شعرا: یہ خاکہ سبق میں مذکور علاقائی زبانوں، ان کے نمائندہ شعرا اور اردو کے مرکزی کردار کو دکھاتا ہے۔

پاکستانی زبانیں اور ان کے نمائندہ شعرا



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

پاکستانی تہذیب و ثقافت سے کیا مراد ہے؟

پاکستان کی تمام زبانوں کے لوک اور تحریری ادب، رسم و رواج اور طرزِ معاشرت کا مجموعی نقشہ جو ہماری مشترکہ پہچان ہے۔

پاکستان کے مختلف علاقوں میں رابطے کا سب سے بڑا ذریعہ کون سی زبان ہے؟

اردو۔

'ہر صوبے کا دعویٰ ہے کہ اردو اس کے ہاں پیدا ہوئی' اس جملے سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

اردو کی ہمہ گیری اور ہر دل عزیزی؛ یہ ہر علاقے میں رچی بسی ہے اور ہر علاقہ اسے اپنا سمجھتا ہے۔

پاکستانی زبانوں کے وسیع سلسلے کو اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟

ہند آریائی زبانیں۔

پاکستان کی مختلف زبانیں کس چیز کی آئینہ دار ہیں؟

اپنے علاقوں کے لوگوں کی امنگوں، جذبات، احساسات اور تہذیب و معاشرت کی۔

پاکستانی زبانوں میں کون سے رشتے پائے جاتے ہیں؟

تاریخی، تہذیبی اور روحانی۔

شاہ عبداللطیف بھٹائی کا تعلق کس صوبے سے ہے؟

سندھ۔

پاکستانی زبانوں کا ادب کس کے زیرِ سایہ پروان چڑھا؟

صوفیائے کرام کے فیض و برکات کے سائے میں۔

اردو نے پاکستانی لب و لہجہ کیسے حاصل کیا؟

علاقائی زبانوں کے الفاظ کی آمیزش اور ان کے ادب کے تراجم سے۔

حروفِ بیان کسے کہتے ہیں؟ مثال دیں۔

وہ حروف جو دوسرے جملے کو پہلے کی وضاحت بنا دیں، جیسے 'کہ': استاد نے کہا کہ کل ٹیسٹ ہو گا۔

حروفِ تاکید کی پانچ مثالیں لکھیں۔

بے شک، ہرگز، ضرور، قطعی، سراسر۔

'وہ دن دن کمزور ہو رہا ہے' روزمرہ کے لحاظ سے درست کریں۔

وہ دن بدن کمزور ہو رہا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'پاکستانی زبانیں اور ان کا باہمی رشتہ' کا خلاصہ لکھیں۔

زبانوں کا تنوع

پاکستان میں صوبوں، شمالی علاقوں اور کشمیر کی بہت سی زبانیں ہیں جو اپنے علاقوں کی تہذیب کی آئینہ دار ہیں اور ان کا ادب مل کر پاکستانی ثقافت کی تصویر بناتا ہے۔

باہمی رشتے

یہ زبانیں ہند آریائی خاندان کی شاخیں ہیں؛ مسلمانوں کے دور اور صوفیا کے اثر نے انھیں ایک تہذیبی و روحانی رشتے میں جوڑ دیا۔

Free notes: freebooks.pk

ہمارا فرض

سب سے بڑا رشتہ پاکستانیت ہے؛ اس لیے سب زبانوں کا احترام اور انھیں قریب لانا ہمارا فرض ہے۔

اردو کا کردار

اردو سب کی زبان، قومی و سرکاری زبان اور رابطے کا ذریعہ ہے؛ اس کا علاقائی زبانوں سے لین دین جاری ہے اور یہ وحدتِ پاکستان کی ضامن ہے۔

اردو کو وحدتِ پاکستان کی ضامن کیوں کہا گیا ہے؟

سب کی زبان

اردو کسی ایک علاقے کی مادری زبان نہیں، اس لیے کسی علاقے کو اس سے تعصب نہیں؛ یہ پورے ملک میں سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

ادبی شراکت

ہر علاقے کے ادیبوں اور شاعروں نے اردو ادب میں حصہ ڈالا ہے؛ ہر صوبہ اسے اپنی زبان سمجھتا ہے۔

رابطے کا ذریعہ

مختلف زبانیں بولنے والے پاکستانی آپس میں اردو ہی کے ذریعے بات کرتے ہیں۔

آئینی اور تاریخی حیثیت

آئین کے مطابق اردو قومی و سرکاری زبان ہے اور اس نے تحریکِ پاکستان میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

اردو اور علاقائی زبانوں کے باہمی اثرات بیان کریں۔

اردو کا اثر

علاقائی زبانوں کے جدید ادب، خصوصاً نظم، نے اردو ادب سے بہت استفادہ کیا ہے۔

علاقائی زبانوں کا اثر

علاقائی ادب کا بڑا حصہ اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ان کے الفاظ نے اردو کا ذخیرہ بڑھایا ہے۔

تحقیقی کام

‘پنجاب میں اردو’، ‘سندھ میں اردو’، ‘سرحد میں اردو’ اور ‘بلوچستان میں اردو’ جیسی کتابوں نے ان روابط کو واضح کیا۔

نتیجہ

اردو میں ایک خالص پاکستانی لب و لہجہ پیدا ہو رہا ہے جو سب علاقوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

ڈاکٹر ممتاز منگلوری کی علمی و ادبی خدمات بیان کریں۔

تعارف

مانسہرہ کے گاؤں منگلور میں پیدا ہوئے؛ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اور پھر ڈاکٹریٹ کیا۔

ملازمت

پنجاب یونیورسٹی میں لیکچرر، اردو اکیڈمی میں ریسرچ آفیسر، اور ٹیکسٹ بک بورڈز سے وابستہ رہے۔

تحقیق و تدوین

شرر کے ناولوں اور 'اندر سبھا' جیسی کتابوں کے متن مقدموں کے ساتھ مرتب کیے؛ 'متاعِ نقد و نظر' اور 'مختصر تاریخ زبان و ادبِ ہند کو' لکھیں۔

اردو سے محبت

ڈاکٹر سید عبداللہ کے نقشِ قدم پر اردو کی ترویج کی اور اپنی لائبریری ہزارہ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے نام وقف کی۔

معروضی سوالات (MCQs)

سبق کے مطابق پاکستانی زبانوں میں رشتے ہیں: (الف) مذہبی، ہمدردی اور روحانی (ب) تاریخی، تہذیبی اور روحانی (ج) تاریخی، تہذیبی اور علاقائی (د) سیاسی، ثقافتی اور روحانی

درست جواب: (ب) تاریخی، تہذیبی اور روحانی۔ تاریخی، تہذیبی اور روحانی۔

شاہ عبداللطیف بھٹائی کا تعلق کس صوبے سے ہے؟ (الف) خیبر پختونخوا (ب) پنجاب (ج) بلوچستان (د) سندھ

درست جواب: (د) سندھ۔ سندھ۔

جنوبی ایشیا کی زبانوں کی نشوونما کس کے دورِ اقتدار کی مرہونِ منت ہے؟ (الف) سکھوں (ب) ہندوؤں (ج) مسلمانوں (د) انگریزوں

درست جواب: (ج) مسلمانوں۔ مسلمانوں۔

پاکستانی زبانوں کا ادب تمام پاکستانیوں کی مشترکہ ہے: (الف) جاگیر (ب) میراث (ج) ثقافت (د) یادگار

درست جواب: (ب) میراث۔ میراث۔

کون سی زبان وحدتِ پاکستان کی ضامن قرار پائی؟ (الف) اردو (ب) سندھی (ج) بلوچی (د) پنجابی

درست جواب: (الف) اردو۔ اردو۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 'پاکستانی زبانیں اور ان کا باہمی رشتہ' کس کتاب سے لیا گیا ہے؟ (الف) متاعِ لوح و قلم (ب) متاعِ نقد و نظر (ج) فردوسِ بریں (د) اندر سبھا

درست جواب: (ب) متاعِ نقد و نظر۔ متاعِ نقد و نظر۔

ڈاکٹر ممتاز منگلوری کا تعلق کس ضلع سے تھا؟ (الف) ایبٹ آباد (ب) مانسہرہ (ج) پشاور (د) مردان

درست جواب: (ب) مانسہرہ۔ منگلور، مانسہرہ۔

پاکستان کی بیشتر زبانیں کس لسانی خاندان سے ہیں؟ (الف) سامی (ب) ہند آریائی (ج) دراوڑی (د) چینی تبتی

درست جواب: (ب) ہند آریائی۔ ہند آریائی۔

خوشحال خان خٹک کس زبان کے شاعر ہیں؟ (الف) بلوچی (ب) سندھی (ج) پشتو (د) پنجابی

درست جواب: (ج) پشتو۔ پشتو۔

'کہ' کس قسم کا حرف ہے جب وہ دوسرے جملے سے وضاحت کرے؟ (الف) حرفِ بیان (ب) حرفِ علت (ج) حرفِ تاکید (د) حرفِ عطف

درست جواب: (الف) حرفِ بیان۔ حرفِ بیان۔

'چوں کہ... اس لیے' کس قسم کے حروف ہیں؟ (الف) حروفِ تاکید (ب) حروفِ علت (ج) حروفِ بیان (د) حروفِ جار

درست جواب: (ب) حروفِ علت۔ سبب بتاتے ہیں۔

روزمرہ کے لحاظ سے درست جملہ ہے: (الف) وہ ہر دن سیر کو جاتا ہے (ب) وہ آئے روز غیر حاضر رہتا ہے (ج) وہ دن دن کمزور ہو رہا ہے (د) وہ گھوڑے فروخت کر کے سویا ہے

درست جواب: (ب) وہ آئے روز غیر حاضر رہتا ہے۔ 'آئے روز' درست روزمرہ ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مصنف: ڈاکٹر ممتاز منگلوری، منگلور (مانسہرہ)؛ محقق، معلم، مدوّن؛ کتاب 'متاعِ نقد و نظر' سے ماخوذ۔
- صنف: تحقیقی / لسانی مضمون۔
- زبانیں: پشتو، پنجابی، سندھی، بلوچی، ہندکو، سرائیکی، کشمیری؛ ہند آریائی خاندان۔
- رشتے: تاریخی، تہذیبی، روحانی؛ ادب صوفیا کے زیرِ سایہ؛ مشترکہ میراث۔
- اردو: سب کی زبان، قومی و سرکاری زبان، رابطے کا ذریعہ، پاکستانی لب و لہجہ، وحدتِ پاکستان کی ضامن۔
- قواعد: حروفِ بیان (کہ)، حروفِ تاکید (ہرگز، ضرور)، حروفِ علت (تاکہ، لہٰذا)؛ روزمرہ (آئے دن، دن بدن)۔

Free notes: freebooks.pk

امتحانی نکات

- خلاصے کو دو حصوں میں لکھیں: پہلے علاقائی زبانوں کے رشتے، پھر اردو کا کردار۔
- شعرا کے نام صوبے کے ساتھ جوڑ کر یاد کریں؛ معروضی سوالات میں اکثر آتے ہیں۔
- تشریح کے سوال میں حوالۂ متن (سبق کا نام، مصنف، کتاب ‘متاعِ نقد و نظر’) ضرور لکھیں۔
- حروفِ علت، تاکید اور بیان کی پہچان کے لیے ہر قسم کا ایک ایک جملہ خود بنا کر یاد کریں۔
- روزمرہ درست کرنے والے سوالات میں غلط اور درست دونوں صورتیں لکھیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 13: اے وادیِ لولاب!

Urdu Class 11 Lesson 13: Ae Wadi-e-Lolab (Allama Iqbal)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے تیرہویں سبق 'اے وادیِ لولاب!' پر مبنی ہیں۔ یہ علامہ محمد اقبال کی نظم ہے جو ان کے آخری مجموعے 'ارمغانِ حجاز' (اردو حصہ) سے لی گئی ہے۔ وادیِ لولاب کشمیر کے شمال مغرب میں ضلع کپواڑہ کی ایک نہایت خوب صورت وادی ہے۔

نظم کا اصل عنوان ایک فرضی کشمیری کردار 'ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری' کی بیاض سے منسوب ہے، جس کے ذریعے اقبال نے کشمیری مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ ہر بند کے بعد 'اے وادیِ لولاب!' کی پکار دہرائی جاتی ہے۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، بند وار تشریح، مرکزی خیال، اہم تراکیب، فنی محاسن، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو وادیِ لولاب کی سیاحتی، تاریخی اور ثقافتی اہمیت سے آگاہ کرنا۔
- نظم کے معانی، مفاہیم اور مطالب سے روشناس کرانا۔
- علامہ اقبال کے فلسفیانہ خیالات اور امتِ مسلمہ کے احیا کے لیے ان کی کوششوں پر روشنی ڈالنا۔
- یہ باور کرانا کہ کشمیر پر توجہ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔
- طلبہ میں شعری محاسن کی پہچان پیدا کرنا۔

شاعر کا تعارف

علامہ محمد اقبال 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور 21 اپریل 1938ء کو لاہور میں وفات پائی۔ ان کے والد شیخ نور محمد پرہیزگار اور عبادت گزار انسان تھے اور والدہ امام بی بی نیک سیرت خاتون تھیں۔ ابتدائی تعلیم مولوی سید میر حسن سے حاصل کی جنھیں اقبال ہمیشہ اپنا محسن سمجھتے رہے۔

گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور فلسفے میں ایم اے کیا، جہاں پروفیسر آرنلڈ ان کی صلاحیتوں سے بہت متاثر ہوئے۔ 1905ء سے 1908ء تک یورپ میں رہے؛ جرمنی سے پی ایچ ڈی اور لندن سے بیرسٹری (بار ایٹ لا) کی ڈگری حاصل کی۔

اقبال حرکت و عمل کے شاعر ہیں۔ انھوں نے قرآن اور اطاعتِ رسول ﷺ کا پیغام دیا اور خودی، مردِ مومن اور شاہین جیسی علامتوں سے مسلمانوں میں نئی روح پھونکی، اسی لیے انھیں 'حکیم الامت' اور 'شاعرِ مشرق' کہا جاتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

اردو مجموعے: بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز (نصف حصہ)؛ فارسی: اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد اور ارمغانِ حجاز (نصف حصہ)۔

اہم اصطلاحات اور فنی محاسن

نظم

وہ شعری صنف جس میں ایک مرکزی موضوع مربوط انداز میں بیان کیا جائے؛ یہ نظم پانچ بندوں پر مشتمل ہے۔

ٹیپ کا مصرع

ہر بند کے بعد دہرایا جانے والا ٹکڑا؛ یہاں 'اے وادیِ لولاب!' جو نظم کو موسیقیت اور جذباتی زور دیتا ہے۔

خطاب (ندائیہ انداز)

شاعر وادی سے براہِ راست مخاطب ہے، گویا وادی ایک زندہ ہستی ہے (تجسیم)۔

تشبیہ

چشموں کے بے قرار پانی کو سیماب (پارے) سے تشبیہ دی گئی ہے۔

استعارہ

ساز، تار اور مضراب قوم، اس کے جذبے اور رہنما کے استعارے ہیں؛ مے خانہ اور مے صوفی کی روحانی محفل کے۔

تراکیب

مرغانِ سحر، صاحبِ ہنگامہ، منبر و محراب، بندۂ مومن، نورِ فراست، فغانِ سحری جیسی خوب صورت فارسی تراکیب۔

فرضی کردار

اقبال نے 'ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری' کے فرضی کردار کی زبان سے کشمیریوں کو بیداری کا پیغام دیا۔

نظم کا تعارف

نظم کا آغاز وادیِ لولاب کے حسن سے ہوتا ہے، مگر جلد ہی شاعر اصل موضوع کی طرف آتا ہے: قوم کی غفلت اور رہنماؤں کی کمزوری۔ اقبال کہتے ہیں کہ اگر دینی رہنما جوش اور عمل سے خالی ہوں تو دین مردہ رسم بن جاتا ہے؛ قوم ایک ساز کی طرح ہے جس کے تار ڈھیلے ہوں تو کوئی مضراب نغمہ پیدا نہیں کر سکتا۔

آخری بندوں میں وہ ملا کی بصیرت سے محرومی اور صوفی کی محفل کی بے سوزی پر افسوس کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہ درویش جس کی سحر کی آہ و زاری دلوں کو جگا دے، مدت سے اس قوم میں نایاب ہے۔ یوں حسنِ فطرت کے پس منظر میں یہ نظم کشمیری مسلمانوں کی محکومی اور بیداری کی ضرورت کا نوحہ ہے۔

Free notes: freebooks.pk

بند وار تشریح

پہلا بند: وادی کا حسن

شاعر وادیِ لولاب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تیرے چشموں کا پانی پارے کی طرح تڑپتا اور بے قرار ہے، اور صبح کے پرندے تیری فضاؤں میں بے تابی سے چہچہا رہے ہیں۔ بظاہر یہ حسنِ فطرت کا بیان ہے، مگر ‘تڑپ’ اور ‘بے تابی’ کے الفاظ اشارہ کرتے ہیں کہ فطرت تو زندہ اور متحرک ہے، جب کہ اس وادی کے انسان غفلت اور غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔

دوسرا بند: منبر و محراب کا کردار

اقبال کہتے ہیں کہ اگر منبر و محراب (یعنی مسجد اور دینی رہنما) صاحبِ ہنگامہ نہ ہوں، یعنی ان میں جوش، ولولہ اور عملی تحریک نہ ہو، تو بندۂ مومن کے لیے دین یا تو موت بن جاتا ہے یا محض ایک خواب۔ دین کا اصل مقصد زندگی میں حرکت اور انقلاب پیدا کرنا ہے، اور جب رہنما خود بے عمل ہوں تو قوم بھی بے جان ہو جاتی ہے۔

تیسرا بند: ساز، تار اور مضراب

دل کو جلا دینے والے نغمے ساز پر موقوف ہوتے ہیں؛ اگر ساز کے تار ڈھیلے ہوں تو مضراب (تار چھیڑنے کا آلہ) بے کار ہو جاتا ہے۔ یہاں قوم ساز ہے، اس کا جذبہ تار ہیں اور رہنما یا شاعر مضراب۔ اگر قوم کے اندر جذبہ اور غیرت ہی ڈھیلی پڑ جائے تو کوئی رہنما یا پیغام اس میں ولولہ پیدا نہیں کر سکتا۔

چوتھا بند: ملا اور صوفی

اقبال کہتے ہیں کہ ملا کی نظر نورِ فراست (مومنانہ بصیرت) سے خالی ہے، وہ وقت کے تقاضے نہیں سمجھتا؛ اور صوفی کا مے خانہ بے سوز ہے، یعنی اس کی خانقاہ میں روحانی جوش اور عشق کی خالص شراب باقی نہیں رہی۔ یوں قوم کے دونوں روحانی رہنما اپنا اصل کردار کھو بیٹھے ہیں۔

پانچواں بند: درویش کی تلاش

شاعر افسوس کرتا ہے کہ وہ درویش، جس کی سحر کے وقت کی آہ و فغاں سے سوئے ہوئے دل جاگ اٹھیں، مدت سے اس قوم میں نایاب ہے۔ قوم کو ایسے مخلص، باعمل اور پُرسوز رہنما کی ضرورت ہے جو اللہ سے لو لگائے اور لوگوں کو غفلت سے بیدار کرے۔ ہر بند کے بعد ‘اے وادیِ لولاب!’ کی پکار اس دکھ کو اور گہرا کر دیتی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

مرکزی خیال

نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ قوم کی زندگی فطرت کے حسن سے نہیں بلکہ جذبۂ عمل اور باعمل رہنماؤں سے بنتی ہے۔ کشمیر کی وادی تو حسین اور زندہ ہے مگر اس کے لوگ غفلت میں ہیں، کیونکہ ملا بصیرت سے اور صوفی سوز سے خالی ہیں اور دلوں کو جگانے والا درویش نایاب ہے۔ اقبال کشمیری مسلمانوں کو بیدار ہونے اور اپنی حالت بدلنے کا پیغام دیتے ہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

لولاب

کشمیر کی ایک خوب صورت وادی (ضلع کپواڑہ)۔

سیماب

پارہ؛ بے قراری کی علامت۔

مرغانِ سحر

صبح کے وقت چہچہانے والے پرندے۔

صاحبِ ہنگامہ

جوش و ولولہ اور تحریک پیدا کرنے والا۔

منبر و محراب

مسجد کے خطیب اور امام کی جگہ؛ مراد دینی رہنما۔

بندۂ مومن

سچا اور باعمل مسلمان۔

نواہائے جگر سوز

دل کو جلا دینے والے نغمے۔

موقوف

منحصر۔

مضراب

تار والا ساز بجانے کا آلہ (ناخنہ)۔

نورِ فراست

مومنانہ بصیرت، دور اندیشی۔

بے سوز
جوش اور تڑپ سے خالی۔

فغانِ سحری
صبح کے وقت کی آہ و زاری اور دعا۔

خاکہ
اے وادیِ لولاب: بندوں کا خاکہ: یہ خاکہ نظم کے پانچوں بندوں کے بنیادی خیال کو ترتیب سے دکھاتا ہے۔

اے وادیِ لولاب: بندوں کا خاکہ

بند 1
وادی کا حسن: سیماب جیسا پانی، بے تاب پرندے۔

↓

بند 2
منبر و محراب میں ہنگامہ نہ ہو تو دین موت یا خواب۔

↓

بند 3
تار ڈھیلے ہوں تو مضراب بے کار: قوم کا جذبہ ضروری۔

↓

بند 4
ملا نورِ فراست سے خالی، صوفی کا مے خانہ بے سوز۔

↓

بند 5
دل جگانے والا درویش مدت سے نایاب۔

freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات
وادیِ لولاب کے دل کش حسن کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟
اس کے چشموں کا پانی پارے کی طرح بے قرار ہے اور صبح کے پرندے اس کی فضاؤں میں بے تاب ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

اقبال نے صاحبانِ منبر و محراب کے بارے میں کیا کہا؟

اگر وہ جوش و عمل (ہنگامہ) سے خالی ہوں تو بندۂ مومن کے لیے دین موت یا خواب بن کر رہ جاتا ہے۔

وادیِ لولاب کہاں واقع ہے؟

کشمیر کے شمال مغرب میں ضلع کپواڑہ میں۔

یہ نظم اقبال کے کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

ارمغانِ حجاز (اردو حصہ)۔

نظم کا اصل عنوان کس فرضی کردار سے منسوب ہے؟

ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کی بیاض سے۔

نوا ہائے جگر سوز کس پر موقوف ہیں؟

ساز پر؛ اگر تار ڈھیلے ہوں تو مضراب بے کار ہے۔

ملا کی نظر کس چیز سے خالی ہے؟

نورِ فراست، یعنی مومنانہ بصیرت سے۔

صوفی کے مے خانے کے بارے میں اقبال کیا کہتے ہیں؟

کہ وہ بے سوز ہے؛ اس میں عشق اور روحانی جوش باقی نہیں رہا۔

قوم میں مدت سے کون نایاب ہے؟

وہ درویش جس کی سحر کی فغاں سے دل بیدار ہو جائیں۔

ٹیپ کا مصرع کسے کہتے ہیں؟ اس نظم میں کون سا ہے؟

ہر بند کے بعد دہرایا جانے والا ٹکڑا؛ یہاں 'اے وادیِ لولاب!'۔

'مرغانِ سحر' اور 'فغانِ سحری' کا مفہوم لکھیں۔

مرغانِ سحر: صبح کے پرندے؛ فغانِ سحری: صبح کے وقت کی آہ و زاری اور دعا۔

اقبال کو کن القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟

حکیم الامت اور شاعرِ مشرق۔

Free notes: freebooks.pk

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'اے وادیِ لولاب!' کا خلاصہ لکھیں۔

حسنِ فطرت

شاعر وادیِ لولاب کے بے قرار چشموں اور بے تاب پرندوں کا ذکر کر کے بتاتا ہے کہ فطرت زندہ اور متحرک ہے۔

رہنماؤں کی کمزوری

منبر و محراب میں جوش نہ ہو تو دین بے جان ہو جاتا ہے؛ ملا بصیرت سے اور صوفی سوز سے خالی ہو چکے ہیں۔

قوم کی حالت

قوم ایک ساز ہے جس کے تار ڈھیلے پڑ گئے ہیں، اس لیے کوئی مضراب اس میں نغمہ پیدا نہیں کر سکتا۔

پیغام

قوم کو ایسے درویش کی ضرورت ہے جس کی سحر کی دعا دلوں کو جگا دے؛ یہی کشمیر کی بیداری کا راستہ ہے۔

اس نظم میں اقبال نے ملا اور صوفی پر کیا تنقید کی ہے؟

ملا کی کمی

ملا کی نظر نورِ فراست سے خالی ہے؛ وہ ظاہری مسائل میں الجھا ہے اور قوم کو زمانے کے تقاضوں کے مطابق رہنمائی نہیں دے سکتا۔

صوفی کی کمی

صوفی کی محفل بے سوز ہے؛ اس میں عشقِ حقیقی کی وہ تڑپ نہیں جو انسان کو عمل پر ابھارے۔

نتیجہ

جب منبر و محراب صاحبِ ہنگامہ نہ رہیں تو دین بندۂ مومن کے لیے موت یا خواب بن جاتا ہے۔

اقبال کا مطلوب رہنما

وہ درویش جو باعمل، پُرسوز اور سحر خیز ہو اور اپنی دعا اور کردار سے قوم کو بیدار کرے۔

'اے وادیِ لولاب!' کے فنی محاسن بیان کریں۔

ٹیپ کا مصرع

ہر بند کے بعد 'اے وادیِ لولاب!' کی تکرار نظم میں موسیقیت اور درد پیدا کرتی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

تشبیہ و استعارہ

پانی کو سیماب سے تشبیہ؛ ساز، تار اور مضراب قوم اور رہنما کے استعارے؛ مے خانہ روحانی محفل کا استعارہ۔

تراکیب

مرغانِ سحر، صاحبِ ہنگامہ، بندۂ مومن، نورِ فراست، فغانِ سحری جیسی جامع فارسی تراکیب۔

خطابیہ انداز

وادی سے براہِ راست خطاب اور فرضی کشمیری کردار کی زبان سے بات کہنا نظم کو ڈرامائی اور مؤثر بناتا ہے۔

علامہ اقبال کی شخصیت اور شاعری کا تعارف کرائیں۔

حالاتِ زندگی

سیالکوٹ میں 1877ء میں پیدا ہوئے؛ میر حسن اور آرنلڈ جیسے اساتذہ سے فیض پایا؛ جرمنی سے پی ایچ ڈی اور لندن سے بیرسٹری کی۔

پیغام

حرکت و عمل، خودی، مردِ مومن اور شاہین؛ قرآن اور اطاعتِ رسول ﷺ کی دعوت۔

تصانیف

اردو: بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم، ارمغانِ حجاز؛ فارسی: اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق، جاوید نامہ وغیرہ۔

کشمیر سے تعلق

اقبال کے آبا کشمیری تھے؛ وہ کشمیریوں کی محکومی پر دکھی رہے اور اس نظم جیسی تخلیقات سے انھیں بیداری کا پیغام دیا۔

معروضی سوالات (MCQs)

وادیِ لولاب سے مراد ہے: (الف) ملکہ کوہسار مری (ب) وادیِ نیلم (ج) وادیِ کشمیر (د) وادیِ زیارت

درست جواب: (ج) وادیِ کشمیر۔ کشمیر کی وادی۔

وادیِ لولاب کے چشموں کا پانی ہے: (الف) زرّیاب (ب) سیماب (ج) کم یاب (د) نایاب

درست جواب: (ب) سیماب۔ سیماب جیسا بے قرار۔

نوا ہائے جگر سوز موقوف ہیں: (الف) ساز پر (ب) مضراب پر (ج) راز پر (د) دراز پر

درست جواب: (الف) ساز پر۔ ساز پر۔

Free notes: freebooks.pk

تار ڈھیلے ہوں تو بے کار ہے: (الف) ساز (ب) مضراب (ج) تار (د) نغمہ

درست جواب: (ب) مضراب۔ مضراب۔

نظم میں بے سوز کسے کہا گیا ہے؟ (الف) مے خانہ (ب) جم خانہ (ج) منبر (د) محراب

درست جواب: (الف) مے خانہ۔ صوفی کا مے خانہ۔

قوم میں مدت سے کون نایاب ہے؟ (الف) فقیر (ب) درویش (ج) پیر (د) شاعر

درست جواب: (ب) درویش۔ درویش۔

یہ نظم کس مجموعے سے ہے؟ (الف) بانگِ درا (ب) بالِ جبریل (ج) ضربِ کلیم (د) ارمغانِ حجاز

درست جواب: (د) ارمغانِ حجاز۔ ارمغانِ حجاز۔

ملا کی نظر کس سے خالی ہے؟ (الف) علم (ب) نورِ فراست (ج) دولت (د) عبادت

درست جواب: (ب) نورِ فراست۔ نورِ فراست۔

وادیِ لولاب کس ضلع میں واقع ہے؟ (الف) سری نگر (ب) کپواڑہ (ج) بارہ مولا (د) اننت ناگ

درست جواب: (ب) کپواڑہ۔ کپواڑہ۔

نظم کا ٹیپ کا مصرع ہے: (الف) اے وادیِ لولاب! (ب) مرغانِ سحر (ج) نورِ فراست (د) فغانِ سحری

درست جواب: (الف) اے وادیِ لولاب !۔ ہر بند کے بعد۔

علامہ اقبال کا سنِ پیدائش ہے: (الف) 1873ء (ب) 1877ء (ج) 1880ء (د) 1887ء

درست جواب: (ب) 1877ء۔ 1877ء، سیالکوٹ۔

اقبال کا فارسی مجموعہ ہے: (الف) بالِ جبریل (ب) ضربِ کلیم (ج) پیامِ مشرق (د) بانگِ درا

درست جواب: (ج) پیامِ مشرق۔ پیامِ مشرق۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: علامہ محمد اقبال (1877ء–1938ء)، سیالکوٹ؛ حکیم الامت، شاعرِ مشرق۔
- ماخذ: ارمغانِ حجاز؛ فرضی کردار ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری۔
- لولاب: کشمیر، ضلع کپواڑہ، سری نگر کے شمال مغرب میں۔
- بند: حسنِ فطرت ← منبر و محراب ← ساز و مضراب ← ملا و صوفی ← نایاب درویش۔
- فنی محاسن: ٹیپ کا مصرع، تشبیہ (سیماب)، استعارہ (ساز، مضراب، مے خانہ)، فارسی تراکیب۔
- پیغام: کشمیری مسلمانوں کی بیداری؛ باعمل اور پُرسوز رہنمائی کی ضرورت۔

Free notes: freebooks.pk

امتحانی نکات

- تشریح میں ہر بند کا لغوی مطلب پہلے اور علامتی مطلب بعد میں لکھیں (ساز = قوم، مضراب = رہنما)۔
- حوالۂ متن میں نظم کا نام، شاعر اور ماخذ 'ارمغانِ حجاز' ضرور لکھیں۔
- خلاصہ لکھتے وقت ٹیپ کے مصرعے کا ذکر کریں اور ہر بند کا خیال ایک دو جملوں میں سمیٹیں۔
- فنی محاسن کے سوال میں کم از کم چار خوبیاں مثال کے ساتھ لکھیں۔
- 'اقبال اور کشمیر' پر تقریر کے لیے اقبال کے کشمیری پس منظر اور اس نظم کے پیغام کو بنیاد بنائیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 14: او دیس سے آنے والے بتا!

Urdu Class 11 Lesson 14: O Des Se Aane Wale Bata (Akhtar Sheerani)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے چودھویں سبق 'او دیس سے آنے والے بتا!' پر مبنی ہیں۔ یہ 'شاعرِ رومان' اختر شیرانی کی مشہور نظم ہے جو ان کے مجموعے 'اخترستان' سے لی گئی ہے۔ نظم کا ذیلی عنوان ہے: ایک نووارد ہم وطن سے کسی غریب الوطن کا خطاب۔

پردیس میں رہنے والا شاعر وطن سے آنے والے ایک شخص سے بے تابی کے ساتھ اپنے وطن، دوستوں، فطری مناظر اور بچپن کے کھیلوں کا حال پوچھتا ہے۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، بند وار تشریح، تلمیح 'کنعان' کی وضاحت، مرکبات (ناقص، اضافی، توصیفی، عطفی)، مترادفات، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو اختر شیرانی کی شخصیت اور فن سے متعارف کرانا۔
- طلبہ کی تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو جلا بخشنا۔
- طلبہ میں جذبۂ حب الوطنی پیدا کرنا۔
- اردو ادب میں رومانوی تحریک کے آغاز اور ارتقا کے بارے میں بتانا۔
- مرکبِ ناقص، اضافی، توصیفی اور عطفی کی پہچان کرانا۔

شاعر کا تعارف

اختر شیرانی (1905ء–1948ء) کا اصل نام محمد داؤد خان اور تخلص اختر تھا۔ وہ نامور محقق حافظ محمود شیرانی کے بیٹے تھے اور ٹونک (راجپوتانہ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ٹونک میں پائی، پھر والد کے پاس لاہور آ گئے اور اورینٹل کالج سے منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ باقاعدہ تعلیم آگے جاری نہ رکھ سکے مگر انگریزی ادب کا ذاتی مطالعہ کرتے رہے۔

انھوں نے کئی ادبی رسائل کی ادارت کی اور 'خیالستان' اور 'رومان' جیسے رسالے بھی نکالے جو زیادہ عرصہ نہ چل سکے۔ کچھ عرصہ مولانا تاجور نجیب آبادی کے رسالے 'شاہکار' سے بھی وابستہ رہے۔ شعری مجموعے: نغمۂ حرم، شعرستان، لالۂ طور، صبحِ بہار، اخترستان اور طیورِ آوارہ۔ چند ڈرامے بھی لکھے۔

اختر شیرانی کو 'شاعرِ رومان' کہا جاتا ہے۔ ان کی نظموں میں حسن و شباب، مناظرِ فطرت، سرخوشی اور محبت کی ایک تخیلاتی دنیا ملتی ہے۔ ان کے کلام میں گیت جیسا ترنم اور نغمگی ہے، اور 'او دیس سے آنے والے بتا!' اسی نغماتی رنگ کی

Free notes: freebooks.pk

نمائندہ نظم ہے۔

فنی محاسن اور قواعد (مرکبات)

ٹیپ کا مصرع

ہر بند کے بعد 'او دیس سے آنے والے بتا !' کی تکرار، جو نظم کو گیت کا رنگ اور بے تابی کا تاثر دیتی ہے۔

تلمیح

کسی مشہور واقعے کی طرف اشارہ؛ 'کنعانِ وطن' میں حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی جدائی کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔

استفہامیہ انداز و تکرار

پوری نظم سوالات کی صورت میں ہے؛ 'کیا اب بھی' اور 'کنارِ دریا پر' کی تکرار بے قراری اور نغمگی بڑھاتی ہے۔

تجسیم

چاند کا 'پیار سے جھانکنا'؛ بے جان مظہر کو جان دار کی طرح پیش کرنا۔

مرکبِ ناقص

دو یا زیادہ الفاظ کا ایسا مجموعہ جو بامعنی ہو مگر پورا مطلب ادا نہ کرے، جیسے نیک آدمی، رات اور دن۔

مرکبِ اضافی

مضاف اور مضاف الیہ سے (اضافت یا کا، کے، کی سے) بنا مرکب؛ نظم سے: یارانِ وطن، کنعانِ وطن، باغِ وطن، کنارِ دریا۔

مرکبِ توصیفی

صفت اور موصوف سے بنا مرکب؛ نظم سے: مستانہ ہوائیں، مستانہ گھٹائیں، سہانی راتیں، سرمست نظارے۔

مرکبِ عطفی

حرفِ عطف (و، اور) سے بنا مرکب، جیسے صبح و شام، حق و باطل؛ نظم میں 'چاند ستارے' (چاند اور ستارے)۔

نظم کا تعارف

یہ نظم پردیس میں رہنے والے ایک شخص کے دل کی آواز ہے۔ جب اسے اپنے وطن سے آیا ہوا کوئی شخص ملتا ہے تو وہ سوالوں کی بوچھاڑ کر دیتا ہے: میرے دوست کس حال میں ہیں؟ کیا وطن کے باغوں میں اب بھی وہی مست ہوائیں چلتی ہیں؟ کیا اب بھی وہی سہانی راتیں، چاند ستارے اور بچپن کے کھیل ہیں؟

Free notes: freebooks.pk

آخری بند میں سوالوں کا رخ مناظر سے ہٹ کر انسانوں کی طرف ہو جاتا ہے: کیا کسی کے دل میں اب بھی ہماری محبت باقی ہے؟ کیا کوئی ہمیں یاد کر کے آہ بھرتا ہے؟ یوں یہ نظم وطن سے محبت، جدائی کے دکھ اور یادوں کی شدت کا خوب صورت بیان ہے۔

بند وار تشریح

پہلا بند: یارانِ وطن اور کنعانِ وطن

شاعر وطن سے آنے والے سے پوچھتا ہے کہ میرے وطن کے دوست کس حال میں ہیں، اور مجھ پردیسی کو بتاؤ کہ میرا 'کنعان' جیسا پیارا وطن کس رنگ میں ہے۔ وہ وطن کو جنت، باغ، سرو اور ریحان جیسی پیاری چیزوں سے یاد کرتا ہے۔ 'کنعان' کی تلمیح سے شاعر اپنی حالت حضرت یوسفؑ سے ملاتا ہے جو وطن اور اپنوں سے دور ہو گئے تھے، اور وطن کی تڑپ حضرت یعقوبؑ کے غم جیسی دکھائی دیتی ہے۔

دوسرا بند: ہوائیں، گھٹائیں اور برسات

شاعر پوچھتا ہے کہ کیا وطن کے باغوں میں اب بھی مستی بھری ہوائیں چلتی ہیں؟ کیا پہاڑوں پر اب بھی جھومتی گھٹائیں چھاتی ہیں؟ اور کیا وہاں کی برسات اب بھی دلوں کو اسی طرح بھاتی ہے؟ ان سوالوں میں وطن کی فطری خوب صورتی کی یاد اور اس سے دوری کا درد جھلکتا ہے۔

تیسرا بند: سہانی راتیں اور بچپن کے کھیل

شاعر جاننا چاہتا ہے کہ کیا وطن میں اب بھی ویسے ہی دل کش اور سرمست نظارے ہوتے ہیں، سہانی راتوں میں وہی چاند ستارے چمکتے ہیں، اور جو کھیل ہم مل کر کھیلا کرتے تھے کیا وہ اب بھی کھیلے جاتے ہیں۔ یہاں بچپن کی معصوم یادیں اور ماضی سے لگاؤ نمایاں ہے، جو رومانوی شاعری کی اہم خصوصیت ہے۔

چوتھا بند: کنارِ دریا کی شامیں

شاعر پوچھتا ہے کہ کیا شام کے وقت دوست اب بھی دریا کے کنارے جمع ہوتے ہیں؟ کیا وہاں کے گھنے درخت اب بھی ہرے بھرے ہیں؟ اور کیا چاند اب بھی پیار سے دریا کے پانی میں جھانکتا ہے؟ 'کنارِ دریا پر' کی تکرار ان شاموں کی دل کشی اور دوستوں کی محفل کی یاد کو گہرا کر دیتی ہے۔

پانچواں بند: کیا کوئی ہمیں یاد کرتا ہے؟

آخری بند میں شاعر کی خواہشوں کا رخ بدل جاتا ہے۔ اب وہ مناظر کا نہیں بلکہ دلوں کا حال پوچھتا ہے: کیا کسی کے سینے میں اب بھی ہماری چاہت باقی ہے؟ کیا دوستوں میں کوئی ہمیں یاد کر کے آہ بھرتا ہے؟ 'بتا، للہ بتا' کی بار بار التجا شاعر کی بے قراری کو انتہا تک پہنچا دیتی ہے۔ انسان کو سب سے زیادہ یہ فکر ہوتی ہے کہ اپنے اسے بھول تو نہیں گئے۔

Free notes: freebooks.pk

مرکزی خیال

نظم کا مرکزی خیال وطن سے محبت اور جدائی کا دکھ ہے۔ پردیس میں رہنے والا انسان اپنے وطن کے دوستوں، فطری مناظر، سہانی راتوں اور بچپن کے کھیلوں کو یاد کر کے تڑپتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ جاننا چاہتا ہے کہ کیا وطن والے اسے اب بھی یاد کرتے ہیں۔ شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ وطن کی یاد انسان کے دل سے کبھی نہیں نکلتی۔

اہم الفاظ کے معنی

دیس

وطن، ملک۔

یارانِ وطن

وطن کے دوست۔

آوارۂ غربت

پردیس میں بھٹکنے والا، وطن سے دور۔

کنعان

حضرت یعقوبؑ کا وطن، جہاں سے حضرت یوسفؑ جدا ہوئے۔

فردوس

جنت۔

سرو

ایک سیدھا اور خوب صورت درخت۔

ریحان

ایک خوشبودار پودا۔

مستانہ

مستی بھری، جھومتی ہوئی۔

پربت

پہاڑ۔

سرمست

مست، سرشار۔

احباب

دوست (حبیب کی جمع)۔

مہتاب

چاند۔

خاکہ

او دیس سے آنے والے بتا: بندوں کا خاکہ: یہ خاکہ نظم کے پانچوں بندوں میں پوچھے گئے سوالات کو ترتیب سے دکھاتا ہے۔

او دیس سے آنے والے بتا: بندوں کا خاکہ



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

شاعر اس نظم میں کس سے مخاطب ہے؟

وطن سے آنے والے ایک نووارد ہم وطن سے۔

شاعر کو کس کی یاد ستا رہی ہے؟

اپنے وطن، وہاں کے دوستوں، فطری مناظر اور بچپن کے دنوں کی۔

شاعر نے خود کو 'آوارۂ غربت' کیوں کہا؟

کیونکہ وہ وطن سے دور پردیس میں بھٹک رہا ہے اور اپنوں سے جدا ہے۔

وطن کی ہوائیں اور گھٹائیں کیسی ہیں؟

دونوں مستانہ ہیں: ہوائیں باغوں میں جھومتی ہیں اور گھٹائیں پہاڑوں پر چھاتی ہیں۔

سرمست نظاروں سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

وطن کے وہ دل کش اور مست کر دینے والے مناظر جو دل کو خوشی سے بھر دیتے تھے۔

'کنعانِ وطن' میں کون سی تلمیح ہے؟

حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی جدائی کے قصے کی؛ کنعان حضرت یعقوبؑ کا وطن تھا۔

شام کو احباب کہاں جمع ہوتے تھے؟

دریا کے کنارے پر۔

دریا میں پیار سے کون جھانکتا ہے؟

مہتاب (چاند)۔

آخری بند میں شاعر کیا جاننا چاہتا ہے؟

کہ کیا کسی کے دل میں اب بھی اس کی چاہت باقی ہے اور کیا کوئی اسے یاد کرتا ہے۔

اختر شیرانی کا اصل نام کیا تھا؟

محمد داؤد خان؛ تخلص اختر۔

اختر شیرانی کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟

شاعرِ رومان۔

درج ذیل کے مترادف لکھیں: وطن، غربت، فردوس، احباب، مہتاب۔

وطن: دیس؛ غربت: پردیس، مسافرت؛ فردوس: جنت؛ احباب: دوست؛ مہتاب: چاند۔

Free notes: freebooks.pk

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'او دیس سے آنے والے بتا!' کا خلاصہ تحریر کریں۔

پس منظر

پردیس میں رہنے والا شاعر وطن سے آئے ہوئے ایک شخص سے ملتا ہے اور بے تابی سے وطن کا حال پوچھنے لگتا ہے۔

فطرت کی یاد

وہ وطن کے باغوں کی مست ہواؤں، پہاڑوں کی گھٹاؤں، برسات، سہانی راتوں اور چاند ستاروں کے بارے میں سوال کرتا ہے۔

دوستوں اور بچپن کی یاد

وہ بچپن کے کھیلوں اور دریا کے کنارے دوستوں کی شام کی محفلوں کو یاد کرتا ہے۔

آخری التجا

آخر میں وہ پوچھتا ہے کہ کیا کوئی اسے اب بھی یاد کرتا ہے، اور 'للہ بتا' کہہ کر اپنی بے قراری ظاہر کرتا ہے۔

پہلے بند میں استعمال ہونے والی تلمیح کی روشنی میں بند کی تشریح کریں۔

تلمیح کا قصہ

کنعان حضرت یعقوبؑ کا وطن تھا۔ ان کے بیٹے حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا اور وہ مصر پہنچ کر برسوں وطن اور باپ سے جدا رہے۔

شاعر کی نسبت

شاعر خود کو حضرت یوسفؑ کی طرح وطن سے دور سمجھتا ہے اور اپنے وطن کو 'کنعان' کہہ کر اس سے اپنی محبت اور جدائی کے دکھ کو ظاہر کرتا ہے۔

بند کا مفہوم

وہ پوچھتا ہے کہ وطن کے دوست کیسے ہیں اور جنت جیسا وطن، اپنے باغوں، سرو اور ریحان سمیت کس حال میں ہے۔

غالب و حالی کے اشعار سے ربط

غالب کے شعر میں یوسفؑ کے پیرہن کی خوشبو اور پیرِ کنعاں (حضرت یعقوبؑ) کی طرف اشارہ ہے، جب کہ حالی کے شعر میں چاہِ یوسف کے حوالے سے بھائیوں کی بے وفائی کا ذکر ہے؛ دونوں اسی تلمیح کو مختلف پہلوؤں سے برتتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

ہم وطن کو دیکھ کر شاعر کے دل میں کیا جذبے بیدار ہوتے ہیں اور وہ کیا جاننا چاہتا ہے؟

اشتیاق

ہم وطن کو دیکھتے ہی شاعر کے دل میں وطن کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور وہ ایک ساتھ بہت سے سوال کر ڈالتا ہے۔

محبتِ وطن

وہ وطن کو جنت، باغ اور کنعان سے تعبیر کرتا ہے؛ یہ اس کی گہری حب الوطنی کا اظہار ہے۔

ماضی کی یادیں

وہ دوستوں، بچپن کے کھیلوں، دریا کنارے کی شاموں اور چاندنی راتوں کا حال جاننا چاہتا ہے۔

اپنائیت کی طلب

سب سے بڑھ کر وہ جاننا چاہتا ہے کہ کیا وطن والوں کے دلوں میں اس کی یاد اور محبت باقی ہے۔

کیا آخری بند میں شاعر کی خواہشوں کا رخ تبدیل ہوا ہے؟ وضاحت کریں۔

پہلے بندوں کا رخ

پہلے چار بندوں میں شاعر زیادہ تر وطن کے فطری مناظر، موسموں، راتوں اور جگہوں کا حال پوچھتا ہے۔

آخری بند کا رخ

آخری بند میں سوال مناظر سے ہٹ کر انسانوں کے دلوں کی طرف مڑ جاتا ہے: کیا کوئی اب بھی ہمیں چاہتا اور یاد کرتا ہے؟

اس تبدیلی کی وجہ

انسان کے لیے وطن کی اصل کشش وہاں کے اپنے لوگ ہیں؛ اسے سب سے زیادہ ڈر یہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ بھلا تو نہیں دیا گیا۔

اندازِ بیان

'بتا، للہ بتا' کی تکرار اس بند کو پوری نظم کا جذباتی عروج بنا دیتی ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

نظم 'او دیس سے آنے والے بتا!' کے شاعر ہیں: (الف) احمد ندیم قاسمی (ب) اختر شیرانی (ج) ابنِ انشا (د) جمیل الدین عالی

درست جواب: (ب) اختر شیرانی۔ اختر شیرانی۔

Free notes: freebooks.pk

شاعر کو کس کی یاد ستا رہی ہے؟ (الف) باغ کی (ب) دریا کی (ج) وطن کی (د) صحرا کی

درست جواب: (ج) وطن کی۔ وطن کی۔

‘کنعانِ وطن’ اردو قواعد کی رو سے ہے: (الف) تشبیہ (ب) استعارہ (ج) تلمیح (د) کنایہ

درست جواب: (ج) تلمیح۔ تلمیح؛ حضرت یوسفؑ کا قصہ۔

‘یارانِ وطن’ اردو قواعد کی رو سے ہے: (الف) مرکبِ عطفی (ب) مرکبِ اضافی (ج) مرکبِ توصیفی (د) مرکبِ عددی

درست جواب: (ب) مرکبِ اضافی۔ اضافت کے ذریعے بنا مرکب۔

وطن کے باغوں میں ہوائیں چلتی ہیں: (الف) خنک (ب) مستانہ (ج) مخمور (د) تیز

درست جواب: (ب) مستانہ۔ مستانہ ہوائیں۔

دریا میں پیار سے جھانکتا ہے: (الف) حباب (ب) شباب (ج) مہتاب (د) آفتاب

درست جواب: (ج) مہتاب۔ مہتاب۔

وطن کے پیڑ ہیں: (الف) گھنیرے (ب) پھل دار (ج) سرسبز (د) سایہ دار

درست جواب: (الف) گھنیرے۔ گھنیرے پیڑ۔

اختر شیرانی کا اصل نام تھا: (الف) محمد داؤد خان (ب) محمود خان (ج) محمد اختر (د) داؤد شیرانی

درست جواب: (الف) محمد داؤد خان۔ محمد داؤد خان۔

اختر شیرانی کے والد تھے: (الف) مولانا حالی (ب) حافظ محمود شیرانی (ج) تاجور نجیب آبادی (د) میر حسن

درست جواب: (ب) حافظ محمود شیرانی۔ نامور محقق۔

اختر شیرانی کو کہا جاتا ہے: (الف) شاعرِ مشرق (ب) شاعرِ رومان (ج) شاعرِ انقلاب (د) شاعرِ فطرت

درست جواب: (ب) شاعرِ رومان۔ شاعرِ رومان۔

یہ نظم کس مجموعے سے ماخوذ ہے؟ (الف) طیورِ آوارہ (ب) اخترستان (ج) شعرستان (د) لالۂ طور

درست جواب: (ب) اخترستان۔ اخترستان۔

‘صبح و شام’ کس مرکب کی مثال ہے؟ (الف) اضافی (ب) توصیفی (ج) عطفی (د) عددی

درست جواب: (ج) عطفی۔ حرفِ عطف ‘و’ سے بنا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: اختر شیرانی (1905ء–1948ء)، اصل نام محمد داؤد خان، شاعرِ رومان؛ والد حافظ محمود شیرانی۔

Free notes: freebooks.pk

- ماخذ: اخترستان؛ ذیلی عنوان: نووارد ہم وطن سے غریب الوطن کا خطاب۔
- بند: یارانِ وطن ← ہوائیں و گھٹائیں ← راتیں و کھیل ← کنارِ دریا ← کیا کوئی یاد کرتا ہے؟
- تلمیح: کنعان (حضرت یعقوبؑ و یوسفؑ)۔
- مرکبات: اضافی (یارانِ وطن، کنارِ دریا)، توصیفی (مستانہ ہوائیں، سہانی راتیں)، عطفی (صبح و شام، چاند اور سورج)۔
- مترادفات: دیس=وطن، غربت=پردیس، فردوس=جنت، احباب=دوست، مہتاب=چاند۔

امتحانی نکات

- تشریح میں ہر بند کے سوالات کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور آخر میں اس بند کا جذباتی تاثر بیان کریں۔
- پہلے بند کی تشریح میں کنعان کی تلمیح کا قصہ مختصر مگر واضح لکھیں۔
- آخری بند کے سوال میں مناظر سے انسانوں کی طرف رخ بدلنے کو مثالوں سے واضح کریں۔
- مرکبات کا سوال آئے تو ہر قسم کی تعریف کے ساتھ نظم سے دو دو مثالیں دیں۔
- حب الوطنی پر تقریر یا مضمون میں اس نظم کا ٹیپ کا مصرع بطور حوالہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 15: آزادی

Urdu Class 11 Lesson 15: Azadi (Ehsan Danish)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے پندرھویں سبق 'آزادی' پر مبنی ہیں۔ یہ 'شاعرِ مزدور' احسان دانش کی نظم ہے جو ان کے مجموعے 'فصلِ سلاسل' سے لی گئی ہے اور غزل کی ہیئت میں لکھی گئی ہے؛ ہر شعر کے آخر میں 'آزادی' بطور ردیف آتا ہے۔

نظم میں شاعر بتاتا ہے کہ آزادی کی تعمیر کا جذبہ عبادت ہے، اظہار کی آزادی کے بغیر آزادی بے معنی ہے، اور بے شمار قربانیوں کے باوجود آزادی کی تعمیر ابھی نامکمل ہے۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، شعر وار تشریح، مرکزی خیال، مرکبات، فنی محاسن، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو احسان دانش کی شخصیت اور فن سے آشنا کرنا۔
- احسان دانش کی نظم نگاری کی نمایاں خصوصیات کے بارے میں بتانا۔
- قومی و ملی شاعری اور اس کے پس منظر سے روشناس کرانا۔
- یہ باور کرانا کہ آزادی کے حصول کے لیے محنت و ایثار ضروری ہے اور اس کی حفاظت کے لیے بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔

شاعر کا تعارف

احسان دانش کا نام احسان الحق تھا۔ والد قاضی دانش علی کی نسبت سے پہلے 'احسان بن دانش' لکھتے رہے، پھر 'احسان دانش' کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا آبائی وطن باغپت (ضلع میرٹھ) تھا، مگر پرورش اور ابتدائی تعلیم والدہ کے قصبے کاندھلہ (ضلع مظفر نگر) میں ہوئی۔ 1982ء میں لاہور میں وفات پائی۔

مالی حالات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کر سکے اور مزدوری، باغبانی اور دوسرے معمولی کام کرتے رہے۔ قیامِ پاکستان سے بہت پہلے لاہور آ گئے، جہاں کے ادبی ماحول نے انھیں جلد نمایاں کر دیا۔ انارکلی بازار لاہور میں 'مکتبۂ دانش' بھی قائم کیا۔ وہ مشاعروں میں دل کش ترنم سے کلام پڑھتے تھے اور سادہ، خوش اخلاق اور منکسر مزاج انسان تھے۔

انھوں نے نظم، غزل، قطعہ، رباعی اور گیت سب لکھے، مگر اصل شہرت نظم کی وجہ سے ہے۔ خود مزدور رہے اور مزدوروں کے لیے بہت لکھا، اس لیے 'شاعرِ مزدور' کہلائے۔ مجموعے: آتشِ خاموش، نوائے کارگر، نفیرِ فطرت، جادۂ نو،

Free notes: freebooks.pk

فصلِ سلاسل اور چراغاں؛ نعتیہ کلام بھی شائع ہوا۔ نثر میں ضرب الامثال، تذکیر و تانیث اور مترادفات پر کام کیا اور 'جہانِ دانش' کے نام سے مقبول آپ بیتی لکھی۔

فنی محاسن اور قواعد

ہیئت

یہ نظم غزل کی ہیئت میں ہے: مطلع، ہم قافیہ اشعار اور آخر میں مقطع جس میں تخلص 'دانش' آیا ہے؛ مگر موضوع ایک ہی (آزادی) ہے، اس لیے یہ غزل نما نظم ہے۔

ردیف

ہر شعر کے آخر میں دہرایا جانے والا لفظ؛ یہاں 'آزادی'۔

قافیہ

ردیف سے پہلے آنے والے ہم آواز الفاظ: تعمیر، تحریر، تقریر، تحقیر، تاثیر، تفسیر، عالمگیر۔

تلمیح و اشارہ

'قرآن کے پردے میں سب کہہ گیا' میں غالباً علامہ اقبال کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں آزادی کا پیغام دیا۔

استعارہ

قندیلیں جلانا (آزادی کا پیغام پھیلانا)، پروانے (آزادی کے متوالے)، اندھیرے (غلامی اور جہالت)۔

مرکبِ اضافی

مضاف اور مضاف الیہ سے بنا مرکب؛ نظم سے: تعمیرِ آزادی، تقریرِ آزادی، تحقیرِ آزادی، تفسیرِ آزادی، شعلۂ تاثیر، گردشِ گردوں۔

مرکبِ عطفی

حرفِ عطف (و، اور) سے بنا مرکب؛ نظم کے مفہوم سے: ایثار و عمل، لہو اور آنسو، حق و باطل۔

نظم کا تعارف

نظم 'آزادی' اس احساس سے لکھی گئی ہے کہ آزادی صرف ایک سیاسی واقعہ نہیں بلکہ ایک مسلسل عمل ہے۔ شاعر آزادی کی تعمیر کو عبادت اور شہادت کو اس کی شرح قرار دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ جہاں آزادی سے بات کہنے کا حق نہ ہو وہ آزادی دراصل آزادی کی توہین ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شاعر یاد دلاتا ہے کہ آزادی کے لیے خون بہا، آنسو بہے، گھر لٹے اور رشتے کٹے، پھر بھی آزادی کی عمارت ابھی نامکمل ہے۔ وہ دنیا کے ہر گوشے میں آزادی کی قندیلیں روشن کرنا چاہتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اب ہم دنیا کو آزادی کا صحیح مفہوم بتائیں گے۔

شعر وار تشریح

شعر 1: عبادت اور شہادت

مطلع میں شاعر کہتا ہے کہ آزادی کی تعمیر کا جذبہ سراپا عبادت ہے، اور شہادت اس آزادی کی تحریر کی مستقل شرح ہے۔ یعنی آزادی کے لیے کام کرنا نیکی ہے اور شہیدوں کا خون ہی بتاتا ہے کہ آزادی کی قیمت کیا ہے۔

شعر 2: اظہار کی آزادی

جس جگہ لوگ آزادی سے اپنی بات نہ کہہ سکیں، شاعر کی نظر میں وہ آزادی نہیں بلکہ آزادی کی تحقیر (توہین) ہے۔ اصل آزادی میں رائے کے اظہار کا حق بنیادی شرط ہے۔

شعر 3: ایثار و عمل کا ذوق

شاعر کہتا ہے کہ آج کی فضائیں ایثار اور عمل کا ذوق پیدا کر رہی ہیں، اور رگوں میں آزادی کی تاثیر کا شعلہ دوڑ رہا ہے۔ یعنی قوم میں آزادی کا جذبہ بیدار ہو چکا ہے۔

شعر 4: خوابوں کی تعبیر

قوم نے خون کے آنسو روئے، تب جا کر آسمان کی گردش نے رخ بدلا اور شاعر کے خواب آزادی کی صورت میں حقیقت بن گئے۔ آزادی طویل جدوجہد اور دکھوں کا ثمر ہے۔

شعر 5: قرآن کے پردے میں پیغام

شاعر کہتا ہے کہ جسے جو کہنا تھا وہ قرآن کے پردے میں سب کچھ کہہ گیا، اب زمانہ قیامت تک آزادی کی تفسیر کرتا رہے۔ درسی کتاب کے مطابق اس میں غالباً علامہ اقبال کی طرف اشارہ ہے، جنھوں نے قرآن کی روشنی میں غلامی سے نجات اور خودی کا پیغام دیا۔

شعر 6: قربانیاں اور نامکمل تعمیر

آزادی کے لیے خون برسا، آنسو بہے، گھر لٹے اور رشتے کٹ گئے، مگر آزادی کی تعمیر ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ شاعر کا اشارہ ہے کہ آزادی حاصل کرنا کافی نہیں؛ اسے انصاف، اظہار اور ترقی سے مکمل کرنا ابھی باقی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شعر 7: عالمگیر پیغام

شاعر چاہتا ہے کہ اسے دنیا کے ہر کونے میں آزادی کی قندیلیں جلانے دی جائیں، کیونکہ اس کا مذہب آزادی کا عالمگیر پیغام دیتا ہے۔ یعنی اسلام ہر انسان کو غلامی سے نجات کا درس دیتا ہے۔

شعر 8: آزادی کے صحیح معنی

شاعر اعلان کرتا ہے کہ اب ہم دنیا کو آزادی کے اصل معنی بتائیں گے، کیونکہ آج تک آزادی کی تفسیر غلط کی جاتی رہی ہے؛ لوگوں نے آزادی کو بے لگامی یا صرف اقتدار کی تبدیلی سمجھا۔

شعر 9 (مقطع): پروانے اور اندھیرے

مقطع میں شاعر 'دانش' کہتا ہے کہ آزادی کے پروانے تڑپ کر محفل میں آ گئے ہیں، یعنی لوگ قربانی کے لیے تیار ہیں، مگر آزادی ابھی تک اندھیروں سے پوری طرح نہیں نکلی۔ آزادی کو روشن اور مکمل بنانے کی جدوجہد جاری رکھنی ہے۔

مرکزی خیال

نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ آزادی بے پناہ قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے اور اس کی تعمیر ایک مسلسل عمل ہے۔ اصل آزادی وہ ہے جس میں انسان کو اظہار کا حق ہو؛ اس کے بغیر آزادی محض نام کی ہے۔ شاعر اسلام کے عالمگیر پیغامِ آزادی کو دنیا تک پہنچانا اور آزادی کو مکمل بنانا چاہتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

سراپا

سر سے پاؤں تک، مکمل طور پر۔

جذبۂ تعمیر

بنانے اور سنوارنے کا جذبہ۔

شرح

وضاحت، تشریح۔

تقریر

بات کہنا، اظہارِ خیال۔

تحقیر

توہین، ذلیل سمجھنا۔

ذوق
شوق، لگن۔

ایثار
دوسروں کے لیے قربانی دینا۔

گردشِ گردوں
آسمان کی گردش؛ زمانے کے حالات۔

تفسیر
وضاحت، معنی بیان کرنا۔

قندیل
شیشے کا چراغ، فانوس۔

عالمگیر
ساری دنیا پر چھا جانے والا۔

مستقل
ہمیشہ رہنے والا، پائیدار۔

خاکہ

نظم آزادی: خیالات کا خاکہ: یہ خاکہ نظم 'آزادی' کے بنیادی خیالات کو ترتیب سے دکھاتا ہے۔

نظم آزادی: خیالات کا خاکہ



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

شاعر نے کس آزادی کو تحقیرِ آزادی کہا ہے؟

اس آزادی کو جس میں لوگ آزادی سے اپنی بات نہ کہہ سکیں۔

شاعر نے کس چیز کو عبادت قرار دیا ہے؟

آزادی کی تعمیر کے جذبے کو۔

قرآن کے پردے میں کیا پیغام دیا گیا ہے؟

آزادی کا پیغام، جس کی تفسیر زمانہ قیامت تک کرتا رہے گا۔

کون سی قربانیوں کے باوجود تعمیرِ آزادی نامکمل ہے؟

خون بہا، آنسو بہے، گھر لٹے اور رشتے کٹ گئے، پھر بھی تعمیر نامکمل ہے۔

شاعر کے خیال میں اس کا مذہب کس چیز کا پیغام دیتا ہے؟

عالمگیر آزادی کا۔

تحریرِ آزادی کی مستقل شرح کیا ہے؟

شہادت۔

اس نظم کی ردیف کیا ہے؟

آزادی۔

یہ نظم کس ہیئت میں لکھی گئی ہے؟

غزل کی ہیئت میں۔

شاعر دنیا کے ہر گوشے میں کیا جلانا چاہتا ہے؟

آزادی کی قندیلیں۔

احسان دانش کو 'شاعرِ مزدور' کیوں کہا جاتا ہے؟

وہ خود مزدور رہے اور مزدوروں کے مسائل پر بہت لکھا۔

احسان دانش کی آپ بیتی کا نام کیا ہے؟

جہانِ دانش۔

یہ نظم کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

فصلِ سلاسل۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'آزادی' کا خلاصہ تحریر کریں۔

آزادی بطور عبادت

شاعر آزادی کی تعمیر کو عبادت اور شہادت کو اس کی شرح کہتا ہے؛ آزادی کے لیے کام کرنا نیکی ہے۔

اظہار کا حق

جہاں بات کہنے کی آزادی نہ ہو، شاعر کے نزدیک وہ آزادی کی توہین ہے۔

قربانیاں

خون، آنسو، لٹے گھر اور کٹے رشتوں کے بعد آزادی کا خواب پورا ہوا، مگر اس کی تعمیر ابھی نامکمل ہے۔

عالمگیر پیغام

شاعر ہر طرف آزادی کی قندیلیں جلانا اور دنیا کو آزادی کے صحیح معنی بتانا چاہتا ہے۔

'لہو برسا، بہے آنسو...' والے شعر کی محاسنِ شعری کے ساتھ تشریح کریں۔

حوالہ

یہ شعر احسان دانش کی نظم 'آزادی' (مجموعہ فصلِ سلاسل) سے لیا گیا ہے۔

مفہوم

شاعر کہتا ہے کہ آزادی کے لیے خون برسا، آنسو بہے، گھر لٹے اور رشتے ٹوٹے، مگر آزادی کی عمارت ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔

پس منظر

اس میں تحریکِ آزادی اور ہجرت کے دوران دی گئی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے؛ آزادی ملی مگر انصاف اور خوشحالی کا خواب ابھی ادھورا ہے۔

محاسن

ایک مصرعے میں چار قربانیوں کا تسلسل (تنسیق الصفات)، 'تعمیرِ آزادی' مرکبِ اضافی اور ردیف 'آزادی' کی تکرار شعر کو پُرزور بناتی ہے۔

'جو کہنا تھا اسے سب کہہ گیا قرآن کے پردے میں' کی روشنی میں اقبال کے نظریۂ آزادی و غلامی پر تبصرہ کریں۔

شعر کا اشارہ

درسی کتاب کے مطابق یہاں غالباً علامہ اقبال مراد ہیں، جنھوں نے قرآن کی روشنی میں آزادی کا پیغام اتنا مکمل دیا کہ زمانہ اس کی تفسیر کرتا رہے گا۔

اقبال کا تصورِ غلامی

اقبال کے نزدیک غلامی انسان سے حسن و زیبائی کا ذوق چھین لیتی ہے؛ غلام وہی اچھا سمجھتا ہے جو آقا اچھا کہیں۔

غلاموں کی بصیرت

اقبال کہتے ہیں کہ غلاموں کی سوچ پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا؛ صحیح دیکھنے والی آنکھ صرف آزاد اور باہمت لوگوں کی ہوتی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

آزادی کا راستہ

اقبال کے مطابق اپنے زمانے کا مالک وہی ہے جو اپنی ہمت سے آگے بڑھے؛ خودی اور عمل ہی آزادی کی بنیاد ہیں۔

احسان دانش کی شخصیت اور شاعری کا تعارف کرائیں۔

حالاتِ زندگی

اصل نام احسان الحق؛ آبائی وطن باغپت، پرورش کاندھلہ میں؛ غربت کی وجہ سے مزدوری کی؛ لاہور آ کر ادبی حلقوں میں نمایاں ہوئے۔

شاعرِ مزدور

مزدوروں کی زندگی اور محنت پر حقیقت پسندانہ نظمیں لکھیں، اس لیے شاعرِ مزدور کہلائے۔

تصانیف

آتشِ خاموش، نوائے کارگر، نفیرِ فطرت، جادۂ نو، فصلِ سلاسل، چراغاں؛ آپ بیتی جہانِ دانش۔

فنی خوبیاں

نظم میں واقعیت نگاری، غزل میں دل کشی اور دل سوزی، مشاعروں میں دل کش ترنم؛ نثر میں بھی لسانی موضوعات پر کام کیا۔

معروضی سوالات (MCQs)

عبادت ہے سراپا: (الف) بندگی (ب) عشق (ج) طاعت (د) جذبۂ تعمیرِ آزادی

درست جواب: (د) جذبۂ تعمیرِ آزادی۔ پہلا مصرع۔

تحریرِ آزادی کی مستقل شرح ہے: (الف) محبت (ب) شہادت (ج) عقیدت (د) الفت

درست جواب: (ب) شہادت۔ شہادت۔

اس نظم میں 'آزادی' ہے: (الف) قافیہ (ب) ردیف (ج) قافیہ اور ردیف دونوں (د) تشبیہ

درست جواب: (ب) ردیف۔ ہر شعر کے آخر میں دہرایا جانے والا لفظ۔

یہ نظم کس ہیئت میں لکھی گئی ہے؟ (الف) مثنوی (ب) رباعی (ج) مسدس (د) غزل

درست جواب: (د) غزل۔ غزل کی ہیئت۔

'تفسیرِ آزادی' قواعد کی رو سے ہے: (الف) مرکبِ اضافی (ب) مرکبِ توصیفی (ج) مرکبِ عطفی (د) مرکبِ تام

درست جواب: (الف) مرکبِ اضافی۔ اضافت سے بنا مرکب۔

Free notes: freebooks.pk

شاعر جلانا چاہتا ہے: (الف) چراغ (ب) شمعیں (ج) قندیلیں (د) موم بتیاں

درست جواب: (ج) قندیلیں۔ قندیلیں۔

احسان دانش کو کہا جاتا ہے: (الف) شاعرِ مشرق (ب) شاعرِ رومان (ج) شاعرِ مزدور (د) شاعرِ انقلاب

درست جواب: (ج) شاعرِ مزدور۔ شاعرِ مزدور۔

احسان دانش کا اصل نام تھا: (الف) احسان الحق (ب) دانش علی (ج) احسان علی (د) انعام الحق

درست جواب: (الف) احسان الحق۔ احسان الحق۔

احسان دانش کی آپ بیتی ہے: (الف) جہانِ دانش (ب) یادوں کی برات (ج) شہاب نامہ (د) آپ بیتی

درست جواب: (الف) جہانِ دانش۔ جہانِ دانش۔

یہ نظم کس مجموعے سے لی گئی ہے؟ (الف) آتشِ خاموش (ب) نوائے کارگر (ج) فصلِ سلاسل (د) چراغاں

درست جواب: (ج) فصلِ سلاسل۔ فصلِ سلاسل۔

شاعر کے مطابق اس کا مذہب پیغام ہے: (الف) امن کا (ب) عالمگیر آزادی کا (ج) محبت کا (د) تجارت کا

درست جواب: (ب) عالمگیر آزادی کا۔ عالمگیر آزادی۔

'قندیل' کا مطلب ہے: (الف) شیشے کا چراغ (ب) تلوار (ج) جھنڈا (د) کتاب

درست جواب: (الف) شیشے کا چراغ۔ فانوس، چراغ۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: احسان دانش (وفات 1982ء)، اصل نام احسان الحق، شاعرِ مزدور؛ آپ بیتی 'جہانِ دانش'۔
- ماخذ: فصلِ سلاسل؛ ہیئت: غزل؛ ردیف: آزادی؛ قافیے: تعمیر، تحریر، تقریر، تحقیر، تاثیر، تفسیر، عالمگیر۔
- اہم خیالات: تعمیرِ آزادی عبادت، شہادت اس کی شرح؛ اظہار کے بغیر آزادی تحقیر ہے۔
- قربانیاں: لہو، آنسو، لٹے گھر، کٹے رشتے؛ پھر بھی تعمیر نامکمل۔
- پیغام: عالمگیر آزادی؛ ہر گوشے میں قندیلیں؛ آزادی کے صحیح معنی بتانا۔
- مرکباتِ اضافی: تعمیرِ آزادی، تقریرِ آزادی، تحقیرِ آزادی، تفسیرِ آزادی، گردشِ گردوں۔

امتحانی نکات

- شعر کی تشریح میں پہلے حوالہ (نظم، شاعر، ماخذ) لکھیں، پھر مفہوم، پھر پس منظر اور آخر میں محاسنِ شعری۔
- ہیئت اور ردیف/قافیہ کے سوال میں فرق واضح رکھیں: 'آزادی' ردیف ہے، تعمیر و تحریر وغیرہ قافیے۔

Free notes: freebooks.pk

- اقبال یا ظفر علی خاں کے اشعار پر تبصرہ لکھتے وقت ان کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کر کے احسان دانش کے خیال سے جوڑیں۔
- مرکبات کے سوال میں اضافی اور عطفی کی تعریف کے ساتھ نظم سے مثالیں دیں۔
- 'شیر کی ایک دن کی زندگی' والے مباحثے میں آزادی کے حق میں اسی نظم کے خیالات بطور دلیل استعمال کریں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 16: اخلاص

Urdu Class 11 Lesson 16: Ikhlas (Rahman Baba)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے سولھویں سبق 'اخلاص' پر مبنی ہیں۔ یہ پشتو کے عظیم صوفی شاعر رحمان بابا کا کلام ہے جس کا منظوم اردو ترجمہ پروفیسر محمد طہ خان نے کیا اور یہ 'متاعِ فقیر' میں شامل ہے۔

اس مختصر نظم میں اخلاص یعنی نیت کی سچائی اور خلوص کو انسانی کردار کا سب سے بلند وصف قرار دیا گیا ہے۔ نوٹس میں شاعر اور مترجم کا تعارف، شعر وار تشریح، مرکزی خیال، تراکیب، فنی محاسن، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو رحمان بابا کی شخصیت اور فن سے متعارف کرانا۔
- پشتو ادب کی امتیازی حیثیت کے بارے میں بتانا۔
- پاکستان کی علاقائی زبانوں کے صوفیانہ افکار سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کی اخلاقی تربیت کرنا اور رحمان بابا کی فکر کی روشنی میں کردار سنوارنے کی ترغیب دینا۔

شاعر اور مترجم کا تعارف

رحمان بابا (سترھویں صدی عیسوی) کا اصل نام عبدالرحمان تھا۔ وہ پشاور کے قریب بہادر کلے نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام عبدالستار تھا جو مہمند قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے دینی علوم اپنے گاؤں کے عالم ملا محمد یوسف سے حاصل کیے، پھر کوہاٹ جا کر تصوف اور سلوک کی منزلیں طے کیں۔ جوانی ہی میں گوشہ نشینی اختیار کی اور عشقِ الٰہی میں ڈوبے رہے۔

رحمان بابا پشتو کے صاحبِ طرز شاعر ہیں۔ ان کے کلام میں خودی، عالمگیر انسانی مساوات اور محبت کا درس ملتا ہے: انسانوں سے محبت اور ظلم، بے انصافی، استحصال اور جبر سے نفرت۔ ان کے ہاں اخلاقی پہلو غالب ہے مگر ان کا ناصحانہ انداز خشک نہیں، اسی لیے انھیں پشتو شاعری کا 'حافظ شیرازی' کہا جاتا ہے۔

پروفیسر محمد طہ خان کثیر الجہت شخصیت تھے: قابل استاد، نقاد، محقق، شاعر، مترجم اور براڈکاسٹر۔ طنز و مزاح کی شاعری ان کی خاص پہچان ہے۔ انھوں نے رحمان بابا کے صوفیانہ کلام کا منظوم اردو ترجمہ 'متاعِ فقیر' کے نام سے کیا۔ ادبی خدمات پر حکومتِ پاکستان نے 2007ء میں انھیں صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی دیا۔

Free notes: freebooks.pk

فنی محاسن اور اہم نکات

اخلاص

نیت کی سچائی؛ کوئی کام صرف اللہ کی رضا اور سچے دل سے کرنا، دکھاوے یا ذاتی غرض کے بغیر۔

ہیئت

نظم غزل کی ہیئت میں ہے؛ پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور باقی اشعار کا دوسرا مصرع ہم قافیہ ہے۔

ردیف و قافیہ

ردیف ‘اخلاص’؛ قافیے: مقام، غلام، گام، دوام، نام، دام، کلام۔

تلمیح

‘ہما’ ایک فرضی پرندہ ہے جس کا سایہ جس کے سر پر پڑے وہ بادشاہ بن جاتا ہے؛ یہاں بڑی کامیابی کی علامت۔

تجنیس و تکرار

‘اسلام’ اور ‘نام’ کی تکرار سے اسلام اور اخلاص کو ایک ہی حقیقت کے دو نام بتایا گیا ہے۔

مقطع

آخری شعر میں شاعر کا نام ‘رحمان’ آیا ہے؛ وہ کہتا ہے کہ اس کے کلام کی شیرینی اخلاص کی وجہ سے ہے۔

منظوم ترجمہ

کسی شعری تخلیق کا دوسری زبان میں شعر ہی کی صورت میں ترجمہ؛ یہاں پشتو سے اردو۔

نظم کا تعارف

نظم ‘اخلاص’ میں رحمان بابا بتاتے ہیں کہ اخلاص کا مقام ستاروں جتنا بلند ہے اور جو بھی ملتا ہے وہ اخلاص کا غلام بن جاتا ہے، یعنی خلوص سب کے دل جیت لیتا ہے۔ زمین سے آسمان تک کا مشکل سفر اخلاص ایک قدم میں طے کر دیتا ہے۔

دنیا کی ہر چیز اور ہر رسم فانی ہے، صرف اخلاص کو بقا حاصل ہے۔ اسلام دراصل اخلاص کی پابندی کا نام ہے۔ جو محبت سے اخلاص کا جال بچھائے اسے ہما جیسا نایاب پرندہ بھی مل سکتا ہے۔ آخر میں شاعر کہتا ہے کہ اس کے کلام کی مٹھاس پر حیران نہ ہو، یہ اخلاص کا کلام ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شعر وار تشریح

شعر 1: اخلاص کا بلند مقام

شاعر کہتا ہے کہ اخلاص کا مقام ثریا (ستاروں کے جھرمٹ) کے برابر بلند ہے۔ جو شخص بھی مخلص انسان سے ملتا ہے، وہ اس کے خلوص کا گرویدہ اور غلام بن جاتا ہے۔ یعنی سچی نیت اور بے غرض محبت ایسی طاقت ہے جو دلوں کو مسخر کر لیتی ہے۔

شعر 2: فرش سے عرش تک ایک قدم

زمین سے آسمان (عرش) تک کا سفر بہت دشوار ہے، مگر اخلاص یہ فاصلہ ایک ہی قدم میں طے کر لیتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ کا قرب لمبی ریاضت سے زیادہ سچی نیت سے حاصل ہوتا ہے؛ مخلص بندے کا تھوڑا عمل بھی بارگاہِ الٰہی تک پہنچ جاتا ہے۔

شعر 3: اخلاص کو دوام

دنیا کی ہر چیز اور ہر رسم و رواج فانی ہے، وقت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، مگر اخلاص کو بقا اور دوام حاصل ہے۔ مخلص انسان کے کام اور اس کا نام ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

شعر 4: اسلام اور اخلاص

شاعر کہتا ہے کہ اسلام دراصل اخلاص کی پابندی کا نام ہے، اور اخلاص ہی اسلام کا دوسرا نام ہے۔ دین کی روح نیت کی سچائی ہے؛ اخلاص کے بغیر عبادت اور عمل بے جان ہیں۔

شعر 5: ہما اور دامِ اخلاص

اگر شکاری محبت سے اخلاص کا جال پھیلائے تو ممکن ہے کہ ہما جیسا نایاب پرندہ بھی اس کے ہاتھ آ جائے۔ یعنی خلوص اور محبت سے انسان بڑی سے بڑی کامیابی اور لوگوں کے دل حاصل کر سکتا ہے۔

شعر 6 (مقطع): کلامِ اخلاص

شاعر کہتا ہے کہ میرے کلام کی مٹھاس پر حیرت کیسی؟ رحمان کی کہی ہوئی بات اخلاص کا کلام ہے، اور جو بات خلوص سے کہی جائے وہ دلوں میں اتر جاتی ہے۔

مرکزی خیال

نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اخلاص انسانی کردار کا سب سے اعلیٰ وصف ہے۔ یہ انسان کو بلند مقام دیتا ہے، لوگوں کے دل جیتتا ہے، اللہ کا قرب آسان کرتا ہے اور ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اسلام کی روح بھی اخلاص ہی ہے، اس لیے ہمیں اپنے

Free notes: freebooks.pk

ہر قول و عمل میں خلوص پیدا کرنا چاہیے۔

اہم الفاظ کے معنی

اخلاص

خلوص، نیت کی سچائی۔

ہمدوش

کندھے سے کندھا ملائے، برابر۔

ثریا

سات ستاروں کا جھرمٹ؛ بلندی کی علامت۔

فرش

زمین۔

عرش

آسمان، اللہ کا تخت۔

گام

قدم۔

فانی

ختم ہو جانے والا۔

دوام

ہمیشگی، بقا۔

صیاد

شکاری۔

ہما

ایک مبارک فرضی پرندہ۔

دام

جال۔

لفتہ

کہی ہوئی بات، کلام۔

خاکہ

نظم اخلاص: اخلاص کے ثمرات: یہ خاکہ دکھاتا ہے کہ نظم کے مطابق اخلاص انسان کو کیا کچھ عطا کرتا ہے۔

نظم اخلاص: اخلاص کے ثمرات



مختصر سوالات و جوابات

نظم 'اخلاص' میں انسانی کردار کے کس اعلیٰ وصف کا ذکر ہے؟

اخلاص یعنی نیت کی سچائی اور خلوص کا۔

'ہمدوشِ ثریا' کا مطلب و مفہوم کیا ہے؟

ثریا ستاروں کے برابر؛ یعنی نہایت بلند مقام۔

freebooks.pk

اخلاص انسان کو کس مقام تک پہنچا دیتا ہے؟

ثریا جیسے بلند مقام تک، اور فرش سے عرش تک کا سفر ایک قدم میں طے کرا دیتا ہے۔

شاعر نے صیاد کو کس بات کی نوید سنائی ہے؟

کہ اگر وہ محبت سے اخلاص کا جال پھیلائے تو ہما بھی اس کے ہاتھ آ سکتا ہے۔

'گفتۂ رحمان' کا مطلب کیا ہے؟

رحمان (شاعر) کا کہا ہوا کلام۔

ہر کوئی کس کا غلام ہے؟

اخلاص کا۔

دنیا میں دوام کس کو حاصل ہے؟

اخلاص کو؛ باقی ہر چیز فانی ہے۔

پابندیِ اخلاص کس کا نام ہے؟

اسلام کا۔

نظم 'اخلاص' کس زبان سے ترجمہ کی گئی ہے؟

پشتو سے۔

رحمان بابا کو پشتو کا کیا کہا جاتا ہے؟

پشتو شاعری کا حافظ شیرازی۔

رحمان بابا کے کلام کا اردو ترجمہ کس نے اور کس نام سے کیا؟

پروفیسر محمد طہ خان نے، 'متاعِ فقیر' کے نام سے۔

نظم کے قافیے بتائیں۔

مقام، غلام، گام، دوام، نام، دام، کلام؛ ردیف 'اخلاص'۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'اخلاص' کا خلاصہ تحریر کریں۔

اخلاص کا مقام

اخلاص کا مرتبہ ثریا کے برابر بلند ہے اور ہر شخص مخلص انسان کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

قربِ الٰہی

زمین سے عرش تک کا مشکل سفر اخلاص ایک قدم میں طے کر دیتا ہے۔

بقا اور دین

ہر چیز فانی ہے مگر اخلاص باقی رہتا ہے؛ اسلام دراصل اخلاص کی پابندی کا نام ہے۔

ثمرات

اخلاص کے جال سے ہما بھی ہاتھ آ سکتا ہے؛ شاعر کے کلام کی شیرینی بھی اخلاص ہی کی دین ہے۔

'صیاد کو ممکن ہے ہما ہاتھ لگے...' کی روشنی میں اخلاص کی وضاحت کریں۔

حوالہ

یہ شعر رحمان بابا کی نظم 'اخلاص' سے ہے جس کا منظوم ترجمہ پروفیسر محمد طہ خان نے کیا۔

ہما کی علامت

ہما ایک فرضی مبارک پرندہ ہے جس کا سایہ خوش قسمتی اور بادشاہت کی علامت سمجھا جاتا ہے؛ اسے پکڑنا ناممکن سمجھا جاتا ہے۔

مفہوم

شاعر کہتا ہے کہ اگر شکاری محبت سے اخلاص کا جال بچھائے تو یہ نایاب پرندہ بھی ہاتھ آ سکتا ہے؛ یعنی خلوص سے ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔

عملی سبق

مخلص انسان لوگوں کے دل جیت لیتا ہے اور اللہ کی مدد سے بڑی کامیابیاں حاصل کرتا ہے؛ دکھاوا اور مکاری وقتی فائدہ دیتے ہیں مگر خلوص دیرپا۔

رحمان بابا اور پروفیسر محمد طہ خان کا تعارف کرائیں۔

رحمان بابا: حالات

اصل نام عبدالرحمان؛ پشاور کے قریب بہادر کلے میں پیدا ہوئے؛ مہمند قبیلہ؛ ملا محمد یوسف سے تعلیم اور کوہاٹ میں تصوف کی منزلیں۔

رحمان بابا: فکر

خودی، انسانی مساوات اور محبت کا درس؛ ظلم و استحصال سے نفرت؛ ناصحانہ مگر دل نشین انداز۔

Free notes: freebooks.pk

رحمان بابا: مقام

پشتو کے صاحبِ طرز صوفی شاعر؛ پشتو شاعری کے حافظ شیرازی کہلاتے ہیں۔

محمد طہ خان

استاد، نقاد، محقق، شاعر، مترجم اور براڈکاسٹر؛ طنز و مزاح ان کی پہچان؛ 'متاعِ فقیر' میں رحمان بابا کا منظوم ترجمہ؛ 2007ء میں صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی۔

پاکستان کی علاقائی زبانوں میں صوفیانہ شاعری پر نوٹ لکھیں اور پنجاب کے کسی صوفی شاعر کا تعارف کرائیں۔

صوفیانہ روایت

پشتو، سندھی، پنجابی، سرائیکی اور بلوچی سب میں صوفیانہ کلام کا بڑا ذخیرہ ہے جو محبت، انسان دوستی اور اخلاص کا پیغام دیتا ہے۔

نمایاں نام

پشتو میں رحمان بابا، سندھی میں شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست، پنجابی میں بابا فرید، بلھے شاہ اور میاں محمد بخش، سرائیکی میں خواجہ غلام فرید۔

مثال: بلھے شاہ

بلھے شاہ قصور کے صوفی شاعر ہیں جن کی کافیاں مشہور ہیں؛ وہ ظاہری رسموں اور دکھاوے کے بجائے دل کی پاکیزگی اور عشقِ حقیقی پر زور دیتے ہیں۔

مشترک پیغام

ان سب کا مرکزی پیغام وہی ہے جو نظم 'اخلاص' کا ہے: سچی نیت، انسانوں سے محبت اور خدا سے خالص تعلق۔

معروضی سوالات (MCQs)

نظم 'اخلاص' ترجمہ کی گئی ہے: (الف) پشتو زبان سے (ب) سندھی زبان سے (ج) بلوچی زبان سے (د) سرائیکی زبان سے

درست جواب: (الف) پشتو زبان سے۔ پشتو سے۔

ہر کوئی غلام ہے: (الف) دولت کا (ب) محبت کا (ج) اخلاص کا (د) عظمت کا

درست جواب: (ج) اخلاص کا۔ اخلاص کا۔

Free notes: freebooks.pk

دنیا میں دوام حاصل ہے: (الف) نیکی کو (ب) اخلاص کو (ج) محبت کو (د) جمال کو

درست جواب: (ب) اخلاص کو۔ اخلاص کو۔

پابندیِ اخلاص نام ہے: (الف) جہاد کا (ب) قرآن کا (ج) اسلام کا (د) دین کا

درست جواب: (ج) اسلام کا۔ اسلام کا۔

اس نظم کی ہیئت ہے: (الف) غزل (ب) مخمس (ج) مسدس (د) مثنوی

درست جواب: (الف) غزل۔ غزل کی ہیئت۔

نظم کی ردیف ہے: (الف) مقام (ب) اخلاص (ج) غلام (د) کلام

درست جواب: (ب) اخلاص۔ اخلاص۔

رحمان بابا کو کہا جاتا ہے پشتو کا: (الف) غالب (ب) حافظ شیرازی (ج) سعدی (د) رومی

درست جواب: (ب) حافظ شیرازی۔ حافظ شیرازی۔

رحمان بابا کا اصل نام تھا: (الف) عبدالستار (ب) عبدالرحمان (ج) محمد یوسف (د) رحمت اللہ

درست جواب: (ب) عبدالرحمان۔ عبدالرحمان۔

رحمان بابا کے کلام کا منظوم ترجمہ ہے: (الف) متاعِ فقیر (ب) فصلِ سلاسل (ج) اخترستان (د) جہانِ دانش

درست جواب: (الف) متاعِ فقیر۔ متاعِ فقیر۔

'صیاد' کا مطلب ہے: (الف) مالی (ب) شکاری (ج) مسافر (د) درویش

درست جواب: (ب) شکاری۔ شکاری۔

اخلاص فرش سے عرش کا سفر طے کرتا ہے: (الف) ایک سال میں (ب) ایک قدم میں (ج) ایک دن میں (د) کبھی نہیں

درست جواب: (ب) ایک قدم میں۔ بہ یک گام۔

محمد طہ خان کو تمغا برائے حسنِ کارکردگی ملا: (الف) 1997ء (ب) 2002ء (ج) 2007ء (د) 2012ء

درست جواب: (ج) 2007ء۔ 2007ء۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: رحمان بابا (اصل نام عبدالرحمان)، پشتو کے صوفی شاعر، پشتو کے حافظ شیرازی؛ بہادر کلے، پشاور۔
- مترجم: پروفیسر محمد طہ خان؛ منظوم ترجمہ 'متاعِ فقیر'؛ 2007ء صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی۔
- ہیئت: غزل؛ ردیف: اخلاص؛ قافیے: مقام، غلام، گام، دوام، نام، دام، کلام۔

Free notes: freebooks.pk

- خیالات: بلند مقام ← فرش سے عرش ایک قدم ← دوام ← اسلام = اخلاص ← ہما و دام ← کلامِ اخلاص۔
- اہم تراکیب: ہمدوشِ ثریا، مقامِ اخلاص، گامِ اخلاص، دامِ اخلاص، گفتۂ رحمان، شیرینیِ گفتار۔

امتحانی نکات

- تشریح کے حوالے میں شاعر (رحمان بابا) اور مترجم (محمد طہ خان) دونوں کے نام لکھیں۔
- ہما کی تلمیح کا مطلب ضرور واضح کریں؛ یہ سوال اکثر آتا ہے۔
- مرکبات کے سوال میں ہمدوشِ ثریا، دامِ اخلاص اور شیرینیِ گفتار جیسی تراکیب کے معنی اور جملے لکھیں۔
- علاقائی صوفی شعرا کے سوال میں کم از کم دو زبانوں کے شعرا کے نام اور ان کا مشترک پیغام بیان کریں۔
- اخلاص پر مضمون یا تقریر میں اس نظم کے خیالات کو روزمرہ زندگی کی مثالوں سے جوڑیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 17: کھڑا ڈنر

Urdu Class 11 Lesson 17: Khara Dinner (Syed Muhammad Jafri)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے سترھویں سبق 'کھڑا ڈنر' پر مبنی ہیں۔ یہ طنز و مزاح کے نمایاں شاعر سید محمد جعفری کی نظم ہے جو ان کے مجموعے 'شوخیِ تحریر' سے لی گئی ہے۔

نظم میں مغرب کی دیکھا دیکھی شادی بیاہ اور دعوتوں میں کھڑے ہو کر کھانے (بوفے) کے رواج پر لطیف طنز کیا گیا ہے، جہاں مہمان کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور شریف آدمی پلیٹ لیے کھڑا رہ جاتا ہے۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، بند وار تشریح، مرکزی خیال، رعایتِ لفظی، ردیف و قوافی، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے بارے میں آگاہ کرنا۔
- سید محمد جعفری کے مزاحیہ کلام کا جائزہ لینا۔
- نظم 'کھڑا ڈنر' میں پیش کردہ منظر کی وضاحت کرنا۔
- یہ بتانا کہ مغربی تہذیب کی نقالی نے ہمارے رہن سہن، نشست و برخاست اور طعام و کلام کو متاثر کیا ہے۔

شاعر کا تعارف

طنزیہ و مزاحیہ شاعری میں سید محمد جعفری کا نام بہت نمایاں ہے۔ وہ بھرت پور (ہندوستان) کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے اور تعلیم کے زیادہ تر مراحل لاہور میں طے کیے۔ ان کے والد سید محمد علی جعفری اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے پرنسپل اور تاریخ و فلسفہ کے عالم تھے۔

تعلیم کے بعد چند دن اخبار 'زمیندار' سے وابستہ رہے، پھر کچھ سکولوں اور گورنمنٹ کالج لائل پور (فیصل آباد) میں پڑھایا۔ 1940ء میں محکمۂ اطلاعات میں انفارمیشن آفیسر بن کر دہلی گئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان آئے؛ 1964ء میں پریس اور کلچرل اتاشی مقرر ہوئے اور 1966ء میں ریٹائر ہو کر کراچی میں مستقل رہائش اختیار کی، وہیں وفات پائی۔

انھوں نے کبھی باقاعدہ کسی سے اصلاح نہیں لی، البتہ لکھنؤ میں دو سالہ قیام کے دوران ظریف لکھنوی اور عزیز لکھنوی جیسے اساتذہ کی صحبت سے فیض پایا۔ وہ اکبر الہ آبادی کے بڑے مداح تھے، اسی لیے ان کی نظموں کا بڑا موضوع بھی تہذیبی تضاد کا شکار معاشرہ ہے۔ ان کے ہاں مزاح کی لطافت زیادہ اور طنز کی تلخی کم ہے۔ مجموعے: 'شوخیِ تحریر' اور 'تیرِ نیم کش'؛ وفات کے بعد 'کلیاتِ سید محمد جعفری' شائع ہوئی۔

Free notes: freebooks.pk

فنی محاسن اور قواعد

طنز و مزاح

مزاح میں ہنسی اور شگفتگی ہوتی ہے، طنز میں کسی خامی پر چوٹ؛ اس نظم میں مزاح کے پردے میں دعوتوں کی بدنظمی پر طنز ہے۔

رعایتِ لفظی

کسی لفظ کو اس طرح استعمال کرنا کہ اس کے دو مطلب ذہن میں آئیں اور مزاح پیدا ہو؛ جیسے انور مسعود کے قطعے میں 'بل' (بجلی گیس کا بل اور درد کا بل کھانا)۔

تضمین

کسی دوسرے شاعر کا مصرع اپنے کلام میں شامل کرنا؛ اس نظم کے دوسرے اور تیسرے بند میں دوسروں کے مصرعے تضمین کیے گئے ہیں جو مزاح کو بڑھاتے ہیں۔

ہیئت

نظم چار بندوں پر مشتمل ہے؛ ہر بند میں چار ہم قافیہ مصرعے اور آخر میں ایک الگ قافیے کا شعر (مسدس کا انداز)۔

ردیف و قوافی

پہلا بند: ردیف 'کھاتے ہیں'، قوافی غریب الدیار، بے مہار، سوار، ادھار؛ دوسرا بند: ردیف 'لیے'، قوافی پیٹ، لپیٹ، سمیٹ، پلیٹ؛ تیسرا بند غیر مردف، قوافی بھاگا، جاگا، دھاگا، آگا۔

تشبیہ و مبالغہ

مہمانوں کو بے مہار اونٹ اور کھانے کے منظر کو فوجی پریڈ سے تشبیہ دی گئی ہے؛ مبالغہ آمیز تصویر کشی ہنسی پیدا کرتی ہے۔

انگریزی الفاظ

ڈنر، فرسٹ ایڈ، پریڈ، پلیٹ جیسے انگریزی الفاظ مغربی نقالی کے موضوع سے ہم آہنگ ہیں اور مزاح بڑھاتے ہیں۔

نظم کا تعارف

نظم 'کھڑا ڈنر' ایک ایسی دعوت کا منظر ہے جس میں کرسیاں نہیں، سب کھڑے ہو کر کھاتے ہیں۔ شاعر بتاتا ہے کہ کس طرح لوگ بے قابو ہو کر کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں، کچھ لوگ میز کے کنارے ڈٹ کر سارے کھانے اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں اور شاعر خالی پلیٹ لیے کھڑا رہ جاتا ہے۔

کہیں مرغ کی ٹانگ کوئی رقیب اچک لیتا ہے، کہیں کباب میں دھاگا لپٹ آتا ہے، اور آخر میں خواتین کی میز کے پاس شاعر اس انتظار میں کھڑا رہ جاتا ہے کہ وہ ہٹیں تو نان کا ایک ٹکڑا اٹھا سکے۔ یوں مزاح کے انداز میں مغرب کی اندھی تقلید اور

Free notes: freebooks.pk

دعوتوں کی بدتہذیبی پر طنز کیا گیا ہے۔

بند وار تشریح

پہلا بند: کھڑا ڈنر کی پریڈ

شاعر کہتا ہے کہ کھڑا ڈنر گویا پردیسیوں کا کھانا ہے جو بغیر بیٹھے کھاتے ہیں۔ لوگ بے مہار اونٹ کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں، گویا اپنی میز پر سوار ہو کر کھا رہے ہوں، اور ایسی جلدی میں کھاتے ہیں جیسے کھانا ادھار کا ہو اور ختم ہونے سے پہلے وصول کرنا ہو۔ غریب پیٹ کی یوں فوری 'فرسٹ ایڈ' ہوتی ہے اور ڈنر کا منظر کسی فوجی پریڈ جیسا لگتا ہے۔

دوسرا بند: خالی میز اور خالی پلیٹ

کچھ لوگ میز کے کنارے اپنا پیٹ لیے ڈٹ کر کھڑے ہیں؛ کسی نے کوفتے اٹھا کر اپنے لیے پلیٹ لیے اور کسی نے ادھر ادھر کے سارے کھانے سمیٹ لیے۔ شاعر پیچھے کھڑا تھا، سو پلیٹ ہاتھ میں لیے رہ گیا اور میز خالی ہو گئی۔ اب اور کیا ہوگا؟ یہاں شاعر ایک مصرع تضمین کرتا ہے کہ 'احباب پلاؤ کھائیں گے اور فاتحہ ہوگی'؛ یعنی بھوک سے ہماری تو گویا موت ہو گئی، اب دوست ہماری فاتحہ کا پلاؤ کھائیں گے۔ یہ غیر متوقع جوڑ زبردست مزاح پیدا کرتا ہے۔

تیسرا بند: مرغ کی ٹانگ اور کباب کا دھاگا

مرغ کی ایک ہی ٹانگ بچی تھی اور وہ بھی رقیب لے بھاگا؛ شاعر کا نصیب جاگا بھی تو دیر سے۔ کباب اٹھایا تو اس کے ساتھ دھاگا لپٹ آیا۔ شاعر حیران ہے کہ یہ کیسا ڈنر ہے جس کا نہ کوئی آگا ہے نہ پیچھا، یعنی کوئی ترتیب اور نظم ہی نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جب ڈنر کھانے آیا تھا تو کیا خبر تھی کہ یہ حال ہوگا، اور ایک اور مصرع تضمین کر کے کہتا ہے کہ ان دعوتوں کی چمک دمک کے پیچھے تلخ حقیقتیں چھپی ہیں۔

چوتھا بند: خواتین کی میز

ایک میز کے گرد خواتین صف باندھے کھڑی ہیں اور شاعر بے چارہ سہما ہوا ایک کونے میں کھڑا ہے۔ خواتین کے لبوں سے گفتگو کا فوارہ جاری ہے اور وہ ہٹنے کا نام نہیں لیتیں، جب کہ شاعر انتظار میں ہے کہ یہ ہٹیں تو وہ نان کا ایک ٹکڑا ہی اٹھا لے۔ آخری شعر میں وہ کہتا ہے کہ مرغ و ماہی تو حسینوں کے گھیرے میں قید ہیں اور ہم ان کی بے توجہی کے مارے ہوئے ہیں۔

مرکزی خیال

نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مغرب کی اندھی تقلید میں اپنایا گیا 'کھڑا ڈنر' ہمارے معاشرے میں بدنظمی، ہوس اور بدتہذیبی کا منظر بن جاتا ہے۔ شاعر مزاح کے پردے میں یہ پیغام دیتا ہے کہ کھانے کے آداب، تحمل اور دوسروں کا خیال ہماری

Free notes: freebooks.pk

تہذیب کا حصہ ہیں، جنھیں نقالی میں نہیں بھولنا چاہیے۔

اہم الفاظ کے معنی

غریب الدیار

پردیسی، وطن سے دور۔

شترِ بے مہار

بے لگام اونٹ؛ بے قابو شخص۔

شکم

پیٹ۔

فرسٹ ایڈ

ابتدائی طبی امداد؛ یہاں جلدی جلدی پیٹ بھرنا۔

پریڈ

فوجی قواعد و مارچ۔

رقیب

مقابل، حریف۔

تضمین

دوسرے شاعر کا مصرع اپنے کلام میں لانا۔

صف آرا

قطار باندھے ہوئے۔

فوارہ

پانی کی دھار اچھالنے والا چشمہ؛ یہاں مسلسل گفتگو۔

پارہ

ٹکڑا۔

مرغ و ماہی

مرغی اور مچھلی۔

کم نگاہی

بے توجہی، بے رخی۔

خاکہ

کھڑا ڈنر: بندوں کا خاکہ: یہ خاکہ نظم کے چاروں بندوں کے مناظر اور آخر میں طنز کا ہدف دکھاتا ہے۔

کھڑا ڈنر: بندوں کا خاکہ

بند 1
بے مہار مہمان؛ ڈنر گویا فوجی پریڈ۔

↓

بند 2
میز کنارے قبضہ؛ شاعر خالی پلیٹ لیے۔

↓

بند 3
مرغ کی ٹانگ رقیب لے بھاگا؛ کباب میں دھاگا۔

↓

بند 4
خواتین کی میز؛ نان کا ٹکڑا بھی مشکل۔

↓

طنز کا ہدف
مغرب کی اندھی تقلید اور کھانے کے آداب کی پامالی۔

مختصر سوالات و جوابات

'کھڑا ڈنر' کون کھاتے ہیں؟

شاعر کے بقول غریب الدیار یعنی پردیسی، جو بیٹھنے کی جگہ کے بغیر کھڑے کھڑے کھاتے ہیں۔

مرغ کی ٹانگ کون لے بھاگا؟

رقیب۔

freebooks.pk

‘شترِ بے مہار’ سے کیا مراد ہے؟

بے لگام اونٹ؛یعنی وہ مہمان جو بے قابو ہو کر کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

گفتگو کا فوارہ کس کے لبوں سے رواں تھا؟

میز کے گرد صف آرا خواتین کے لبوں سے۔

فوجی پریڈ کس کے سائے میں ہوتی ہے؟

ڈنر کے سائے میں۔

کباب اٹھانے پر کیا ہوا؟

اس میں دھاگا لپٹا ہوا نکلا۔

شاعر خالی پلیٹ لیے کیوں کھڑا رہ گیا؟

کیونکہ میز کے کنارے کھڑے لوگوں نے سارے کھانے سمیٹ لیے اور میز خالی ہو گئی۔

پہلے دو بندوں کی ردیف کیا ہے؟

پہلے بند کی ‘کھاتے ہیں’ اور دوسرے بند کی ‘ لیے’۔

رعایتِ لفظی کسے کہتے ہیں؟

کسی لفظ کو ایسے برتنا کہ اس کے دو مطلب ذہن میں آئیں اور مزاح پیدا ہو۔

سید محمد جعفری کس شاعر کے مداح تھے؟

اکبر الہ آبادی کے، جنھیں وہ اردو کا سب سے بڑا مزاحیہ شاعر سمجھتے تھے۔

سید محمد جعفری کے شعری مجموعوں کے نام لکھیں۔

شوخیِ تحریر اور تیرِ نیم کش؛ بعد میں کلیاتِ سید محمد جعفری۔

یہ نظم کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

شوخیِ تحریر۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'کھڑا ڈنر' کا خلاصہ لکھیں۔

منظر

دعوت میں کھڑے ہو کر کھانے کا انتظام ہے؛ مہمان بے قابو ہو کر کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور منظر فوجی پریڈ جیسا لگتا ہے۔

شاعر کی بے بسی

کچھ لوگ میز کے کنارے ڈٹ کر سب کھانے سمیٹ لیتے ہیں اور شاعر خالی پلیٹ لیے کھڑا رہ جاتا ہے۔

مزاحیہ واقعات

مرغ کی ٹانگ رقیب لے بھاگتا ہے، کباب کے ساتھ دھاگا لپٹ آتا ہے، اور شاعر خواتین کے ہٹنے کے انتظار میں نان کا ٹکڑا بھی نہیں اٹھا پاتا۔

طنز

مزاح کے پیچھے مغرب کی اندھی تقلید اور کھانے کے آداب کی پامالی پر طنز ہے۔

نظم 'کھڑا ڈنر' میں شاعر نے مزاحیہ کیفیت کس طرح پیدا کی ہے؟

تشبیہات

مہمانوں کو شترِ بے مہار اور کھانے کے منظر کو فوجی پریڈ اور فرسٹ ایڈ سے تشبیہ دے کر ہنسی پیدا کی گئی ہے۔

واقعات کی تصویر کشی

رقیب کا مرغ کی ٹانگ لے بھاگنا، کباب میں دھاگا اور خالی پلیٹ لیے کھڑا شاعر جیسے مناظر آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں۔

تضمین

سنجیدہ مصرعوں کو کھانے کی صورت حال میں فٹ کر دینا غیر متوقع اور مزاحیہ تاثر دیتا ہے۔

الفاظ کا انتخاب

انگریزی الفاظ (ڈنر، پریڈ، فرسٹ ایڈ، پلیٹ) کا اردو کے ساتھ ملاپ اور اپنی بے چارگی کا بیان نظم کو شگفتہ بناتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

نظم 'کھڑا ڈنر' کے پہلے بند کی تشریح کریں۔

حوالہ

یہ بند سید محمد جعفری کی نظم 'کھڑا ڈنر' (مجموعہ شوخیِ تحریر) سے لیا گیا ہے۔

مفہوم

شاعر کہتا ہے کہ کھڑا ڈنر پردیسیوں کا سا کھانا ہے؛ لوگ بے مہار اونٹ کی طرح اور ایسی جلدی میں کھاتے ہیں جیسے کھانا ادھار کا ہو۔

طنزیہ پہلو

غریب پیٹ کی یوں فرسٹ ایڈ ہوتی ہے اور ڈنر کے سائے میں پریڈ ہوتی ہے؛ یعنی کھانا آداب کے بجائے دوڑ دھوپ اور دھکم پیل بن جاتا ہے۔

محاسن

تشبیہ (شترِ بے مہار، پریڈ)، ردیف 'کھاتے ہیں' کی تکرار، اور انگریزی الفاظ کا برمحل استعمال۔

سید محمد جعفری کی شخصیت اور مزاح نگاری پر نوٹ لکھیں۔

حالات

بھرت پور میں پیدا ہوئے، لاہور میں تعلیم پائی؛ زمیندار، تدریس، محکمۂ اطلاعات اور پریس و کلچرل اتاشی رہے؛ کراچی میں وفات پائی۔

ادبی تربیت

لکھنؤ میں ظریف لکھنوی اور عزیز لکھنوی کی صحبت سے فیض پایا؛ اکبر الہ آبادی کے بڑے مداح تھے۔

مزاح کی خصوصیات

لطافت اور شگفتگی زیادہ، طنز کی تلخی کم؛ معاشرتی کرداروں اور تہذیبی تضاد کو مزاح کے انداز میں پیش کرتے ہیں۔

تصانیف

شوخیِ تحریر، تیرِ نیم کش، اور کلیاتِ سید محمد جعفری۔

معروضی سوالات (MCQs)

فوجی پریڈ ہوتی ہے: (الف) شجر کے سائے میں (ب) ڈنر کے سائے میں (ج) تلواروں کے سائے میں (د) دیوار کے سائے میں

درست جواب: (ب) ڈنر کے سائے میں۔ ڈنر کے سائے میں۔

Free notes: freebooks.pk

مرغ کی ٹانگ لے بھاگا: (الف) رقیب (ب) حریف (ج) نوجوان (د) بچہ

درست جواب: (الف) رقیب۔ رقیب۔

کباب اٹھایا تو اس میں لپٹ گیا: (الف) کاغذ (ب) دھاگا (ج) بال (د) پتا

درست جواب: (ب) دھاگا۔ دھاگا۔

نظم 'کھڑا ڈنر' کے شاعر ہیں: (الف) سید ضمیر جعفری (ب) سید محمد جعفری (ج) انور مسعود (د) دلاور فگار

درست جواب: (ب) سید محمد جعفری۔ سید محمد جعفری۔

یہ نظم کس مجموعے سے ہے؟ (الف) تیرِ نیم کش (ب) شوخیِ تحریر (ج) فصلِ سلاسل (د) اخترستان

درست جواب: (ب) شوخیِ تحریر۔ شوخیِ تحریر۔

نظم کتنے بندوں پر مشتمل ہے؟ (الف) تین (ب) چار (ج) پانچ (د) چھ

درست جواب: (ب) چار۔ چار بند۔

پہلے بند کی ردیف ہے: (الف) ہوتی ہے (ب) کھاتے ہیں (ج) لیے (د) ہوگا

درست جواب: (ب) کھاتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔

سید محمد جعفری کس کے مداح تھے؟ (الف) غالب (ب) اکبر الہ آبادی (ج) اقبال (د) میر

درست جواب: (ب) اکبر الہ آبادی۔ اکبر الہ آبادی۔

سید محمد جعفری کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) لکھنؤ (ب) بھرت پور (ج) دہلی (د) لاہور

درست جواب: (ب) بھرت پور۔ بھرت پور۔

'غریب الدیار' کا مطلب ہے: (الف) مفلس (ب) پردیسی (ج) مہمان (د) فقیر

درست جواب: (ب) پردیسی۔ وطن سے دور۔

نظم میں طنز کا اصل ہدف ہے: (الف) مغرب کی اندھی تقلید (ب) غربت (ج) سیاست (د) تعلیم

درست جواب: (الف) مغرب کی اندھی تقلید۔ کھڑا ڈنر کا رواج۔

انور مسعود کے قطعے میں رعایتِ لفظی کس لفظ میں ہے؟ (الف) بل (ب) گیس (ج) فون (د) چوٹ

درست جواب: (الف) بل۔ بل (بجلی کا بل اور درد کا بل)۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: سید محمد جعفری؛ بھرت پور میں پیدا، لاہور میں تعلیم، کراچی میں وفات؛ اکبر الہ آبادی کے مداح۔
- مجموعے: شوخیِ تحریر (ماخذ)، تیرِ نیم کش؛ کلیاتِ سید محمد جعفری۔

Free notes: freebooks.pk

- بند: پریڈ اور فرسٹ ایڈ ← خالی میز، خالی پلیٹ ← مرغ کی ٹانگ اور کباب کا دھاگا ← خواتین کی میز۔
- ردیف: پہلا بند 'کھاتے ہیں' (غریب الدیار، بے مہار، سوار، ادھار)، دوسرا بند 'لیے' (پیٹ، لپیٹ، سمیٹ، پلیٹ)؛ تیسرا بند قوافی بھاگا، جاگا، دھاگا، آگا۔
- فنی نکات: تضمین، تشبیہ، مبالغہ، انگریزی الفاظ، رعایتِ لفظی (قواعد)۔
- پیغام: مغرب کی اندھی تقلید اور کھانے کے آداب کی پامالی پر طنز۔

امتحانی نکات

- مزاحیہ نظم کی تشریح میں مفہوم کے ساتھ یہ ضرور لکھیں کہ ہنسی کس چیز سے پیدا ہو رہی ہے اور طنز کا ہدف کیا ہے۔
- ردیف و قوافی کے سوال میں ہر بند کی ردیف الگ لکھیں اور قوافی کی فہرست بنائیں۔
- رعایتِ لفظی کی تعریف کے ساتھ انور مسعود کے قطعے والی 'بل' کی مثال کا مفہوم بیان کریں۔
- تضمین والے مصرعوں کے شاعر کا نام درسی کتاب یا استاد سے تصدیق کر کے یاد کریں۔
- خلاصے میں چاروں بندوں کے مناظر ترتیب سے اور آخر میں طنز کا پیغام لکھیں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 18: غزل (میر تقی میر)

Urdu Class 11 Lesson 18: Ghazal (Mir Taqi Mir)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے اٹھارھویں سبق پر مبنی ہیں، جس میں 'خدائے سخن' میر تقی میر کی مشہور غزل شامل ہے۔ یہ غزل 'کلیاتِ غزلیاتِ میر' سے لی گئی ہے اور اس کی ردیف 'جانے ہے' ہے۔

اس غزل میں میر نے عاشق کی سادگی، محبوب کی بے نیازی اور عشق کے دکھ کو سادہ مگر پُر تاثیر انداز میں بیان کیا ہے۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، شعر وار تشریح، مرکزی خیال، شعری اصطلاحات (مصرع، شعر، قافیہ، ردیف، مطلع، مقطع)، صنائع بدائع، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ میں میر کی غزل کے حوالے سے تنقید اور تحسین کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- طلبہ کو شعری اصطلاحات اور صنائع بدائع سے آگاہ کرنا۔
- میر کے عہد کی ثقافت، معاشرت اور تاریخ کو سمجھنا۔
- طلبہ کی تخلیقی، جذباتی، فکری اور تنقیدی صلاحیتوں کو ابھارنا۔

شاعر کا تعارف

میر محمد تقی نام اور میرؔ تخلص تھا۔ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ والد میر محمد علی متقی ایک درویش منش انسان تھے اور تصوف سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ میر کے والدین بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ اس سانحے کے بعد میر آگرہ کو خیرباد کہہ کر دہلی آ گئے، جہاں اپنی سوتیلی والدہ کے بھائی سراج الدین علی خان آرزو کے پاس رہے جو فارسی کے بڑے عالم، لغت نویس اور شاعر تھے۔ مگر جلد ہی آگرہ لوٹ گئے، کچھ عرصہ وہاں گزارا اور پھر دہلی آ گئے۔

مختلف امرا کے درباروں سے وابستہ رہے، مگر وہ زمانہ سخت تباہ حالی اور بدامنی کا تھا، اس لیے کہیں ٹک کر ملازمت نہ کر سکے۔ اسی دور میں بہت سے شعرا لکھنؤ کی خوش حالی کے باعث وہاں جا رہے تھے؛ میر بھی نواب آصف الدولہ کی دعوت پر لکھنؤ گئے مگر اپنی خود داری کے باعث جلد ہی دربار سے الگ ہو گئے۔ آخری عمر تنگ دستی میں گزری اور لکھنؤ ہی میں وفات پائی۔

میر کو 'خدائے سخن' کہا جاتا ہے۔ انھوں نے قصیدہ، مثنوی، رباعی، قطعہ، مرثیہ، واسوخت اور غزل سب میں طبع آزمائی کی، مگر ان کی بنیادی پہچان غزل ہے۔ ذاتی تجربات، گرد و پیش کے حالات اور خاندان میں جاری صوفیانہ روایت نے ان

Free notes: freebooks.pk

کی غزل کو منفرد رنگ دیا۔ ان کی غزل میں احساس کی شدت، مشاہدے کی وسعت، سادگیِ بیان، بے ساختگی، رمز و ایمائیت، موسیقیت، ترنم اور تجربے کی گہرائی ملتی ہے۔ غالب جیسے شاعر نے بھی اعتراف کیا کہ ریختہ (اردو) میں استاد صرف تم ہی نہیں، پچھلے زمانے میں ایک میر بھی تھا۔ تصانیف: چھے دیوان (اردو)، ایک دیوان (فارسی)، اردو شعرا کا تذکرہ ‘نکات الشعرا’، فارسی آپ بیتی ‘ذکرِ میر’ اور چند متفرق رسائل۔

شعری اصطلاحات اور صنائع بدائع

مصرع

بامعنی الفاظ کا ایسا موزوں ٹکڑا جو شعر کا آدھا حصہ ہو؛ شعر کا پہلا مصرع ‘مصرعِ اولیٰ’ اور دوسرا ‘مصرعِ ثانی’ کہلاتا ہے۔

شعر

ایک ہی وزن کے دو مصرعے جن میں ایک مکمل خیال بیان ہو۔

قافیہ

ردیف سے پہلے آنے والے ہم آواز الفاظ؛ اس غزل میں: سارا، دوبارا، وارا، چارا، اشارا، تارا، گوارا۔

ردیف

قافیے کے بعد بار بار دہرایا جانے والا لفظ یا الفاظ؛ اس غزل میں ‘جانے ہے’۔

مطلع و مقطع

غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں مطلع کہلاتا ہے (یہاں ‘پتا پتا بوٹا بوٹا...’)؛ آخری شعر جس میں تخلص آئے مقطع کہلاتا ہے (یہاں ‘تشنۂ خوں ہے اپنا کتنا میر...’)۔

صنعتِ تکرار

ایک لفظ کو بار بار لا کر زور پیدا کرنا؛ مطلع میں ‘پتا پتا، بوٹا بوٹا’ اور ‘جانے نہ جانے ... نہ جانے ... جانے ہے’۔

مراعات النظیر

ایک دوسرے سے مناسبت رکھنے والی چیزوں کا ذکر؛ مطلع میں پتا، بوٹا، گل اور باغ۔

طنز و کنایہ، رمز و اشارہ

بات کو صاف کہنے کے بجائے چھپا کر، چوٹ کرتے ہوئے یا اشاروں میں کہنا؛ میر کہتے ہیں کہ محبوب یہ سب جانتے ہیں مگر وفا اور مہربانی نہیں جانتے۔

Free notes: freebooks.pk

غزل کا تعارف

اس غزل کا ہر شعر عشق کے کسی پہلو کو بیان کرتا ہے۔ میر کہتے ہیں کہ ان کے حال سے باغ کا پتا پتا واقف ہے مگر جسے جاننا چاہیے، یعنی پھول (محبوب)، وہی بے خبر ہے۔ عاشق محبوب کو دیکھ کر جی اٹھتا ہے، اور اپنی جان کے نقصان کو بھی عشق میں فائدہ سمجھتا ہے۔

میر شکایت کرتے ہیں کہ حسینوں کے شہر کا دستور ہی یہ ہے کہ دل کے مریض کا علاج نہ کیا جائے، اور یہ حسین طنز، کنایہ اور اشارے سب جانتے ہیں مگر وفا اور مہربانی سے ناواقف ہیں۔ مقطع میں وہ اپنی سادگی پر ہنستے ہیں کہ تلخیاں سہنے کے عادی میر محبوب کی تلوار کی دھار کو بھی میٹھا پانی سمجھتے ہیں۔

شعر وار تشریح

شعر 1 (مطلع): باغ سب جانتا ہے، گل نہیں

میر کہتے ہیں کہ میرا حال باغ کا ایک ایک پتا اور ایک ایک پودا جانتا ہے؛ اگر کوئی نہیں جانتا تو صرف پھول نہیں جانتا۔ یہاں گل سے مراد محبوب ہے۔ ساری دنیا عاشق کے دکھ سے واقف ہے مگر جس کی خاطر یہ دکھ اٹھایا، وہی بے خبر یا جان بوجھ کر انجان ہے۔ اس شعر میں صنعتِ تکرار اور مراعات النظیر کا خوب صورت استعمال ہے۔

شعر 2: محبوب کی آمد، نئی زندگی

میر کہتے ہیں کہ عاشق ہجر میں ہمیشہ مردے کی طرح بے جان رہتا ہے، مگر محبوب کو دیکھتے ہی جی اٹھتا ہے۔ یار کے اچانک آ جانے کو وہ گویا دوسری زندگی سمجھتا ہے۔ محبوب کا دیدار عاشق کے لیے آبِ حیات کی طرح ہے۔

شعر 3: عاشق کی سادگی

میر کہتے ہیں کہ دنیا میں عاشق جیسا سادہ کوئی نہیں ہوگا، جو محبوب کے عشق میں اپنی جان کے نقصان کو بھی اپنا فائدہ سمجھتا ہے۔ عام آدمی نفع نقصان کا حساب رکھتا ہے مگر عاشق کے نزدیک محبوب پر جان لٹا دینا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

شعر 4: شہرِ حسن کی رسم

میر کہتے ہیں کہ دل کے مریض کا علاج کرنا حسینوں کے شہر کا دستور ہی نہیں، ورنہ نادان محبوب بھی اس درد کی دوا خوب جانتا ہے۔ یعنی محبوب جانتا ہے کہ ایک نظرِ کرم سے عاشق ٹھیک ہو جائے گا، مگر حسن کی بے نیازی اسے مہربانی سے روکتی ہے۔ یہاں ہلکا سا طنز بھی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شعر 5: سب کچھ جانتے ہیں، وفا نہیں

میر شکایت کرتے ہیں کہ ان حسینوں میں سے کوئی بھی محبت، وفا، مہربانی اور عنایت سے واقف نہیں؛ ہاں طنز، کنایہ، رمز اور اشارے کی ساری باتیں خوب جانتے ہیں۔ یعنی محبوب عاشق کو باتوں اور اشاروں سے تڑپانا تو جانتا ہے مگر وفا کرنا نہیں جانتا۔

شعر 6: آسمان کی نظر میں محبوب کا بالا

میر کہتے ہیں کہ اگر بس چلے تو محبوب کے کان کے موتی کو بالے تک نہ پہنچنے دیں، یعنی اس کے حسن کی ایسی حفاظت کریں کہ کسی کی نظر نہ لگے، کیونکہ آسمان بھی اس کے بالے کو سورج اور چاند کی آنکھ کی پتلی کا تارا سمجھتا ہے۔ یہ محبوب کے حسن کی انتہائی تعریف اور مبالغے کی عمدہ مثال ہے۔

شعر 7 (مقطع): تلوار کی دھار، میٹھا پانی

مقطع میں میر خود پر طنز کرتے ہیں کہ میر بھی کتنا نادان اور تلخیاں سہنے کا عادی ہے؛ اس کا خون اتنا پیاسا ہے کہ وہ محبوب کی تیز تلوار کی دھار (آبِ تیغ) کو بھی خوش گوار پانی (آبِ گوارا) سمجھتا ہے۔ یعنی عاشق محبوب کے ہاتھوں قتل ہونے کو بھی سعادت سمجھتا ہے۔ 'آب' کے دو معنی (دھار اور پانی) سے رعایتِ لفظی پیدا ہوئی ہے۔

مرکزی خیال

غزل کا مرکزی خیال عشق کی سچائی اور عاشق کی بے بسی ہے۔ عاشق سادہ دل ہے، محبوب کے دیدار سے زندہ ہوتا ہے اور اس پر جان قربان کرنے کو کامیابی سمجھتا ہے، جب کہ محبوب بے نیاز ہے: سب کچھ جانتے ہوئے بھی وفا اور مہربانی نہیں کرتا۔ میر نے یہ سب سادہ زبان، تکرار، موسیقیت اور گہرے احساس کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

بوٹا

چھوٹا پودا۔

گل

پھول؛ یہاں محبوب۔

زیاں

نقصان۔

Free notes: freebooks.pk

وارا

فائدہ، بچت۔

چارہ گری

علاج کرنا۔

رسمِ شہرِ حسن

حسینوں کے شہر کا دستور۔

دلبرِ ناداں

نادان محبوب۔

لطف و عنایت

مہربانی اور کرم۔

رمز و اشارہ

اشاروں کنایوں میں بات کرنا۔

مہ و خور

چاند اور سورج۔

تشنۂ خوں

خون کا پیاسا۔

تلخی کش

تلخی برداشت کرنے والا۔

آبِ تیغ

تلوار کی دھار یا چمک۔

آبِ گوارا

خوش گوار، میٹھا پانی۔

خاکہ

غزلِ میر: عاشق اور محبوب: یہ خاکہ غزل کے اشعار میں عاشق اور محبوب کی کیفیات کو دکھاتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

غزلِ میر: عاشق اور محبوب



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

میر کے نزدیک کون اس کے حال سے واقف نہیں؟

گل یعنی محبوب؛ باقی سارا باغ اس کا حال جانتا ہے۔

شہرِ حسن کی رسم کیا ہے؟

کہ وہاں دل کی بیماری کا علاج (چارہ گری) نہیں کیا جاتا۔

اس غزل کی ردیف اور قوافی لکھیں۔

ردیف: جانے ہے؛ قوافی: سارا، دوبارا، وارا، چارا، اشارا، تارا، گوارا۔

'طنز و کنایہ اور رمز و اشارہ' سے کیا مراد ہے؟

بات کو چوٹ کرتے ہوئے یا چھپا کر اشاروں میں کہنا؛ محبوب یہ سب جانتا ہے مگر وفا نہیں جانتا۔

میر خون کا پیاسا کس کو کہتے ہیں اور آبِ تیغ کو آبِ گوارا کیوں سمجھتے ہیں؟

اپنے آپ کو؛ وہ تلخیوں کے عادی اور عشق میں نادان ہیں، اس لیے محبوب کی تلوار کی دھار کو بھی میٹھا پانی سمجھتے ہیں۔

عاشق کس چیز کو اپنا 'وارا' (فائدہ) سمجھتا ہے؟

عشق میں اپنی جان کے نقصان (جی کے زیاں) کو۔

یار کے اچانک آ جانے کو عاشق کیا سمجھتا ہے؟

دوبارہ ملنے والی زندگی۔

میر کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟

خدائے سخن۔

میر کی تصانیف کے نام لکھیں۔

چھے اردو دیوان، ایک فارسی دیوان، تذکرہ نکات الشعرا، فارسی آپ بیتی ذکرِ میر اور چند رسائل۔

میر کس نواب کی دعوت پر لکھنؤ گئے؟

نواب آصف الدولہ کی دعوت پر۔

مطلع اور مقطع کسے کہتے ہیں؟

غزل کا پہلا ہم قافیہ و ہم ردیف شعر مطلع اور تخلص والا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔

اس غزل میں صنعتِ تکرار کہاں ہے؟

مطلع میں: پتا پتا، بوٹا بوٹا، اور 'جانے' کی بار بار تکرار۔

تفصیلی سوالات و جوابات

میر تقی میر کی غزل کے مطلع کی تشریح کریں اور اس کے صنائع بیان کریں۔

حوالہ

یہ مطلع میر تقی میر کی غزل سے ہے جو 'کلیاتِ غزلیاتِ میر' میں شامل ہے۔

مفہوم

میر کہتے ہیں کہ ان کا حال باغ کا ہر پتا اور ہر پودا جانتا ہے؛ صرف گل یعنی محبوب نہیں جانتا، حالانکہ سب سے زیادہ اسی کو جاننا چاہیے۔

Free notes: freebooks.pk

کیفیت

یہ عاشق کی بے بسی اور محبوب کی بے نیازی کا بیان ہے؛ عشق کی خبر سارے زمانے میں پھیل چکی مگر محبوب انجان بنا ہوا ہے۔

صنائع

صنعتِ تکرار (پتا پتا، بوٹا بوٹا، جانے)، مراعات النظیر (پتا، بوٹا، گل، باغ)، اور گل سے محبوب مراد لینا (استعارہ)؛ سادگی اور موسیقیت شعر کو ضرب المثل بنا دیتی ہیں۔

'اس کو فلک چشمِ مہ و خور کی پتلی کا تارا جانے ہے' والے شعر کی فکری و فنی حوالے سے تشریح کریں۔

مفہوم

میر کہتے ہیں کہ بس چلے تو محبوب کے کان کے موتی کو بالے تک نہ آنے دیں، کیونکہ آسمان بھی اس بالے کو چاند اور سورج کی آنکھ کا تارا سمجھتا ہے۔

فکری پہلو

یہ محبوب کے حسن کی انتہائی تعریف ہے؛ اس کا معمولی زیور بھی آسمان کی نظر میں چاند سورج سے زیادہ قیمتی ہے، اور عاشق کو اس پر نظر لگنے کا ڈر ہے۔

فنی پہلو

مبالغہ، مراعات النظیر (فلک، مہ، خور، تارا)، اور محاورہ 'آنکھ کی پتلی کا تارا' یعنی نہایت عزیز۔

میر کا انداز

نازک خیالی کے باوجود زبان سادہ ہے اور ردیف 'جانے ہے' شعر کو روانی دیتی ہے۔

میر تقی میر کے حالاتِ زندگی اور ان کی غزل کی خصوصیات بیان کریں۔

حالات

آگرہ میں پیدا ہوئے؛ بچپن میں والدین کا انتقال؛ دہلی میں خان آرزو کے پاس رہے؛ بدامنی کے دور میں مختلف امرا سے وابستہ رہے؛ آصف الدولہ کی دعوت پر لکھنؤ گئے اور وہیں تنگ دستی میں وفات پائی۔

مقام

خدائے سخن کہلاتے ہیں؛ غالب سمیت بعد کے تمام شعرا نے ان کی عظمت کا اعتراف کیا۔

غزل کی خصوصیات

احساس کی شدت، سوز و گداز، سادگیِ بیان، بے ساختگی، رمز و ایمائیت، موسیقیت و ترنم اور تجربے کی گہرائی۔

Free notes: freebooks.pk

تصانیف

چھے اردو دیوان، ایک فارسی دیوان، نکات الشعرا (تذکرہ)، ذکرِ میر (فارسی آپ بیتی) اور چند رسائل۔

غزل میں عاشق اور محبوب کی جو تصویر میر نے پیش کی ہے، اسے بیان کریں۔

سادہ دل عاشق

عاشق اتنا سادہ ہے کہ جان کے نقصان کو بھی فائدہ سمجھتا ہے اور محبوب کے دیدار سے ہی جی اٹھتا ہے۔

بے نیاز محبوب

محبوب سب جانتا ہے مگر انجان بنتا ہے؛ وہ درد کی دوا جانتے ہوئے بھی علاج نہیں کرتا۔

شکوہ

حسین طنز، کنایہ اور اشارے خوب جانتے ہیں مگر مہر و وفا اور لطف و عنایت سے ناواقف ہیں۔

انتہائے عشق

مقطع میں عاشق محبوب کی تلوار کو بھی آبِ گوارا سمجھتا ہے؛ یعنی محبوب کے ہاتھوں مرجانا بھی اس کے لیے خوشی ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

عاشق سا تو کوئی اور نہ ہوگا دنیا میں: (الف) پاگل (ب) دیوانہ (ج) ہوشیار (د) سادہ

درست جواب: (د) سادہ۔ سادہ۔

'جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے' کا دوسرا مصرع ہے: (الف) گلستاں تو سارا جانے ہے (ب) باغباں تو ہمارا جانے ہے (ج) باغ تو سارا جانے ہے (د) گل چیں تو تمھارا جانے ہے

درست جواب: (ج) باغ تو سارا جانے ہے۔ باغ تو سارا جانے ہے۔

رسمِ شہرِ حسن نہیں: (الف) چارہ گری کرنا (ب) مرہم رکھنا (ج) نظرِ کرم کرنا (د) التفات کرنا

درست جواب: (الف) چارہ گری کرنا۔ چارہ گری۔

'پتا، بوٹا، گل اور باغ' کے الفاظ کی رو سے ہیں: (الف) مجازِ مرسل (ب) کنایہ (ج) مراعات النظیر (د) صنعتِ تکرار

درست جواب: (ج) مراعات النظیر۔ مناسبت رکھنے والی چیزیں۔

'تلخی کش' سے مراد ہے: (الف) تلخ بات کہنے والا (ب) کڑوی دوا پینے والا (ج) تلخی کو ناپسند کرنے والا (د) تلخی برداشت کرنے والا

درست جواب: (د) تلخی برداشت کرنے والا۔ تلخی سہنے والا۔

Free notes: freebooks.pk

اس غزل کی ردیف ہے: (الف) سارا (ب) جانے ہے (ج) ہے (د) نہیں

درست جواب: (ب) جانے ہے۔ جانے ہے۔

میر تقی میر کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) دہلی (ب) لکھنؤ (ج) آگرہ (د) لاہور

درست جواب: (ج) آگرہ۔ آگرہ۔

میر کو کہا جاتا ہے: (الف) شاعرِ مشرق (ب) خدائے سخن (ج) شاعرِ رومان (د) شاعرِ مزدور

درست جواب: (ب) خدائے سخن۔ خدائے سخن۔

میر کا تذکرۂ شعرا ہے: (الف) آبِ حیات (ب) نکات الشعرا (ج) گلشنِ ہند (د) ذکرِ میر

درست جواب: (ب) نکات الشعرا۔ نکات الشعرا۔

میر کی فارسی آپ بیتی ہے: (الف) ذکرِ میر (ب) نکات الشعرا (ج) جہانِ دانش (د) یادوں کی برات

درست جواب: (الف) ذکرِ میر۔ ذکرِ میر۔

میر کے اردو دیوانوں کی تعداد ہے: (الف) تین (ب) چار (ج) پانچ (د) چھے

درست جواب: (د) چھے۔ چھے دیوان۔

میر کس کی دعوت پر لکھنؤ گئے؟ (الف) واجد علی شاہ (ب) آصف الدولہ (ج) شجاع الدولہ (د) سعادت علی خان

درست جواب: (ب) آصف الدولہ۔ نواب آصف الدولہ۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: میر محمد تقی میرؔ، آگرہ میں پیدا، لکھنؤ میں وفات؛ خدائے سخن۔
- تصانیف: چھے اردو دیوان، ایک فارسی دیوان، نکات الشعرا، ذکرِ میر۔
- ردیف: جانے ہے؛ قوافی: سارا، دوبارا، وارا، چارا، اشارا، تارا، گوارا۔
- مطلع: پتا پتا بوٹا بوٹا...؛ مقطع: تشنۂ خوں ہے اپنا کتنا میر...۔
- صنائع: صنعتِ تکرار، مراعات النظیر، مبالغہ، رعایتِ لفظی (آب)۔
- خیال: سادہ دل عاشق، بے نیاز محبوب، شہرِ حسن میں چارہ گری کی رسم نہیں۔

امتحانی نکات

- غزل کے ہر شعر کی تشریح الگ مکمل خیال کے طور پر کریں؛ حوالے میں شاعر اور ماخذ لکھیں۔

Free notes: freebooks.pk

- مطلع کی تشریح میں صنعتِ تکرار اور مراعات النظیر کا ذکر لازماً کریں۔
- ردیف و قافیہ کی پہچان میں ‘جانے ہے’ کو ردیف اور اس سے پہلے کے الفاظ کو قافیہ لکھیں۔
- مقطع میں ‘آب’ کے دو معنی (دھار اور پانی) واضح کریں۔
- میر کی خصوصیات کے سوال میں سادگی، سوز و گداز اور موسیقیت کو اسی غزل کی مثالوں سے ثابت کریں۔

سبق 19: غزل (فراق گورکھپوری)

Urdu Class 11 Lesson 19: Ghazal (Firaq Gorakhpuri)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے انیسویں سبق پر مبنی ہیں، جس میں فراق گورکھپوری کی غزل شامل ہے۔ یہ غزل ان کے مجموعے 'شبنمستان' سے لی گئی ہے اور اس کی ردیف 'بھی نہیں' ہے۔

اس غزل میں فراق نے محبت کی نفسیاتی کیفیتوں کو نئے انداز سے بیان کیا ہے: عشق ختم ہو کر بھی ختم نہیں ہوتا، یاد نہ آنے کے باوجود محبوب بھولتا نہیں، اور مہربانی محبت کا متبادل نہیں۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، شعر وار تشریح، مرکزی خیال، مطلع، مطلعِ ثانی اور مقطع کی اصطلاحات، صنائع، تذکیر و تانیث، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو فراق گورکھپوری کی غزل کی نمایاں خصوصیات سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ میں تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتیں پیدا کرنا۔
- فراق کی غزل میں موجود انسانی جذبات و احساسات کی تفہیم پیدا کرنا۔
- طلبہ کو فراق کی غزل کے فلسفیانہ پہلوؤں سے آشنا کرنا۔

شاعر کا تعارف

فراق گورکھپوری کا اصل نام رگھوپتی سہائے اور تخلص فراق تھا۔ وہ گورکھپور (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد منشی گورکھ پرشاد ایک تعلیم یافتہ شخص تھے، پیشہ وکالت تھا اور شعر و شاعری سے بھی خاصا شغف رکھتے تھے؛ ان کا تخلص عبرت تھا۔ فراق کی شاعری سے دل چسپی کی بڑی وجہ ان کا گھریلو ادبی ماحول ہی تھا۔

فراق نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ وہ اردو، فارسی اور انگریزی ادب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ 1930ء میں انگریزی ادب میں الہ آباد یونیورسٹی سے امتیازی نمبروں میں ایم اے کیا اور پھر عمر بھر تدریس کے پیشے سے وابستہ رہے۔ غزل کے ساتھ ان کے تنقیدی مضامین اور خطوط کو بھی شہرت ملی۔ بھارت اور سوویت یونین کی طرف سے ان کی ادبی خدمات پر انھیں اعزازات دیے گئے۔

فراق مشرقی و مغربی ادب پر گہری نظر رکھنے والے وسیع المطالعہ شاعر تھے۔ آریائی اور دیو مالائی کلچر انھیں ورثے میں ملا اور مطالعے نے انھیں مغربی، ایرانی اور ہندوستانی کلچر کا محرم بنا دیا، اسی لیے ان کی غزل میں انسانی ذہن و دل کی گہرائیوں میں اتر کر نئے خیالات پیدا کرنے کا رجحان ملتا ہے۔ ان کی غزلوں میں شدید جذباتی کیفیات اور جمالیاتی حسن پایا جاتا ہے،

Free notes: freebooks.pk

اور انھوں نے غزل کو نئے موضوعات اور نئی زندگی بخشی۔ تصانیف: پچھلی رات، چراغاں، گلِ نغمہ، شعلۂ ساز، روحِ کائنات، غزلستان، شبنمستان، اردو کی عشقیہ شاعری اور اردو غزل گوئی؛ تمام کلام 'کلیاتِ فراق' میں شائع ہو چکا ہے۔

شعری اصطلاحات اور صنائع

مطلع

قصیدے، غزل یا نظم کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں؛ اس غزل کا مطلع 'سر میں سودا بھی نہیں...' ہے۔

مطلعِ ثانی

مطلع کے بعد اگر ایک اور مطلع (دونوں مصرعے ہم قافیہ) آ جائے تو اسے مطلعِ ثانی کہتے ہیں۔

مقطع

غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص لائے؛ اگر تخلص نہ ہو تو وہ محض آخری شعر کہلائے گا۔ یہاں مقطع 'منہ سے ہم اپنے برا تو نہیں کہتے کہ فراق...' ہے۔

ردیف و قوافی

ردیف: بھی نہیں؛ قوافی: تمنا، بھروسا، اٹھتا، بے جا، ایسا، ٹھکانا، دیکھا، اچھا۔

صنعتِ تضاد

متضاد الفاظ کا استعمال؛ مقطع میں 'برا' اور 'اچھا'، دوسرے شعر میں 'یگانوں' اور 'بیگانوں'۔

تضمین / مکالمہ

چھٹے شعر کا پہلا مصرع واوین میں ہے، یعنی صیاد سے براہِ راست خطاب اور مکالمے کا انداز۔

نفسیاتی انداز

فراق محبت کو جذبات کے بجائے ذہنی و نفسیاتی کیفیتوں کے طور پر دیکھتے ہیں؛ متضاد کیفیتوں (بھولنا اور یاد نہ آنا) کا بیک وقت بیان ان کی خصوصیت ہے۔

غزل کا تعارف

فراق کی یہ غزل محبت کی پیچیدہ اور متضاد کیفیتوں کی تصویر ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اب سر میں جنون اور دل میں آرزو نہیں رہی، مگر یہ بھی یقین نہیں کہ محبت واقعی ختم ہو گئی ہے۔ دل نہ اپنوں میں شمار ہوتا ہے نہ غیروں میں، پھر بھی محبوب کی محفل سے اٹھتا نہیں۔

Free notes: freebooks.pk

وہ کہتا ہے کہ محبوب کی محض مہربانی محبت نہیں ہوتی؛ پہلے کی بے جا ناراضی میں بھی ایک اپنائیت تھی جو اب نہیں رہی۔ مدتوں سے یاد نہیں آیا مگر بھولا بھی نہیں۔ دیوانے عموماً ہنگامہ نہیں کرتے مگر بعض کا کچھ پتا نہیں۔ مقطع میں شاعر بڑی بے تکلفی سے خود پر طنز کرتا ہے کہ فراق محبوب کا دوست تو ہے مگر کچھ اچھا آدمی بھی نہیں۔

شعر وار تشریح

شعر 1 (مطلع): ترکِ محبت کا بھروسا نہیں

شاعر کہتا ہے کہ اب نہ سر میں عشق کا جنون ہے اور نہ دل میں کوئی آرزو باقی ہے، بظاہر میں نے محبت چھوڑ دی ہے۔ مگر اس ترکِ محبت پر بھی بھروسا نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ عشق کی آگ راکھ میں دبی رہتی ہے اور کسی بھی لمحے پھر بھڑک سکتی ہے۔ یہ محبت کی نفسیات کا گہرا مشاہدہ ہے۔

شعر 2: نہ اپنوں میں نہ غیروں میں

شاعر کہتا ہے کہ میرا دل اب نہ محبوب کے اپنوں میں گنا جاتا ہے اور نہ بیگانوں میں؛ یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ اس کے باوجود یہ دل محبوب کی جلوہ گاہ سے، جہاں وہ ناز و ادا سے اپنا حسن دکھاتا ہے، اٹھنے کا نام نہیں لیتا۔ یگانوں اور بیگانوں میں صنعتِ تضاد ہے۔

شعر 3: مہربانی محبت نہیں

شاعر محبوب سے کہتا ہے کہ اے دوست! مہربانی کو محبت نہیں کہتے۔ اب تو مجھ سے تیری بے وجہ ناراضی بھی نہیں رہی۔ پہلے کی بے جا رنجش میں بھی ایک تعلق اور اپنائیت تھی، اب محبوب صرف رسمی مہربانی کرتا ہے جو محبت کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ شاعر کو اسی بات کا دکھ ہے۔

شعر 4: یاد نہیں آئی، بھولے بھی نہیں

شاعر کہتا ہے کہ مدتیں گزر گئیں ہمیں تیری یاد بھی نہیں آئی، مگر ایسا بھی نہیں کہ ہم تجھے بھول گئے ہوں۔ یعنی محبوب اب شعوری یاد کا حصہ نہیں رہا بلکہ لاشعور میں اس طرح بس گیا ہے کہ اسے یاد کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ فراق کے نفسیاتی انداز کی عمدہ مثال ہے۔

شعر 5: دیوانۂ عشق کا ٹھکانا نہیں

شاعر کہتا ہے کہ عشق کے دیوانے عام طور پر ہنگامے نہیں اٹھاتے، وہ خاموشی سے دکھ سہتے ہیں۔ مگر اے دوست! بعض دیوانوں کا کوئی ٹھکانا نہیں؛ اگر ان کا صبر ٹوٹ جائے تو وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں اور بڑا ہنگامہ کھڑا کر سکتے ہیں۔ یہ محبوب کے لیے ایک لطیف تنبیہ بھی ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شعر 6: ہمیں گل ہیں، ہمیں بلبل ہیں

شاعر صیاد سے خطاب کرتا ہے کہ ارے صیاد! پھول بھی ہم ہیں اور بلبل بھی ہم، یعنی حسن اور عشق دونوں ہمارے اندر ہیں۔ افسوس کہ تو نے ہماری حقیقت نہ سنی نہ دیکھی۔ صیاد سے مراد ظالم دنیا یا محبوب ہے جو عاشق کی اصل قدر نہیں پہچانتا۔

شعر 7 (مقطع): دوست مگر اچھا آدمی نہیں

مقطع میں شاعر شوخی سے کہتا ہے کہ ہم اپنے منہ سے تو برا نہیں کہتے، مگر سچ یہ ہے کہ فراق تیرا دوست ضرور ہے لیکن کچھ اچھا آدمی بھی نہیں۔ اس میں خود پر طنز، انکسار اور بے تکلفی کا حسین امتزاج ہے۔ ‘برا’ اور ‘اچھا’ میں صنعتِ تضاد ہے۔

مرکزی خیال

غزل کا مرکزی خیال محبت کی نفسیاتی پیچیدگی ہے۔ محبت ترک کر دینے کے بعد بھی دل میں موجود رہتی ہے؛ محبوب یاد نہ آئے تب بھی بھولتا نہیں؛ اور رسمی مہربانی سچی محبت کا بدل نہیں ہو سکتی۔ فراق نے یہ کیفیات سادہ، بے تکلف اور گفتگو جیسے انداز میں بیان کر کے غزل کو نئی گہرائی دی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

سودا

جنون، دیوانگی۔

تمنا

آرزو، خواہش۔

ترکِ محبت

محبت چھوڑ دینا۔

یگانے

اپنے لوگ۔

بیگانے

غیر لوگ۔

جلوہ گہِ ناز

محبوب کے ناز و ادا سے حسن دکھانے کی جگہ۔

رنجشِ بے جا

بلا وجہ ناراضی۔

ہنگامے اٹھانا

شور شرابا کرنا۔

دیوانۂ عشق

عشق میں دیوانہ۔

ٹھکانا نہ ہونا

کچھ پتا نہ ہونا کہ کیا کر بیٹھے۔

صیاد

شکاری۔

گل و بلبل

پھول اور بلبل؛ حسن و عشق کی علامتیں۔

خاکہ

غزلِ فراق: محبت کی متضاد کیفیات: یہ خاکہ دکھاتا ہے کہ فراق کی غزل میں محبت کی متضاد کیفیتیں کیسے ایک ساتھ موجود ہیں۔

غزلِ فراق: محبت کی متضاد کیفیات



مختصر سوالات و جوابات

شاعر کو ترکِ محبت کا بھروسا کیوں نہیں؟

کیونکہ محبت دل میں دبی رہتی ہے اور کسی بھی وقت پھر جاگ سکتی ہے۔

دیوانۂ عشق کیا کچھ کر سکتا ہے؟

عام طور پر وہ ہنگامہ نہیں کرتا، مگر صبر ٹوٹ جائے تو اس کا کچھ ٹھکانا نہیں، بڑا ہنگامہ کھڑا کر سکتا ہے۔

‘جلوہ گہِ ناز’ سے کیا مراد ہے؟

محبوب کی وہ محفل یا جگہ جہاں وہ ناز و ادا سے اپنا حسن دکھاتا ہے۔

شاعر صیاد سے مخاطب ہو کر کیا کہتا ہے؟

کہ گل بھی ہم ہیں اور بلبل بھی ہم، مگر تو نے ہماری حقیقت نہ سنی نہ دیکھی۔

freebooks.pk

مقطع میں شاعر نے اپنے بارے میں کیا رائے دی ہے؟

کہ فراق محبوب کا دوست تو ہے مگر کچھ اچھا آدمی بھی نہیں؛ یہ شوخی اور انکسار ہے۔

اس غزل کی ردیف اور قوافی لکھیں۔

ردیف: بھی نہیں؛ قوافی: تمنا، بھروسا، اٹھتا، بے جا، ایسا، ٹھکانا، دیکھا، اچھا۔

شاعر کے نزدیک کس چیز کو محبت نہیں کہتے؟

مہربانی کو۔

مدتوں یاد نہ آنے کے باوجود شاعر کیا کہتا ہے؟

کہ ایسا بھی نہیں کہ ہم تجھے بھول گئے ہوں۔

فراق گورکھپوری کا اصل نام کیا تھا؟

رگھوپتی سہائے۔

فراق نے کس مضمون میں اور کہاں سے ایم اے کیا؟

انگریزی ادب میں، الہ آباد یونیورسٹی سے (1930ء)۔

مطلعِ ثانی کسے کہتے ہیں؟

مطلع کے بعد آنے والا دوسرا مطلع، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔

یہ غزل کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

شبنمستان۔

تفصیلی سوالات و جوابات

فراق کی غزل کے مطلع اور چوتھے شعر کی تشریح کریں۔

مطلع کا مفہوم

شاعر کہتا ہے کہ اب نہ سر میں جنون ہے نہ دل میں تمنا، مگر اس ترکِ محبت پر بھروسا نہیں؛ محبت کسی بھی وقت لوٹ سکتی ہے۔

مطلع کی خوبی

یہ محبت کی نفسیات کا سچا بیان ہے؛ ظاہری بے نیازی کے نیچے جذبہ زندہ رہتا ہے۔ دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

چوتھے شعر کا مفہوم

مدتوں محبوب یاد نہیں آیا، مگر ایسا بھی نہیں کہ اسے بھلا دیا ہو؛ وہ لاشعور میں بس چکا ہے۔

فنی پہلو

دونوں شعروں میں متضاد کیفیتوں کا بیک وقت بیان، سادہ اور گفتگو جیسا لہجہ اور ردیف ‘بھی نہیں’ کی معنویت نمایاں ہے۔

فراق گورکھپوری کی غزل گوئی کی خصوصیات بیان کریں۔

نفسیاتی گہرائی

فراق محبت کی ذہنی و نفسیاتی کیفیتوں کو گہرائی سے بیان کرتے ہیں، جیسے یاد نہ آنا مگر بھولنا بھی نہیں۔

تہذیبی وسعت

آریائی و دیو مالائی ورثے اور مغربی، ایرانی و ہندوستانی کلچر کے مطالعے نے ان کی غزل کو وسعت دی۔

جذبات اور جمالیات

ان کی غزل میں شدید جذباتی کیفیات اور جمالیاتی حسن ملتا ہے؛ انھوں نے غزل کو نئے موضوعات دیے۔

اسلوب

سادہ، بے تکلف اور گفتگو جیسا لہجہ؛ خود پر طنز اور شوخی، جیسے اس غزل کے مقطع میں۔

‘مہربانی کو محبت نہیں کہتے اے دوست’ اور ‘ارے صیاد ہمیں گل ہیں...’ والے اشعار کی تشریح کریں۔

مہربانی اور محبت

محبوب اب رسمی مہربانی کرتا ہے، مگر شاعر کہتا ہے کہ یہ محبت نہیں؛ پہلے کی بے جا ناراضی میں بھی جو تعلق تھا وہ اب نہیں رہا۔

اس شعر کی نزاکت

عام طور پر ناراضی کو برا سمجھا جاتا ہے، مگر فراق کے نزدیک رنجش بھی محبت کی علامت تھی؛ اس کا ختم ہونا تعلق کے ٹوٹنے کا اعلان ہے۔

صیاد سے خطاب

شاعر کہتا ہے کہ حسن (گل) اور عشق (بلبل) دونوں ہم ہیں، مگر صیاد نے ہماری حقیقت نہ دیکھی نہ سنی۔

علامتی معنی

صیاد ظالم دنیا یا بے قدر محبوب کی علامت ہے؛ گل و بلبل اردو شاعری کی روایتی علامتیں ہیں جنھیں فراق نے نئے معنی دیے۔

Free notes: freebooks.pk

فراق گورکھپوری کے حالاتِ زندگی اور تصانیف پر نوٹ لکھیں۔

خاندان

اصل نام رگھوپتی سہائے؛ گورکھپور میں پیدا ہوئے؛ والد منشی گورکھ پرشاد عبرت وکیل اور شاعر تھے۔

تعلیم و ملازمت

ابتدائی تعلیم گھر پر؛ 1930ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے؛ عمر بھر تدریس۔

اعزازات

بھارت اور سوویت یونین کی طرف سے ادبی خدمات پر اعزازات ملے۔

تصانیف

پچھلی رات، چراغاں، گلِ نغمہ، شعلۂ ساز، روحِ کائنات، غزلستان، شبنمستان، اردو کی عشقیہ شاعری، اردو غزل گوئی؛ کلیاتِ فراق۔

معروضی سوالات (MCQs)

غزل کے پہلے شعر کو کہتے ہیں: (الف) مقطع (ب) مطلع (ج) حسنِ مطلع (د) مطلعِ ثانی

درست جواب: (ب) مطلع۔ مطلع۔

ترکِ محبت کا نہیں ہے: (الف) کوئی انجام (ب) بھروسا (ج) فائدہ (د) اعتبار

درست جواب: (ب) بھروسا۔ بھروسا۔

'یگانوں' سے مراد ہے: (الف) بیگانے لوگ (ب) اپنے لوگ (ج) تنہا لوگ (د) منفرد لوگ

درست جواب: (ب) اپنے لوگ۔ اپنے لوگ۔

_____ کو محبت نہیں کہتے اے دوست! (الف) ارزانی (ب) عداوت (ج) شفقت (د) مہربانی

درست جواب: (د) مہربانی۔ مہربانی۔

مقطع میں صنعت استعمال ہوئی ہے: (الف) صنعتِ مبالغہ (ب) صنعتِ تکرار (ج) صنعتِ تضاد (د) صنعتِ مراعات النظیر

درست جواب: (ج) صنعتِ تضاد۔ برا اور اچھا۔

اس غزل کی ردیف ہے: (الف) نہیں (ب) بھی نہیں (ج) تمنا (د) اچھا

درست جواب: (ب) بھی نہیں۔ بھی نہیں۔

Free notes: freebooks.pk

فراق گورکھپوری کا اصل نام تھا: (الف) رگھوپتی سہائے (ب) گورکھ پرشاد (ج) برج نارائن (د) دیا شنکر

درست جواب: (الف) رگھوپتی سہائے۔ رگھوپتی سہائے۔

فراق کے والد کا تخلص تھا: (الف) عبرت (ب) حسرت (ج) چکبست (د) نسیم

درست جواب: (الف) عبرت۔ عبرت۔

فراق نے ایم اے کیا: (الف) اردو میں (ب) فارسی میں (ج) انگریزی ادب میں (د) فلسفے میں

درست جواب: (ج) انگریزی ادب میں۔ انگریزی ادب، الہ آباد یونیورسٹی۔

یہ غزل کس مجموعے سے ہے؟ (الف) غزلستان (ب) شبنمستان (ج) گلِ نغمہ (د) روحِ کائنات

درست جواب: (ب) شبنمستان۔ شبنمستان۔

غزل کے آخری شعر کو جس میں تخلص ہو، کہتے ہیں: (الف) مطلع (ب) مقطع (ج) بیت (د) قطعہ

درست جواب: (ب) مقطع۔ مقطع۔

'سودا' کا مطلب ہے: (الف) خریداری (ب) جنون (ج) خواب (د) غم

درست جواب: (ب) جنون۔ یہاں جنون، دیوانگی۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: فراق گورکھپوری (رگھوپتی سہائے)، گورکھپور؛ والد منشی گورکھ پرشاد عبرت؛ انگریزی میں ایم اے (1930ء، الہ آباد)۔
- ماخذ: شبنمستان؛ کلیاتِ فراق۔
- ردیف: بھی نہیں؛ قوافی: تمنا، بھروسا، اٹھتا، بے جا، ایسا، ٹھکانا، دیکھا، اچھا۔
- مطلع: سر میں سودا بھی نہیں...؛ مقطع: منہ سے ہم اپنے برا تو نہیں کہتے کہ فراق...۔
- صنائع: تضاد (یگانے/بیگانے، برا/اچھا)؛ گل و بلبل کی علامتیں۔
- تذکیر و تانیث: سودا (مذکر)، تمنا (مؤنث)، بھروسا (مذکر)، ہنگامہ (مذکر)۔

امتحانی نکات

- فراق کے اشعار کی تشریح میں متضاد کیفیتوں (ترک مگر بھروسا نہیں، یاد نہیں مگر بھولے بھی نہیں) کو واضح کریں۔
- مطلع، مطلعِ ثانی اور مقطع کی تعریف کے ساتھ اسی غزل سے مثال دیں۔
- مقطع میں صنعتِ تضاد اور خود پر طنز دونوں کا ذکر کریں۔

Free notes: freebooks.pk

- تذکیر و تانیث کے جملے بناتے وقت فعل کو اسم کے مطابق رکھیں، مثلاً ‘تمنا پوری ہوئی’ اور ‘بھروسا ٹوٹ گیا’۔
- فراق کی خصوصیات کے سوال میں ان کے وسیع مطالعے اور نفسیاتی انداز کو بنیاد بنائیں۔

سبق 20: غزل (منیر نیازی)

Urdu Class 11 Lesson 20: Ghazal (Munir Niazi)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے بیسویں سبق پر مبنی ہیں، جس میں منیر نیازی کی غزل شامل ہے۔ یہ غزل ان کے مجموعے 'چھے رنگین دروازے' سے لی گئی ہے اور اس کی ردیف 'ہوئے رہنا' ہے۔

اس غزل میں عاشق کی بے چینی، محبوب کے حسن کی دل کش تصویریں اور شاعر کی اپنی اکتاہٹ کو منفرد تشبیہات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، شعر وار تشریح، مرکزی خیال، تشبیہ (ارکان کے ساتھ) اور استعارہ، حسنِ تعلیل، ردیف و قوافی، محاورات، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو منیر نیازی کی غزل میں پوشیدہ جذبات، احساسات اور تجربات سے متعارف کرانا۔
- غزل اور غزل کی فکری و فنی لوازمات کے بارے میں روشناس کرانا۔
- منیر نیازی کی غزل کے تجزیے اور تشریح کے ذریعے طلبہ کی تخلیقی سوچ اور تخیل کو ترقی دینا۔

شاعر کا تعارف

ممتاز اردو شاعر منیر نیازی کا پورا نام محمد منیر خان تھا۔ وہ خان پور، ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ صرف دو ماہ کے تھے کہ والد وفات پا گئے اور چچاؤں نے ان کی پرورش کی ذمہ داری نبھائی۔ سات سال کی عمر تک خان پور میں رہے، پھر خاندان کے ہمراہ ساہیوال چلے گئے۔ پرائمری تعلیم ساہیوال میں حاصل کی اور گورنمنٹ ہائی سکول ساہیوال سے میٹرک کیا۔ کچھ عرصہ فوج میں ملازمت کی مگر جاری نہ رکھ سکے۔

تعلیمی سلسلہ دوبارہ شروع کر کے بہاول پور سے ایف اے کیا، پھر دیال سنگھ کالج لاہور میں بی اے میں داخلہ لیا، مگر قیامِ پاکستان کے پُرآشوب حالات میں تعلیم ادھوری رہ گئی۔ ساہیوال میں 'ارژنگ پبلشرز' کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا جو مالی مسائل کی وجہ سے بند ہو گیا۔ ساہیوال میں مجید امجد، انجم رومانی اور صدیق کلیم سے روابط رہے، جن میں مجید امجد کا اثر سب سے زیادہ ہے۔ لاہور آ کر ان کی شاعری کی خوب شہرت ہوئی؛ وہ حلقۂ اربابِ ذوق کے سیکرٹری بھی رہے اور اشاعتی ادارہ 'المثال' بھی قائم کیا۔

انھوں نے شاعری ہی کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا اور کچھ فلمی گیت بھی لکھے۔ ان کے گیارہ اردو اور تین پنجابی مجموعے شائع ہوئے۔ اردو مجموعوں میں تیز ہوا اور تنہا پھول، جنگل میں دھنک، دشمنوں کے درمیان شام، آغازِ زمستاں میں دوبارہ اور اس بے وفا کا شہر شامل ہیں، جب کہ تمام کلام 'کلیاتِ منیر نیازی' میں شائع ہو چکا ہے۔ پنجابی مجموعے: سفر دی

Free notes: freebooks.pk

رات، رستہ دسن والے تارے اور چار چپ چیزاں۔ 1992ء میں صدارتی ایوارڈ برائے حسنِ کارکردگی اور کمالِ فن ایوارڈ، اور 2005ء میں ستارۂ امتیاز سے نوازے گئے۔

تشبیہ، استعارہ اور فنی محاسن

تشبیہ

کسی چیز کو کسی مشترک صفت کی بنا پر دوسری چیز کے مانند قرار دینا۔ ارکان: مشبہ (جسے تشبیہ دیں)، مشبہ بہ (جس سے تشبیہ دیں)، حرفِ تشبیہ (سا، سی، جیسا، کی طرح وغیرہ) اور وجہِ شبہ (مشترک صفت)۔ مثال: کاغذ دودھ کی طرح سفید ہے۔

طرفینِ تشبیہ

مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفینِ تشبیہ کہتے ہیں۔

غزل میں تشبیہ

‘اک آگ سی جذبوں کی’: جذبے مشبہ، آگ مشبہ بہ، ‘سی’ حرفِ تشبیہ، گرمی و شدت وجہِ شبہ۔ اسی طرح ‘اک باغ سا’، ‘اک شام سی’، ‘اک چاند سا’۔

استعارہ

لفظ کو حقیقی کے بجائے مجازی معنوں میں تشبیہ کے تعلق سے استعمال کرنا۔ ارکان: مستعار لہ (جس کے لیے استعارہ کیا جائے)، مستعار منہ (جس سے استعارہ لیا جائے) اور وجہِ جامع (مشترک صفت)۔ استعارے میں مستعار لہ اور وجہِ جامع کا ذکر نہیں ہوتا، جیسے ماں کا بیٹے کو ‘میرا چاند’ کہنا۔

حسنِ تعلیل

کسی بات کی اصل وجہ کے بجائے کوئی خوب صورت شاعرانہ وجہ بیان کرنا؛ چوتھے شعر میں شام ہو جانے کی وجہ محبوب کے کاجل کا کرشمہ بتائی گئی ہے۔

ردیف و قوافی

ردیف: ہوئے رہنا؛ قوافی بالترتیب: گھبرائے، دہکائے، مہکائے، شرمائے، چمکائے، اکتائے۔

مطلع و مقطع

مطلع ‘بے چین بہت پھرنا...’ اور مقطع ‘عادت ہی بنا لی ہے تم نے تو منیر اپنی...’۔

غزل کا تعارف

منیر نیازی کی یہ غزل عاشق اور محبوب کی کیفیتوں کی رنگین تصویر ہے۔ مطلع میں شاعر اپنی بے چینی اور دل میں دہکتی جذبوں کی آگ کا ذکر کرتا ہے۔ اگلے اشعار میں محبوب کی تصویر ہے: اس کے سرخ ہونٹوں کی خوشبو ساتھ ساتھ چلتی ہے، عاشق

Free notes: freebooks.pk

کو دیکھ کر وہ شرما کر پردے میں چلا جاتا ہے، اور اس کی کاجل بھری آنکھیں شام اور چاند کا منظر پیش کرتی ہیں۔

مقطع میں شاعر خود سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ منیر! تم نے تو عادت ہی بنا لی ہے کہ جس شہر میں بھی رہو، اکتائے ہوئے رہو۔ یہ اکتاہٹ اور بے اطمینانی منیر نیازی کی شاعری کی پہچان ہے۔

شعر وار تشریح

شعر 1 (مطلع): بے چینی اور جذبوں کی آگ

شاعر کہتا ہے کہ عشق نے یہ حال کر دیا ہے کہ ہر وقت بے چین پھرتا ہوں اور گھبرایا ہوا رہتا ہوں۔ دل میں جذبوں کی آگ سی دہکتی رہتی ہے جو کسی پل سکون نہیں لینے دیتی۔ یہاں جذبوں کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے؛ وجہِ شبہ گرمی، شدت اور جلن ہے۔ یہ بے چینی عشق کی شدت اور خواہش کی تکمیل نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔

شعر 2: خوشبو اور باغ

محبوب کی تعریف میں شاعر کہتا ہے کہ وہ اپنے سرخ ہونٹوں (لبِ لعلیں) کی خوشبو چھلکاتا ہوا چلتا ہے، گویا اپنے ساتھ ایک پورا باغ مہکائے پھرتا ہو۔ جہاں سے گزرتا ہے فضا معطر ہو جاتی ہے۔ 'اک باغ سا' میں تشبیہ ہے؛ خوشبو کو چھلکانا ایک نیا اور خوب صورت انداز ہے جو خوشبو سے گہرے تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔

شعر 3: حسن کا شیوہ

شاعر کہتا ہے کہ حسن کا انداز اور طریقہ ہی یہ ہے کہ جب عشق سامنے آئے تو وہ پردے میں چھپ جاتا ہے اور شرمایا ہوا رہتا ہے۔ یعنی محبوب شرمیلا ہے؛ عاشق کو دیکھ کر حیا سے نظریں چرا لیتا ہے۔ یہ حسن کی ادا بھی ہے اور عاشق کے لیے آزمائش بھی۔

شعر 4: کاجل کی شام، آنکھوں کا چاند

محبوب اپنی آنکھوں میں کاجل لگا کر گویا شام کر دیتا ہے، اور اسی سیاہی میں آنکھوں کی چمک چاند کی طرح روشن رہتی ہے۔ کاجل کی سیاہی کو شام اور آنکھ کی پتلی کی چمک کو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ شام ہونے کی وجہ کاجل کا کرشمہ بتانا حسنِ تعلیل ہے۔

شعر 5 (مقطع): اکتاہٹ کی عادت

مقطع میں شاعر خود سے کہتا ہے کہ منیر! تم نے تو اپنی عادت ہی بنا لی ہے کہ جس شہر میں بھی رہو، اکتائے ہوئے رہو۔ یہ جدید انسان کی بے اطمینانی، تنہائی اور کہیں دل نہ لگنے کی کیفیت ہے۔ تخلیقی سطح پر یہ اکتاہٹ شاعر کی حساس طبیعت اور بہتر دنیا کی تلاش کی علامت ہے۔

Free notes: freebooks.pk

مرکزی خیال

غزل کا مرکزی خیال عشق کی بے چینی اور حسن کی دل کشی ہے۔ عاشق جذبوں کی آگ میں جلتا اور گھبرایا رہتا ہے، جب کہ محبوب خوشبو، حیا اور آنکھوں کی چمک کا پیکر ہے۔ مقطع میں شاعر کی اپنی بے اطمینانی سامنے آتی ہے کہ اس کا دل کسی شہر میں نہیں لگتا۔ منیر نیازی نے یہ سب نرم، موسیقیت بھرے لہجے اور تازہ تشبیہات میں بیان کیا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

بے چین

بے قرار۔

دہکانا

آگ کو بھڑکانا۔

چھلکانا

بھرے برتن سے باہر گرانا؛ یہاں خوشبو بکھیرنا۔

لبِ لعلیں

سرخ ہونٹ۔

مہکانا

خوشبو سے بھر دینا۔

شیوہ

طریقہ، انداز، عادت۔

کاجل

آنکھوں میں لگانے کا سیاہ سرمہ۔

کرشمہ

کمال، جادو۔

اکتانا

دل بھر جانا، بیزار ہونا۔

پانی پانی ہونا

بہت شرمندہ ہونا۔

نو دو گیارہ ہونا

بھاگ جانا۔

خاکہ

غزلِ منیر: **تشبیہات کا خاکہ:** یہ خاکہ غزل میں استعمال ہونے والی تشبیہات اور مقطع کی کیفیت دکھاتا ہے۔

غزلِ منیر: تشبیہات کا خاکہ



مختصر سوالات و جوابات

شاعر کی بے چینی، گھبراہٹ اور جذبوں کی آگ دہکانے کا سبب کیا ہے؟

عشق کی شدت اور محبوب سے دوری؛ خواہش پوری نہ ہونے سے دل بے قرار رہتا ہے۔

منیر نیازی نے خوشبو کے ساتھ تعلق کس طرح بیان کیا ہے؟

محبوب اپنے ہونٹوں کی خوشبو چھلکاتا ہوا چلتا ہے گویا ساتھ ایک باغ مہکائے پھرتا ہو۔

freebooks.pk

شیوۂ حسن کیا ہے؟

عشق سامنے آئے تو پردے میں چلے جانا اور شرمائے ہوئے رہنا۔

چوتھے شعر میں حسنِ تعلیل کیسے برتا گیا ہے؟

شام ہونے کی وجہ محبوب کے کاجل کا کرشمہ بتائی گئی ہے، جو اصل وجہ نہیں بلکہ شاعرانہ وجہ ہے۔

شاعر نے کس عادت کا ذکر کیا ہے؟

جس شہر میں بھی رہنا، اکتائے ہوئے رہنا؛یعنی کہیں دل نہ لگنا۔

اس غزل کی ردیف اور قوافی بالترتیب لکھیں۔

ردیف: ہوئے رہنا؛ قوافی: گھبرائے، دہکائے، مہکائے، شرمائے، چمکائے، اکتائے۔

تشبیہ کے ارکان کتنے ہیں؟ نام لکھیں۔

چار: مشبہ، مشبہ بہ، حرفِ تشبیہ اور وجہِ شبہ۔

استعارہ اور تشبیہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟

تشبیہ میں دونوں چیزوں کا ذکر ہوتا ہے، استعارے میں مستعار لہ کا ذکر نہیں ہوتا اور ایک چیز کو دوسری ہی کہہ دیا جاتا ہے۔

منیر نیازی کا پورا نام اور جائے پیدائش لکھیں۔

محمد منیر خان؛ خان پور، ضلع ہوشیار پور۔

منیر نیازی پر سب سے زیادہ اثر کس شاعر کا ہے؟

مجید امجد کا۔

منیر نیازی کو کون سے اعزازات ملے؟

1992ء میں صدارتی ایوارڈ برائے حسنِ کارکردگی اور کمالِ فن ایوارڈ، 2005ء میں ستارۂ امتیاز۔

یہ غزل کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

چھے رنگین دروازے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

غزل کے مطلع اور چوتھے شعر کی تشریح کریں۔

مطلع کا مفہوم

شاعر عشق کی وجہ سے ہر وقت بے چین اور گھبرایا رہتا ہے اور دل میں جذبوں کی آگ دہکتی رہتی ہے۔

مطلع کا فنی پہلو

‘اک آگ سی جذبوں کی’ میں تشبیہ؛ دونوں مصرعے ہم قافیہ (گھبرائے، دہکائے) اور ردیف ‘ہوئے رہنا’ مسلسل کیفیت کو ظاہر کرتی ہے۔

چوتھے شعر کا مفہوم

محبوب کاجل لگا کر آنکھوں میں گویا شام کر دیتا ہے اور اسی میں آنکھوں کی چمک چاند جیسی رہتی ہے۔

چوتھے شعر کا فنی پہلو

کاجل = شام اور آنکھ کی چمک = چاند کی تشبیہات، شام اور چاند میں مراعات النظیر، اور شام ہونے کی وجہ کاجل بتانا حسنِ تعلیل ہے۔

تشبیہ اور استعارہ کی تعریف کریں اور غزل سے مثالیں دیں۔

تشبیہ

کسی چیز کو مشترک صفت کی بنا پر دوسری چیز کے مانند قرار دینا؛ ارکان: مشبہ، مشبہ بہ، حرفِ تشبیہ، وجہِ شبہ۔

غزل سے مثال

‘اک آگ سی جذبوں کی’: جذبے (مشبہ)، آگ (مشبہ بہ)، سی (حرفِ تشبیہ)، شدت و حرارت (وجہِ شبہ)۔ ‘اک چاند سا آنکھوں میں’ بھی تشبیہ ہے۔

استعارہ

لفظ کو تشبیہ کے تعلق سے مجازی معنوں میں استعمال کرنا؛ ارکان: مستعار لہ، مستعار منہ، وجہِ جامع؛ مستعار لہ اور وجہِ جامع کا ذکر نہیں ہوتا۔

استعارے کی مثال

بہادر کو صرف ‘شیر’ کہنا یا ماں کا بیٹے کو ‘میرا چاند’ کہنا؛ یہاں بیٹا مستعار لہ، چاند مستعار منہ اور خوب صورتی وجہِ جامع ہے۔

منیر نیازی کی غزل کے استحسانی پہلوؤں پر نوٹ لکھیں۔

تازہ تشبیہات

آگ سی، باغ سا، شام سی، چاند سا جیسی سادہ مگر تازہ تشبیہات غزل کو تصویری بنا دیتی ہیں۔

موسیقیت

طویل ردیف ‘ہوئے رہنا’ اور ‘ائے’ پر ختم ہونے والے قوافی غزل میں نغمگی اور تسلسل پیدا کرتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

حسن کی تصویر کشی

خوشبو، حیا، کاجل اور آنکھوں کی چمک کے ذریعے محبوب کی نرم اور دل کش تصویر بنائی گئی ہے۔

جدید احساس

مقطع میں کسی شہر میں دل نہ لگنا جدید انسان کی تنہائی اور بے اطمینانی کو ظاہر کرتا ہے، جو منیر نیازی کی پہچان ہے۔

منیر نیازی کے حالاتِ زندگی اور ادبی خدمات بیان کریں۔

ابتدائی زندگی

محمد منیر خان؛ خان پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے؛ دو ماہ کی عمر میں والد کا انتقال؛ چچاؤں نے پرورش کی؛ ساہیوال میں تعلیم۔

تعلیم و جدوجہد

فوج کی مختصر ملازمت؛ بہاول پور سے ایف اے؛ دیال سنگھ کالج لاہور میں بی اے ادھورا؛ ارژنگ پبلشرز اور المثال جیسے اشاعتی ادارے قائم کیے۔

ادبی سفر

مجید امجد سے متاثر؛ لاہور میں شہرت اور حلقۂ اربابِ ذوق کے سیکرٹری؛ فلمی گیت بھی لکھے۔

تصانیف و اعزازات

گیارہ اردو اور تین پنجابی مجموعے، کلیاتِ منیر نیازی؛ 1992ء میں صدارتی ایوارڈ برائے حسنِ کارکردگی و کمالِ فن ایوارڈ، 2005ء میں ستارۂ امتیاز۔

معروضی سوالات (MCQs)

شاعر آگ دہکائے ہوئے رہتا ہے: (الف) احساسات کی (ب) جذبوں کی (ج) آہوں کی (د) نالوں کی

درست جواب: (ب) جذبوں کی۔ جذبوں کی۔

‘لبِ لعلیں’ کا مطلب ہے: (الف) موتی کا کنارا (ب) خوب صورت رخسار (ج) پتلے ہونٹ (د) سرخ ہونٹ

درست جواب: (د) سرخ ہونٹ۔ سرخ ہونٹ۔

شاعر کا محبوب ہے: (الف) شرمیلا (ب) غصیلا (ج) جوشیلا (د) جھگڑالو

درست جواب: (الف) شرمیلا۔ شرمایا ہوا رہتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

'اک شام سی' اور 'اک چاند سا' میں 'سی' اور 'سا' قواعد کی رو سے ہیں: (الف) استعارہ (ب) مجازِ مرسل (ج) حروفِ تشبیہ (د) مشبہ بہ

درست جواب: (ج) حروفِ تشبیہ۔ حروفِ تشبیہ۔

غزل کا آخری شعر قواعد کے لحاظ سے کہلاتا ہے: (الف) مطلع (ب) بیت الغزل (ج) مقطع (د) حسنِ مطلع

درست جواب: (ج) مقطع۔ مقطع۔

اس غزل کی ردیف ہے: (الف) رہنا (ب) ہوئے رہنا (ج) ہوئے (د) اپنی

درست جواب: (ب) ہوئے رہنا۔ ہوئے رہنا۔

منیر نیازی کا پورا نام تھا: (الف) منیر احمد (ب) محمد منیر خان (ج) منیر حسین (د) منیر الدین

درست جواب: (ب) محمد منیر خان۔ محمد منیر خان۔

منیر نیازی کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) ساہیوال (ب) خان پور، ہوشیار پور (ج) بہاول پور (د) لاہور

درست جواب: (ب) خان پور، ہوشیار پور۔ خان پور، ضلع ہوشیار پور۔

منیر نیازی پر سب سے زیادہ اثر ہے: (الف) مجید امجد کا (ب) فیض کا (ج) ناصر کاظمی کا (د) ن م راشد کا

درست جواب: (الف) مجید امجد کا۔ مجید امجد۔

منیر نیازی کو ستارۂ امتیاز ملا: (الف) 1992ء (ب) 2000ء (ج) 2005ء (د) 2010ء

درست جواب: (ج) 2005ء۔ 2005ء۔

یہ غزل کس مجموعے سے ہے؟ (الف) جنگل میں دھنک (ب) چھے رنگین دروازے (ج) تیز ہوا اور تنہا پھول (د) اس بے وفا کا شہر

درست جواب: (ب) چھے رنگین دروازے۔ چھے رنگین دروازے۔

تشبیہ کے ارکان ہیں: (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

درست جواب: (ج) چار۔ مشبہ، مشبہ بہ، حرفِ تشبیہ، وجہِ شبہ۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: منیر نیازی (محمد منیر خان)، خان پور ضلع ہوشیار پور؛ ساہیوال، بہاول پور، لاہور؛ مجید امجد سے متاثر۔
- اعزازات: 1992ء صدارتی ایوارڈ برائے حسنِ کارکردگی و کمالِ فن ایوارڈ؛ 2005ء ستارۂ امتیاز۔
- ماخذ: چھے رنگین دروازے؛ ردیف: ہوئے رہنا؛ قوافی: گھبرائے، دہکائے، مہکائے، شرمائے، چمکائے، اکتائے۔
- تشبیہات: آگ سی، باغ سا، شام سی، چاند سا؛ حسنِ تعلیل: کاجل سے شام۔

Free notes: freebooks.pk

- تشبیہ کے ارکان: مشبہ، مشبہ بہ، حرفِ تشبیہ، وجہِ شبہ؛ استعارے کے ارکان: مستعار لہ، مستعار منہ، وجہِ جامع۔
- مقطع: جس شہر میں بھی رہنا، اکتائے ہوئے رہنا (جدید انسان کی بے اطمینانی)۔

امتحانی نکات

- تشبیہ کے سوال میں ارکان کو جدول کی صورت میں لکھیں؛ غزل سے 'آگ سی جذبوں کی' کی مثال سب سے آسان ہے۔
- استعارہ اور تشبیہ کا فرق ایک جملے میں ضرور لکھیں: استعارے میں مستعار لہ کا ذکر نہیں ہوتا۔
- چوتھے شعر کی تشریح میں حسنِ تعلیل کا نام اور وضاحت دونوں لکھیں۔
- قوافی 'بالترتیب' مانگے جائیں تو اشعار کی ترتیب سے لکھیں۔
- محاورات کو جملوں میں استعمال کرتے وقت ان کا مجازی مطلب واضح ہونا چاہیے، مثلاً 'چور پولیس کو دیکھ کر نو دو گیارہ ہو گیا۔'

Free notes: freebooks.pk

سبق 21: غزل (احمد فراز)

Urdu Class 11 Lesson 21: Ghazal (Ahmad Faraz)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے اکیسویں سبق پر مبنی ہیں، جس میں احمد فراز کی مشہور غزل شامل ہے۔ یہ غزل ان کے مجموعے 'خوابِ گل پریشاں ہے' سے لی گئی ہے اور اس کی ردیف 'جاتے' ہے۔

اس غزل میں محبوب کی بے رخی کا شکوہ بھی ہے اور شکوہ کرنے کے بجائے عمل کا پیغام بھی؛ ہجر کی اذیت بھی ہے اور ظلم کے سامنے مزاحمت کا جذبہ بھی۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، شعر وار تشریح، مرکزی خیال، صنعتِ مراعات النظیر، مردف اور غیر مردف غزل کا فرق، ردیف و قوافی، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ میں شعر و ادب کی صلاحیت پیدا کرنا اور تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنا۔
- طلبہ کے جذبات کی اصلاح کرنا اور فکری بالیدگی پیدا کرنا۔
- طلبہ میں شعر کی تفہیم، تجزیہ اور تنقیدی صلاحیتیں پیدا کرنا۔
- طلبہ کو احمد فراز کی شاعری کے مختلف سماجی، ثقافتی اور سیاسی موضوعات سے آگاہ کرنا۔

شاعر کا تعارف

پاکستان کے نامور رومانوی شاعر احمد فراز کا اصل نام سید احمد شاہ اور تخلص فراز تھا۔ وہ صوبہ خیبر پختونخوا کے شہر نوشہرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید محمد شاہ برق بھی فارسی زبان کے ممتاز شاعر تھے۔ ایڈورڈز کالج پشاور میں طالب علمی کے زمانے ہی سے شعر و ادب کی دنیا میں قدم رکھ چکے تھے اور فیض احمد فیض اور علی سردار جعفری جیسے ترقی پسند شعرا سے بہت متاثر تھے۔

انھوں نے پشاور یونیورسٹی سے اردو اور فارسی میں ایم اے کیا اور کچھ عرصہ اسی یونیورسٹی میں اردو زبان و ادب کی تدریس سے وابستہ رہے۔ ان کی شاعری میں غمِ دوراں اور غمِ جاناں یک وقت ملتے ہیں۔ وہ سماجی ناانصافیوں کے خلاف ہر دور میں بغاوت کا علم بلند کرتے رہے اور اس کی پاداش میں کئی بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

احمد فراز مختلف اہم سرکاری عہدوں پر فائز رہے؛ اکادمی ادبیات کے بانی ڈائریکٹر جنرل اور بعد ازاں اس کے چیئرمین رہے، نیز نیشنل بک فاؤنڈیشن کے چیئرمین بھی رہے۔ شعری مجموعے: تنہا تنہا، جاناں جاناں، دردِ آشوب، خوابِ گل

Free notes: freebooks.pk

پریشاں ہے، نایافت اور شب خون وغیرہ؛ تمام کلام 'شہرِ سخن آراستہ ہے' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اعزازات: آدم جی ادبی انعام، کمالِ فن ایوارڈ، ستارۂ امتیاز اور ہلالِ امتیاز۔

فنی محاسن اور اصطلاحات

صنعتِ مراعات النظیر

شعر میں ایسے الفاظ لانا جو ایک ہی رعایت یا قبیل کے ہوں؛ جیسے اقبال کے ایک شعر میں ناخدا، بحر، کشتی اور ساحل۔ اس غزل کے دوسرے شعر میں ظلمت، شب، شمع اور جلانا؛ چوتھے شعر میں مقتل اور پابجولاں۔

ردیف و قوافی

ردیف: جاتے؛ قوافی: جاتے، آتے، جلاتے، جاتے، گاتے، نبھاتے (آواز 'اتے' مشترک)۔

مردف اور غیر مردف غزل

جس غزل میں قافیے کے بعد ردیف ہو اسے مردف اور جس میں صرف قافیہ ہو ردیف نہ ہو اسے غیر مردف کہتے ہیں؛ یہ غزل مردف ہے۔

صنعتِ تکرار

'جاتے جاتے' اور 'آتے جاتے' کی تکرار مطلع اور تیسرے شعر میں روانی اور زور پیدا کرتی ہے۔

تضاد

'آساں' اور 'اک عمر لگی'؛ 'آتے' اور 'جاتے' کے ذریعے متضاد کیفیتوں کا بیان۔

مزاحمتی رنگ

چوتھا شعر انقلابی اور مزاحمتی ہے: زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی مقتل کی طرف خوشی سے جانے کا عزم۔

مطلع و مقطع

مطلع 'سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے...'؛ مقطع 'اس کی وہ جانے اسے پاسِ وفا تھا کہ نہ تھا...'۔

غزل کا تعارف

احمد فراز کی یہ غزل محبت اور زندگی دونوں کے بارے میں ہے۔ مطلع میں شاعر شکوہ کرتا ہے کہ محبوب جاتے جاتے سارے تعلق توڑ گیا، حالانکہ اتنی جان پہچان تو تھی کہ کم از کم آنا جانا رہتا۔ دوسرے شعر میں وہ اخلاقی پیغام دیتا ہے کہ اندھیرے کا رونا رونے سے بہتر ہے کہ اپنے حصے کا چراغ جلایا جائے۔

تیسرے شعر میں ہجر کی اذیت ہے کہ مرنا آسان لگتا تھا مگر جان نکلنے میں عمر لگ گئی۔ چوتھا شعر مزاحمتی ہے کہ اگر جشنِ مقتل برپا ہوتا تو ہم زنجیروں میں بھی ناچتے گاتے جاتے۔ مقطع میں شاعر خود کو نصیحت کرتا ہے کہ محبوب وفادار ہو یا نہ

Free notes: freebooks.pk

ہو، تمھیں اپنی طرف سے وفا نبھانی چاہیے تھی۔

شعر وار تشریح

شعر 1 (مطلع): سارے سلسلے توڑ گیا

شاعر شکوہ کرتا ہے کہ محبوب جاتے جاتے سارے تعلقات اور رشتے توڑ گیا۔ حالانکہ ہمارے درمیان اتنی جان پہچان اور میل جول تو تھا کہ کم از کم آنا جانا ہی رہتا۔ شاعر دوستی کے ختم ہونے کے بعد بھی رسمی تعلق کی خواہش اس بنیاد پر کرتا ہے کہ پرانے مراسم کا کچھ لحاظ تو رکھنا چاہیے۔

شعر 2: اپنے حصے کی شمع

شاعر کہتا ہے کہ رات کے اندھیرے کا گلہ کرتے رہنے سے کہیں بہتر تھا کہ ہم اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے۔ یعنی معاشرے کی برائیوں اور ناانصافیوں پر صرف شکایت کرنے کے بجائے ہر شخص کو اپنی استطاعت کے مطابق بہتری کے لیے عملی قدم اٹھانا چاہیے۔ یہ غزل کا سب سے نمایاں اخلاقی سبق ہے۔ ظلمت، شب، شمع اور جلانا میں مراعات النظیر ہے۔

شعر 3: آسان مرنا، طویل جان کنی

شاعر محبوب سے کہتا ہے کہ تیرے ہجر میں مر جانا بظاہر کتنا آسان تھا، پھر بھی جان نکلنے میں ایک عمر لگ گئی۔ جدائی کا دکھ اتنا شدید تھا کہ موت آسان لگتی تھی، مگر یہ دکھ آہستہ آہستہ ساری زندگی جان لیتا رہا۔ یوں ہجر ایک ہی وقت میں آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔

شعر 4: جشنِ مقتل

شاعر کہتا ہے کہ افسوس جشنِ مقتل ہی برپا نہ ہوا، ورنہ ہم بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے سہی، ناچتے گاتے مقتل کی طرف جاتے۔ یعنی حق کی خاطر جان دینے کا موقع آتا تو ہم خوشی سے قربانی دیتے۔ یہ شعر انقلابی اور مزاحمتی ہے؛ ظلم کے مقابلے میں بے خوفی اور جذبۂ قربانی کو ظاہر کرتا ہے۔

شعر 5 (مقطع): اپنی طرف سے وفا

مقطع میں شاعر خود سے مخاطب ہے کہ محبوب کو وفا کا پاس تھا یا نہیں، یہ اس کا معاملہ ہے؛ اے فراز! تم تو اپنی طرف سے وفا نبھاتے جاتے۔ یعنی دوسرے کی بے وفائی کے بدلے بے وفائی نہیں بلکہ وفا کرنی چاہیے۔ یک طرفہ وفا مشکل سہی مگر اعلیٰ اخلاق کی علامت ہے۔

Free notes: freebooks.pk

مرکزی خیال

غزل کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انسان کو شکوہ شکایت کے بجائے عمل اور وفا کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ محبوب تعلق توڑ دے یا بے وفائی کرے تب بھی اپنی طرف سے وفا نبھانا، اندھیرے کا گلہ کرنے کے بجائے اپنے حصے کی شمع جلانا، اور حق کی خاطر بے خوفی سے قربانی دینا ہی اعلیٰ انسانی کردار ہے۔ اس میں غمِ جاناں کے ساتھ غمِ دوراں بھی جھلکتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

سلسلے

تعلقات، رشتے۔

مراسم

میل جول، رسم و راہ۔

شکوہ

شکایت، گلہ۔

ظلمتِ شب

رات کی تاریکی؛ ظلم و جبر کا دور۔

شمع

موم بتی، چراغ۔

ہجر

جدائی۔

جاناں

محبوب۔

جان سے جانا

مر جانا۔

جشنِ مقتل

قتل گاہ کا میلہ؛ قربانی کا موقع۔

برپا ہونا

قائم ہونا، منعقد ہونا۔

پابجولاں
پاؤں میں زنجیر پہنے ہوئے۔

پاسِ وفا
وفا کا لحاظ۔

خاکہ
غزلِ فراز: اشعار کے پیغامات: یہ خاکہ احمد فراز کی غزل کے ہر شعر کا بنیادی پیغام دکھاتا ہے۔

غزلِ فراز: اشعار کے پیغامات

مطلع
سلسلے ٹوٹے، مگر مراسم کا لحاظ رہتا۔

↓

شمع
اندھیرے کا شکوہ نہیں، اپنے حصے کا چراغ جلاؤ۔

↓

ہجر
مرنا آساں، پھر بھی جان نکلنے میں عمر لگی۔

↓

مقتل
زنجیروں میں بھی ناچتے گاتے قربانی (مزاحمت)۔

↓

مقطع
دوسرا وفا کرے نہ کرے، تم وفا نبھاؤ۔

freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات
احمد فراز سلسلۂ دوستی ختم ہونے کے باوجود مراسم رکھنے کی خواہش کس بنیاد پر کر رہے ہیں؟
اس بنیاد پر کہ ان کے درمیان اتنی جان پہچان اور میل جول تو تھا کہ کم از کم آنا جانا رہتا۔

Free notes: freebooks.pk

دوسرے شعر سے ہمیں کون سا اخلاقی سبق ملتا ہے؟

اندھیرے اور برائی کا شکوہ کرنے کے بجائے اپنے حصے کا چراغ جلانا، یعنی عملی طور پر بہتری کی کوشش کرنا۔

شاعر کو ہجر میں مرنا بیک وقت آسان اور مشکل کیوں لگتا ہے؟

دکھ کی شدت سے موت آسان لگتی تھی، مگر جدائی آہستہ آہستہ جان لیتی رہی اور اس میں عمر لگ گئی۔

احمد فراز کا چوتھا شعر انقلابی اور مزاحمتی نوعیت کا کیسے ہے؟

شاعر کہتا ہے کہ قربانی کا موقع آتا تو ہم زنجیروں میں بھی ناچتے گاتے مقتل جاتے؛ یہ ظلم کے مقابلے میں بے خوفی ہے۔

کیا یک طرفہ طور پر وفا کا رشتہ نبھایا جا سکتا ہے؟

ہاں، مقطع کے مطابق دوسرا وفا کرے یا نہ کرے، انسان اپنی طرف سے وفا نبھا کر اعلیٰ کردار کا ثبوت دے سکتا ہے۔

اس غزل کی ردیف اور قوافی لکھیں۔

ردیف: جاتے؛ قوافی: جاتے، آتے، جلاتے، جاتے، گاتے، نبھاتے۔

صنعتِ مراعات النظیر کسے کہتے ہیں؟

شعر میں ایک ہی قبیل یا رعایت کے الفاظ لانا، جیسے ظلمت، شب اور شمع۔

مردف اور غیر مردف غزل میں کیا فرق ہے؟

مردف غزل میں قافیے کے بعد ردیف ہوتی ہے، غیر مردف میں صرف قافیہ ہوتا ہے۔

احمد فراز کا اصل نام اور جائے پیدائش لکھیں۔

سید احمد شاہ؛ نوشہرہ، خیبر پختونخوا۔

احمد فراز کس طرح کے شعرا سے متاثر تھے؟

فیض احمد فیض اور علی سردار جعفری جیسے ترقی پسند شعرا سے۔

احمد فراز کے کلیات کا نام کیا ہے؟

شہرِ سخن آراستہ ہے۔

یہ غزل کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

خوابِ گل پریشاں ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

‘شکوۂ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا’ والے شعر کی فکری و فنی تشریح کریں۔

حوالہ

یہ شعر احمد فراز کی غزل سے ہے جو ‘خوابِ گل پریشاں ہے’ میں شامل ہے۔

مفہوم

رات کی تاریکی کا گلہ کرنے سے بہتر تھا کہ ہم اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے۔

فکری پہلو

ظلمتِ شب سے مراد ظلم، جہالت اور ناانصافی ہے؛ شاعر کہتا ہے کہ ہر فرد شکایت چھوڑ کر اپنی سطح پر روشنی (علم، نیکی، اصلاح) پھیلائے تو اندھیرا کم ہو سکتا ہے۔

فنی پہلو

ظلمت، شب، شمع اور جلانا میں مراعات النظیر؛ شمع علامت ہے مثبت عمل کی؛ سادہ زبان میں گہرا پیغام شعر کو ضرب المثل بنا دیتا ہے۔

‘جشنِ مقتل ہی نہ برپا ہوا ورنہ ہم بھی’ والے شعر کی فکری و فنی تشریح کریں۔

مفہوم

شاعر کہتا ہے کہ جشنِ مقتل برپا نہ ہوا، ورنہ ہم بھی زنجیروں میں جکڑے ہونے کے باوجود ناچتے گاتے مقتل کی طرف جاتے۔

فکری پہلو

یہ مزاحمتی اور انقلابی شعر ہے؛ حق کی راہ میں قربانی کو جشن سمجھنا اور ظلم سے نہ ڈرنا شاعر کا پیغام ہے۔

پس منظر

احمد فراز ناانصافیوں کے خلاف آواز اٹھانے پر قید و بند سے گزرے؛ یہ شعر ان کے ذاتی تجربے اور ترقی پسند فکر کا عکاس ہے۔

فنی پہلو

مقتل اور پابجولاں میں مراعات النظیر؛ ‘جشن’ اور ‘مقتل’ کا اجتماع تضاد پیدا کرتا ہے؛ ‘ناچتے گاتے’ میں بے خوفی کی تصویر۔

Free notes: freebooks.pk

احمد فراز کی اس غزل کا خلاصہ اور مرکزی خیال لکھیں۔

شکوہ

محبوب جاتے جاتے سارے تعلق توڑ گیا، حالانکہ پرانے مراسم کا تقاضا تھا کہ آنا جانا رہتا۔

اخلاقی سبق

اندھیرے کا گلہ کرنے کے بجائے اپنے حصے کی شمع جلانی چاہیے۔

ہجر اور مزاحمت

ہجر میں مرنا آسان تھا مگر عمر لگ گئی؛ قربانی کا موقع آتا تو زنجیروں میں بھی خوشی سے جاتے۔

وفا

مقطع کا پیغام ہے کہ دوسرا وفادار ہو یا نہ ہو، انسان کو اپنی طرف سے وفا نبھانی چاہیے۔

احمد فراز کی شخصیت اور شاعری پر نوٹ لکھیں۔

حالات

اصل نام سید احمد شاہ؛ نوشہرہ میں پیدا ہوئے؛ والد سید محمد شاہ برق فارسی شاعر؛ ایڈورڈز کالج اور پشاور یونیورسٹی سے تعلیم؛ اردو و فارسی میں ایم اے۔

فکر

فیض اور سردار جعفری سے متاثر؛ غمِ دوراں اور غمِ جاناں کا امتزاج؛ ناانصافی کے خلاف بغاوت اور قید و بند۔

عہدے

اکادمی ادبیات کے بانی ڈائریکٹر جنرل و چیئرمین، نیشنل بک فاؤنڈیشن کے چیئرمین۔

تصانیف و اعزازات

تنہا تنہا، جاناں جاناں، دردِ آشوب، خوابِ گل پریشاں ہے، نایافت، شب خون؛ کلیات ‘شہرِ سخن آراستہ ہے’؛ آدم جی ادبی انعام، کمالِ فن ایوارڈ، ستارۂ امتیاز، ہلالِ امتیاز۔

معروضی سوالات (MCQs)

جاتے جاتے توڑ گیا: (الف) تعلقات (ب) راہ و رسم (ج) مراسم (د) سلسلے

درست جواب: (د) سلسلے۔ سلسلے۔

Free notes: freebooks.pk

اپنے حصے کی جلاتے: (الف) آگ (ب) موم بتی (ج) اگربتی (د) شمع

درست جواب: (د) شمع۔ شمع۔

شاعر نے حوصلہ شکنی کی ہے: (الف) مایوسی کی (ب) اداسی کی (ج) تنہائی کی (د) شکوہ شکایت کی

درست جواب: (د) شکوہ شکایت کی۔ شکوۂ ظلمتِ شب۔

اگر جشنِ مقتل برپا ہوتا تو شاعر جاتا: (الف) ناچتے ہوئے (ب) گاتے ہوئے (ج) گریہ و زاری کرتے ہوئے (د) ناچتے گاتے ہوئے

درست جواب: (د) ناچتے گاتے ہوئے۔ ناچتے گاتے۔

فراز مقطع میں بے وفائی کے بدلے بات کر رہے ہیں: (الف) بدلہ لینے کی (ب) وفا کرنے کی (ج) بے وفائی کی (د) تعلق منقطع کرنے کی

درست جواب: (ب) وفا کرنے کی۔ اپنی طرف سے وفا نبھانا۔

اس غزل کی ردیف ہے: (الف) جاتے جاتے (ب) جاتے (ج) آتے (د) تھا

درست جواب: (ب) جاتے۔ جاتے۔

احمد فراز کا اصل نام تھا: (الف) سید احمد شاہ (ب) احمد علی (ج) سید محمد شاہ (د) احمد ندیم

درست جواب: (الف) سید احمد شاہ۔ سید احمد شاہ۔

احمد فراز کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) پشاور (ب) کوہاٹ (ج) نوشہرہ (د) مردان

درست جواب: (ج) نوشہرہ۔ نوشہرہ۔

احمد فراز کے والد کا تخلص تھا: (الف) برق (ب) فیض (ج) جوش (د) شاد

درست جواب: (الف) برق۔ سید محمد شاہ برق۔

احمد فراز کے کلیات کا نام ہے: (الف) شہرِ سخن آراستہ ہے (ب) نسخہ ہائے وفا (ج) کلیاتِ فراز (د) سارے سخن ہمارے

درست جواب: (الف) شہرِ سخن آراستہ ہے۔ شہرِ سخن آراستہ ہے۔

یہ غزل کس مجموعے سے ہے؟ (الف) تنہا تنہا (ب) جاناں جاناں (ج) خوابِ گل پریشاں ہے (د) شب خون

درست جواب: (ج) خوابِ گل پریشاں ہے۔ خوابِ گل پریشاں ہے۔

'پابجولاں' کا مطلب ہے: (الف) ننگے پاؤں (ب) پاؤں میں زنجیر (ج) پاؤں زخمی (د) تیز رفتار

درست جواب: (ب) پاؤں میں زنجیر۔ پاؤں میں زنجیر پہنے ہوئے۔

Free notes: freebooks.pk

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: احمد فراز (سید احمد شاہ)، نوشہرہ؛ والد سید محمد شاہ برق؛ فیض و سردار جعفری سے متاثر؛ اردو و فارسی میں ایم اے۔
- عہدے: اکادمی ادبیات کے بانی ڈی جی و چیئرمین، نیشنل بک فاؤنڈیشن کے چیئرمین۔
- ماخذ: خوابِ گل پریشاں ہے؛ کلیات: شہرِ سخن آراستہ ہے۔
- ردیف: جاتے؛ قوافی: جاتے، آتے، جلاتے، جاتے، گاتے، نبھاتے؛ مردف غزل۔
- پیغامات: مراسم کا لحاظ، اپنے حصے کی شمع، ہجر کی جان کنی، جشنِ مقتل (مزاحمت)، یک طرفہ وفا۔
- مراعات النظیر: ظلمت، شب، شمع؛ مقتل، پابجولاں۔

امتحانی نکات

- دوسرے اور چوتھے شعر کی تشریح میں علامتی معنی (ظلمتِ شب = ظلم و جہالت، مقتل = قربانی) ضرور لکھیں۔
- مراعات النظیر کی مثال دیتے وقت شعر کے متعلقہ الفاظ کو الگ سے نشان زد کریں۔
- ردیف 'جاتے' اور قافیے میں فرق واضح رکھیں: جلاتے، گاتے، نبھاتے قوافی ہیں۔
- پسندیدہ شعر کے سوال میں 'اپنے حصے کی شمع' والا شعر منتخب کر کے اس کا عملی پیغام لکھنا آسان ہے۔
- تراکیب کے جملے بناتے وقت مراسم، ظلمتِ شب، جشنِ مقتل، پابجولاں اور پاسِ وفا کا درست مفہوم استعمال کریں۔

Free notes: freebooks.pk

سبق 22: غزل (پروین شاکر)

Urdu Class 11 Lesson 22: Ghazal (Parveen Shakir)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے بائیسویں اور آخری سبق پر مبنی ہیں، جس میں پروین شاکر کی غزل شامل ہے۔ یہ غزل ان کے مجموعے 'صد برگ' سے لی گئی ہے اور اس کی ردیف 'دیکھنا' ہے۔

اس غزل میں جدائی کا دکھ، محبت کی نزاکت، اپنوں کی بے وفائی اور زندگی کی بے بسی کو نئی تشبیہات اور استعارات میں بیان کیا گیا ہے۔ نوٹس میں شاعرہ کا تعارف، شعر وار تشریح، مرکزی خیال، استعارات و علامات، ردیف و قوافی، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو پروین شاکر کی شاعری کی خوبیوں یعنی تشبیہات، استعارات اور زبان کی ندرت سے روشناس کرانا اور ادبی جمالیات و شعری حسن سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- طلبہ سے نسوانی اور تانیثی ادب کے بارے میں گفتگو کرنا۔
- طلبہ کو پروین شاکر کی غزل کے مضامین اور موضوعات کے بارے میں بتانا۔

شاعرہ کا تعارف

بیسویں صدی کی ممتاز اردو شاعرہ پروین شاکر کا پورا نام سیدہ پروین شاکر تھا۔ وہ کراچی میں پیدا ہوئیں۔ رضویہ کالونی سے میٹرک کیا، سرسید کالج میں داخلہ لیا اور کراچی یونیورسٹی سے انگریزی زبان و ادب میں ایم اے کیا۔ 1982ء میں سول سروس کا امتحان پاس کیا اور کسٹم اینڈ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں ڈپٹی کلکٹر کسٹم کے عہدے پر فائز ہوئیں۔ اس سے پہلے نو سال تک درس و تدریس سے وابستہ رہیں۔

ان کی ادبی سرگرمیاں 1966ء میں شروع ہوئیں جب سرسید کالج کی بزمِ ادب نے بیت بازی کا مقابلہ کرایا اور ان کی صلاحیتوں کے اظہار پر انھیں گولڈ میڈل ملا۔ انھوں نے بہت چھوٹی عمر میں شاعری اور نثر دونوں میں طبع آزمائی شروع کی اور اخبارات میں ان کے مضامین اور کالم شائع ہوئے۔ پہلے مجموعے 'خوشبو' کو زبردست پذیرائی ملی؛ 'صد برگ'، 'خود کلامی'، 'انکار' اور 'کفِ آئینہ' بھی مقبول ہوئے۔ کالموں کا مجموعہ 'گوشۂ چشم' اور شعری کلیات 'ماہِ تمام' کے نام سے شائع ہوئی۔

پروین شاکر نے غزل کے ساتھ آزاد نظم بھی لکھی۔ ان کے نمایاں موضوعات محبت، نسائیت اور سماجی مسائل ہیں۔ وہ محبت، حسن اور ان کے تضادات کو نئے زاویوں سے پرکھتی ہیں اور استعارات و تشبیہات کا عمدہ استعمال کرتی ہیں؛ بادل، خوشبو، بارش اور آندھی ان کی معروف علامتیں ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں تمغائے حسنِ کارکردگی دیا۔

Free notes: freebooks.pk

26 دسمبر 1994ء کو اسلام آباد میں ان کی کار ایک ٹرک سے ٹکرا گئی جس کے باعث ان کا انتقال ہوا؛ جس شاہراہ پر یہ حادثہ ہوا اس کا نام ان کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔

استعارات، علامات اور فنی محاسن

ردیف و قوافی

ردیف: دیکھنا؛ قوافی: اشارہ، کنارہ، دوبارہ، ستارہ، صف آرا، خسارہ، تمھارا، استعارہ۔

مطلع

پہلا شعر 'بادباں کھلنے سے پہلے کا اشارہ دیکھنا...' جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہیں۔

آخری شعر

اس غزل کے آخری شعر میں شاعرہ کا تخلص نہیں آیا، اس لیے قواعد کی رو سے اسے مقطع نہیں بلکہ غزل کا آخری شعر کہا جائے گا۔

علامت: سمندر اور کنارہ

سمندر خطرے، بے یقینی اور جذبات کے طوفان کی علامت ہے، جب کہ کنارہ سلامتی، منزل اور تحفظ کی۔

استعارہ: مشتِ خاک

انسان کو 'مشتِ خاک' (مٹھی بھر مٹی) اور حالات کو 'ہوا' کہا گیا ہے؛ یہ زندگی کی ناپائیداری کا استعارہ ہے۔

تجسیم

'آئینے کی آنکھ' اور دروازے پر 'چاند کا آنا' میں بے جان چیزوں کو جان دار کی طرح پیش کیا گیا ہے۔

نسائی لہجہ

'میں سمندر دیکھتی ہوں' جیسے مصرعوں میں عورت کا اپنا لہجہ اور تجربہ نمایاں ہے، جو پروین شاکر کی پہچان ہے۔

غزل کا تعارف

پروین شاکر کی یہ غزل جدائی، وفا، بے وفائی اور زندگی کی بے ثباتی کے مختلف رنگ دکھاتی ہے۔ مطلع میں سفر شروع ہونے سے پہلے شاعرہ کہتی ہیں کہ میں سمندر دیکھتی ہوں اور تم کنارہ دیکھنا؛ یعنی دونوں کے راستے اور ترجیحات الگ ہیں۔ دوسرے شعر میں جدائی کے وقت محبوب کا مڑ کر دیکھنا جدائی کو اور مشکل بنا دیتا ہے۔

اگلے اشعار میں ہجر کی رات کا چاند، اپنوں کا دشمنوں کی صف میں کھڑا ہونا، ایسی بازی جس میں جیت بھی نقصان ہو، اور محبوب کی نظر کا خوف بیان ہوا ہے۔ آخری شعر میں انسان کو ہوا کی زد میں رکھی مٹھی بھر خاک کہہ کر زندگی کی بے بسی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شعر وار تشریح

شعر 1 (مطلع): سمندر اور کنارہ

شاعرہ کہتی ہیں کہ کشتی کے بادبان کھلنے یعنی سفر شروع ہونے سے پہلے کے اشارے کو غور سے دیکھنا۔ میں تو سمندر دیکھتی ہوں اور تم کنارہ دیکھنا۔ سمندر خطرات اور جذبات کے طوفان کی علامت ہے، کنارہ حفاظت اور سلامتی کی۔ یعنی شاعرہ مشکلوں میں اترنے کو تیار ہیں جب کہ مخاطب صرف محفوظ راستہ دیکھتا ہے؛ دونوں کی سوچ کا یہ فرق ہی جدائی کا اشارہ ہے۔

شعر 2: مڑ کر دوبارہ دیکھنا

شاعرہ کہتی ہیں کہ محبوب سے بچھڑنا یوں بھی آسان نہ تھا، مگر جاتے جاتے اس کا مڑ کر دوبارہ دیکھنا جدائی کو اور بھی مشکل بنا گیا۔ وہ ایک نظر اس بات کی گواہ تھی کہ محبت ابھی باقی ہے، اور یہی احساس جدائی کے دکھ کو گہرا کر دیتا ہے۔

شعر 3: دروازے پر چاند

شاعرہ ہجر کی رات سے کہتی ہیں کہ دیکھو، چاند کس کی شباہت لے کر دروازے پر آیا ہے؛ ذرا اپنا ستارہ (مقدر) دیکھنا۔ چاند میں محبوب کا چہرہ دکھائی دیتا ہے، اس لیے ہجر کی رات کو یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید جدائی ختم ہونے والی ہے اور قسمت کا ستارہ چمکنے والا ہے۔

شعر 4: اپنوں کا مقابل ہونا

شاعرہ کہتی ہیں کہ کیسی قیامت ہے کہ جن لوگوں کی خاطر ہم پیچھے ہٹے اور پسپائی اختیار کی، آج وہی لوگ ہمارے مقابلے میں صف باندھ کر کھڑے ہیں۔ یہ اپنوں کی بے وفائی کا دکھ ہے، جو انسان کو دشمن کی دشمنی سے زیادہ تکلیف دیتا ہے۔

شعر 5: ایسی بازی ہارنے میں کیا خسارہ

شاعرہ کہتی ہیں کہ جس کھیل (محبت) میں جیتنے پر بھی دل کا نقصان پہلے سے طے ہو، ایسی بازی ہار جانے میں کیا نقصان دیکھنا۔ یعنی عشق میں کامیابی بھی دکھ اور قربانی مانگتی ہے، اس لیے ہار سے ڈرنا بے معنی ہے۔ جیت میں ہار کا پہلو یہی ہے کہ جیت کی قیمت دل کی بربادی ہے۔

شعر 6: آئینے کی آنکھ اور تمھارا دیکھنا

شاعرہ کہتی ہیں کہ میرے لیے آئینے کی آنکھ ہی کافی تھی جو میرا سچ دکھا دیتی تھی؛ اب نہ جانے تمھارا دیکھنا مجھے کیا کیا دکھائے گا۔ یعنی محبوب کی نظر آئینے سے بھی زیادہ گہری ہے؛ وہ شاعرہ کو اپنے ایسے پہلو دکھائے گی جنھیں وہ خود بھی نہیں جانتیں۔ اس میں حیا، اندیشہ اور محبت کی لذت سب شامل ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

شعر 7 (آخری شعر): مشتِ خاک

شاعرہ کہتی ہیں کہ انسان محض مٹھی بھر خاک ہے اور وہ بھی ہوا کی زد میں ہے، جو کسی بھی لمحے اسے بکھیر سکتی ہے۔ یہی زندگی کی بے بسی اور بے ثباتی کا استعارہ ہے۔ انسان کمزور ہے اور حالات کے سامنے بے اختیار؛ اس لیے غرور کے بجائے عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔

مرکزی خیال

غزل کا مرکزی خیال محبت اور زندگی کی نزاکت ہے۔ جدائی آسان نہیں ہوتی، اپنوں کی بے وفائی سب سے زیادہ دکھ دیتی ہے، اور عشق میں جیت بھی دل کا نقصان ہے۔ آخر میں شاعرہ یاد دلاتی ہیں کہ انسان ہوا کی زد میں رکھی مٹھی بھر خاک ہے۔ یہ سب پروین شاکر نے نسائی لہجے، نئی علامتوں اور خوب صورت استعارات کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

بادباں

کشتی کا پردہ جو ہوا سے کشتی کو چلاتا ہے۔

اشارہ

علامت، نشان۔

شباہت

مشابہت، صورت۔

شبِ ہجراں

جدائی کی رات۔

ستارہ

تارا؛ یہاں قسمت۔

پسپا ہونا

پیچھے ہٹنا۔

صف آرا

صف باندھے ہوئے، مقابلے پر تیار۔

زیاں

نقصان۔

خسارہ

گھاٹا، نقصان۔

مشتِ خاک

مٹھی بھر مٹی؛ انسان۔

زد

نشانہ، پہنچ۔

استعارہ

مجازی اظہار، علامت۔

خاکہ

غزلِ پروین شاکر: علامات کا خاکہ: یہ خاکہ پروین شاکر کی غزل میں استعمال ہونے والی اہم علامات اور ان کے معنی دکھاتا ہے۔

غزلِ پروین شاکر: علامات کا خاکہ



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

پروین شاکر کو خوش بو کی شاعرہ کیوں کہا جاتا ہے؟

ان کے پہلے مجموعے 'خوشبو' کو زبردست پذیرائی ملی اور خوشبو ان کی معروف علامت ہے۔

'سمندر' اور 'کنارہ' کن دو متضاد صورتوں کی علامتیں ہیں؟

سمندر خطرے، بے یقینی اور جذبات کی، اور کنارہ سلامتی، تحفظ اور منزل کی۔

شاعرہ کے مقابل کون لوگ صف آرا ہوئے ہیں؟

وہی اپنے لوگ جن کی خاطر شاعرہ پسپا ہوئی تھیں۔

پروین شاکر کے نزدیک جیت جانے میں ہار کا پہلو کس طرح پوشیدہ ہے؟

عشق کی بازی میں جیتنے پر بھی دل کا نقصان پہلے سے طے ہے، اس لیے جیت بھی ایک طرح کی ہار ہے۔

Free notes: freebooks.pk

شاعرہ نے آخری شعر میں انسانی بے بسی کا نقشہ کن الفاظ میں کھینچا ہے؟

ایک مشتِ خاک اور وہ بھی ہوا کی زد میں؛ یہ زندگی کی بے بسی کا استعارہ ہے۔

بچھڑتے وقت محبوب کے کس عمل نے جدائی کو مشکل بنا دیا؟

جاتے جاتے مڑ کر دوبارہ دیکھنے نے۔

دروازے پر کون آیا ہے؟

چاند، محبوب کی شباہت لیے ہوئے۔

شاعرہ کے لیے کس کی آنکھ کچھ کم نہ تھی؟

آئینے کی آنکھ۔

اس غزل کی ردیف اور قوافی لکھیں۔

ردیف: دیکھنا؛ قوافی: اشارہ، کنارہ، دوبارہ، ستارہ، صف آرا، خسارہ، تمھارا، استعارہ۔

پروین شاکر کی معروف علامتیں کون سی ہیں؟

تتلی، بادل، خوشبو، بارش اور آندھی۔

پروین شاکر کی کلیات کا نام کیا ہے؟

ماہِ تمام۔

یہ غزل کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

صد برگ۔

تفصیلی سوالات و جوابات

'آئینے کی آنکھ ہی کچھ کم نہ تھی میرے لیے' والے شعر کی فکری و فنی تشریح کریں۔

حوالہ

یہ شعر پروین شاکر کی غزل سے ہے جو ان کے مجموعے 'صد برگ' میں شامل ہے۔

مفہوم

شاعرہ کہتی ہیں کہ آئینے کی آنکھ ہی میرے لیے کافی تھی، اب نہ جانے تمھارا دیکھنا مجھے کیا کیا دکھائے گا۔

Free notes: freebooks.pk

فکری پہلو

آئینہ ظاہری صورت دکھاتا ہے مگر محبوب کی نظر دل اور روح تک پہنچتی ہے؛ اس نظر سے شاعرہ کو اپنے ایسے پہلو دکھائی دیں گے جن سے وہ خود بے خبر تھیں۔ اس میں حیا، اندیشہ اور محبت کی لذت ملی جلی ہے۔

فنی پہلو

‘آئینے کی آنکھ’ میں تجسیم؛ ‘آنکھ’ اور ‘دیکھنا’ میں مراعات النظیر؛ ردیف ‘دیکھنا’ کا برمحل استعمال اور نسائی لہجہ۔

‘ایک مشتِ خاک اور وہ بھی ہوا کی زد میں ہے’ والے شعر کی فکری و فنی تشریح کریں۔

مفہوم

انسان مٹھی بھر خاک ہے اور وہ بھی ہوا کی زد میں؛ شاعرہ کہتی ہیں کہ زندگی کی بے بسی کا استعارہ دیکھنا ہو تو یہی دیکھ لو۔

فکری پہلو

انسان کمزور اور ناپائیدار ہے؛ حالات کی ایک آندھی اسے بکھیر سکتی ہے۔ یہ احساس غرور توڑتا اور عاجزی سکھاتا ہے۔

فنی پہلو

مشتِ خاک انسان کا اور ہوا حالات یا موت کا استعارہ ہے؛ خاک اور ہوا میں مراعات النظیر؛ ‘استعارہ’ کو قافیہ بنا کر شعر میں خود اس صنعت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

آخری شعر کی حیثیت

اس شعر میں تخلص نہیں، اس لیے یہ مقطع نہیں بلکہ غزل کا آخری شعر ہے؛ مگر یہ پوری غزل کا فلسفیانہ نچوڑ ہے۔

پروین شاکر کی زیرِ نظر غزل پر استحسانی و تنقیدی نوٹ لکھیں۔

موضوعات

جدائی، اپنوں کی بے وفائی، عشق میں جیت ہار کا فلسفہ اور زندگی کی بے ثباتی؛ ہر شعر ایک الگ مگر گہرا تجربہ ہے۔

علامات و استعارات

سمندر و کنارہ، چاند و ستارہ، بازی، آئینہ اور مشتِ خاک جیسی علامتیں غزل کو تہہ دار بناتی ہیں۔

نسائی لہجہ

‘میں سمندر دیکھتی ہوں’ جیسے مصرعوں میں عورت کا اپنا تجربہ اور لہجہ ملتا ہے جو اردو غزل میں پروین شاکر کی انفرادیت ہے۔

زبان و بیان

سادہ اور شستہ زبان، طویل ردیف ‘دیکھنا’ کی روانی اور ‘ارہ’ پر ختم ہونے والے قوافی موسیقیت پیدا کرتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

پروین شاکر کے حالاتِ زندگی اور شاعری پر نوٹ لکھیں۔

تعلیم و ملازمت

کراچی میں پیدا ہوئیں؛ کراچی یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے؛ نو سال تدریس؛ 1982ء میں سول سروس پاس کر کے ڈپٹی کلکٹر کسٹم بنیں۔

ادبی آغاز

1966ء میں سرسید کالج کے بیت بازی مقابلے میں گولڈ میڈل؛ کم عمری سے شاعری اور نثر؛ اخبارات میں کالم۔

تصانیف

خوشبو، صدبرگ، خود کلامی، انکار، کفِ آئینہ؛ کالم 'گوشۂ چشم'؛ کلیات 'ماہِ تمام'۔

خصوصیات و اعزاز

محبت، نسائیت اور سماجی مسائل؛ تتلی، بادل، خوشبو، بارش اور آندھی کی علامتیں؛ تمغائے حسنِ کارکردگی؛ 26 دسمبر 1994ء کو اسلام آباد میں حادثے میں انتقال۔

معروضی سوالات (MCQs)

شاعرہ دیکھنے کا کہہ رہی ہیں: (الف) کنارہ (ب) طوفان (ج) سمندر (د) ساحل

درست جواب: (الف) کنارہ۔ تم کنارہ دیکھنا۔

دروازے پر آیا: (الف) چاند (ب) سورج (ج) ستارہ (د) سیارہ

درست جواب: (الف) چاند۔ چاند۔

مقابلے پر وہ لوگ آ گئے جن کے نام پر ہوئے: (الف) قربان (ب) بدنام (ج) پسپا (د) شکستہ

درست جواب: (ج) پسپا۔ پسپا۔

شاعرہ کے لیے کچھ کم نہ تھی: (الف) نرگس کی آنکھ (ب) آئینے کی آنکھ (ج) غزال کی آنکھ (د) بیمار کی آنکھ

درست جواب: (ب) آئینے کی آنکھ۔ آئینے کی آنکھ۔

اس غزل کی ردیف ہے: (الف) اشارہ (ب) دیکھنا (ج) کنارہ (د) ہے

درست جواب: (ب) دیکھنا۔ دیکھنا۔

'مشتِ خاک' سے مراد ہے: (الف) انسان (ب) صحرا (ج) قبر (د) پہاڑ

درست جواب: (الف) انسان۔ مٹھی بھر مٹی؛ انسان۔

Free notes: freebooks.pk

پروین شاکر کہاں پیدا ہوئیں؟ (الف) لاہور (ب) کراچی (ج) اسلام آباد (د) حیدرآباد

درست جواب: (ب) کراچی۔ کراچی۔

پروین شاکر کا پہلا شعری مجموعہ ہے: (الف) صد برگ (ب) خوشبو (ج) انکار (د) خود کلامی

درست جواب: (ب) خوشبو۔ خوشبو۔

پروین شاکر کی کلیات کا نام ہے: (الف) ماہِ تمام (ب) گوشۂ چشم (ج) کفِ آئینہ (د) شہرِ سخن

درست جواب: (الف) ماہِ تمام۔ ماہِ تمام۔

پروین شاکر کے کالموں کا مجموعہ ہے: (الف) گوشۂ چشم (ب) ماہِ تمام (ج) خوشبو (د) انکار

درست جواب: (الف) گوشۂ چشم۔ گوشۂ چشم۔

یہ غزل کس مجموعے سے ہے؟ (الف) خوشبو (ب) صد برگ (ج) انکار (د) کفِ آئینہ

درست جواب: (ب) صد برگ۔ صد برگ۔

پروین شاکر کا انتقال ہوا: (الف) 26 دسمبر 1994ء (ب) 26 دسمبر 1984ء (ج) 16 دسمبر 1994ء (د) 26 نومبر 1994ء

درست جواب: (الف) 26 دسمبر 1994ء۔ اسلام آباد میں ٹریفک حادثہ۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعرہ: سیدہ پروین شاکر، کراچی؛ انگریزی میں ایم اے؛ ڈپٹی کلکٹر کسٹم؛ وفات 26 دسمبر 1994ء، اسلام آباد۔
- تصانیف: خوشبو، صد برگ (ماخذ)، خود کلامی، انکار، کفِ آئینہ؛ گوشۂ چشم (کالم)؛ ماہِ تمام (کلیات)۔
- ردیف: دیکھنا؛ قوافی: اشارہ، کنارہ، دوبارہ، ستارہ، صف آرا، خسارہ، تمھارا، استعارہ۔
- علامات: سمندر/کنارہ، چاند/ستارہ، بازی، آئینے کی آنکھ، مشتِ خاک۔
- آخری شعر میں تخلص نہیں، اس لیے مقطع نہیں۔
- معروف علامتیں: تتلی، بادل، خوشبو، بارش، آندھی؛ اعزاز: تمغائے حسنِ کارکردگی۔

امتحانی نکات

- پروین شاکر کے اشعار کی تشریح میں علامتوں (سمندر، کنارہ، مشتِ خاک) کے معنی الگ سے واضح کریں۔
- استحسانی نوٹ میں موضوعات، علامات، نسائی لہجہ اور زبان کی خوبیاں چار الگ نکات میں لکھیں۔
- مقطع کی تعریف یاد رکھیں: جس آخری شعر میں تخلص نہ ہو وہ مقطع نہیں کہلاتا۔

Free notes: freebooks.pk

- اعراب کے سوال میں مقابل، زیاں، آئینہ، استعارہ اور شباہت کا درست تلفظ استاد سے سن کر لکھیں۔
- ‘خوشبو کی شاعرہ’ والے سوال میں پہلے مجموعے کا نام اور خوشبو کی علامت دونوں لکھیں۔

Free notes: freebooks.pk